بوستان

(جس قدر پیرایۂ خرد میں ہے)

مع شرح - و ترجمۂ با محاورۂ اُردو - و حلِّ ترکیب

جس کو

جناب مولوی محمدؐ میرزا بیگ خاں صاحب - بیدل - دہلوی - متعلقِ پنجاب گورنمنٹ اِجوکیشنل پریس لاہور نے افادۂ عام اور خاصکر مڈل کی پہلی جماعت - اور انٹرنس کلاس کے لئے تالیف کیا

۱۸۸۱ء

مطبعِ یوسفی دھلی میں سیّد علی حسین
مالکِ مطبع کے اھتمام سے چھپی

قیمت ۱۲ آنہ
دفعۂ اول

فہرستِ ابواب

تنبیہ

حاشیہ میں گنجایش نہونے کے سبب اکثر اشعار کی ترکیب بین السطور میں بھی لکھی گئی ہے اور اختصار کے لیے یہ علامتیں مقرر کی گئی ہیں۔

مب بجاے مبتدا	خب بجاے خبر	ف بجاے فاعل
مف بجاے مفعول	مضا بجاے مضاف	مضہ بجاے مضاف الیہ

اِعتذار

یہ پہلا اڈیشن ہے۔اور چھپنے کی عُجلت و عدمِ فرصت کے سبب تصحیح کا حسبِ دلخواہ موقع نہ مل سکا۔اگر بمقتضاے بشریت کوئی غلطی رہگئی ہو تو ناظرین مُعاف فرمائیں آیندہ انشاءاللہ تعالےٰ اس طرف کافی توجّہ کی جائیگی ؛

دیباچہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اگر **بیدل** سر حمد خدا ہست	خیال است و محال است و خطا ہست
زبان ما و نعت شاہ لولاک	چہ نسبت خاک را با عالم پاک

جب مَیں سُنتا تھا کہ اکثر کم استعداد معلّموں ورخاصکر اہل پنجاب کو جو بیچارے اُردو زبان کے محاوروں سے بخوبی واقف نہیں ہیں سرکاری مدارس کی مروجہ فارسی کتابوں کے پڑھانے اور اُردو میں ترجمہ کرانے میں بڑی دقّت پیش آتی ہے۔ اور دیکھتا تھا کہ ایک مدّتِ دراز تک تعلیم پانے پر بھی طلبہ کی استعداد ناقص رہجاتی ہے۔ تو ہمدردی کا جوش مجھے اُبھارتا تھا کہ اُن معلّموں ورمتعلّموں کی اعانت میں کوشش کروں۔ چنانچہ کچھ مدت ہوئی کہ میں نے اُنکی خدمت گزاری کے لیے کمر باندھی۔ مدارس ابتدائی کی پڑھائی کی کتابوں کا تو میرے بعض لائق ہمعصروں نے ترجمہ وغیرہ کرکے مجھے سبکدوش کردیا مدارس وسطی کی تینوں جماعتوں کے فارسی کورسوں کا ترجمہ کرنا اور شرح اور مشکل مقامات کی ترکیب لکھنی مَیں نے اپنے ذمہ لی۔ چنانچہ حسب استمزاج واستر ضائے ولی نعمت آقائے نامدار جناب لفٹنٹ کرنل ہالرائڈ صاحب بہادر ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم پنجاب فضل الٰہی سے پہلی جماعت کا نصاب فارسی مع ترجمہ و شرح و ترکیبِ مشکل مقامات چھپوانا شروع کرتا ہوں۔ اِس کتاب کو سُہولت کی نظر سے چار جداگانہ حصّوں میں چھاپنے کا ارادہ ہے۔ اُنمیں سے پہلے بوستاں کے چھپوانے میں کئی مصلحتیں ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ اسکے شائع ہوتے تک پہلی جماعت کے طلبہ نصاب فارسی کا پہلا نصف پڑھ چکیں گے اور اس سال اُنہیں دوسرے ہی نصف کی ضرورت ہوگی:۔ مَیں نے اکثر مڈل کا امتحان پاس کیے ہوئے طلبہ کو دیکھا ہے کہ فارسی میں اُنکو ذرا بھی مذاق حاصل نہ تھا۔ نکات ومحاسن کا سمجھنا تو کیا سلیس فارسی نثر کے صحیح پڑھنے سے بھی عاجز تھے اِسلیے مجھ سے جہانتک بنا ہے قواعد زباندانی ومحاسن لسانی کے متعلق جابجا حاشیہ پر نکات فوائد لکھدیے ہیں جن سے اُمید ہے کہ طلبہ کی بصیرت بہت بڑھیگی اور غالب ہے کہ ذہین طلبہ کو تو اُستاد کی ضرورت بھی نرہیگی۔ اخیر میں اساتذہ فن کی خدمت میں بکمال ادب گزارش کرتا ہوں کہ اسمیں جو عیب نظر سے گزریں اُنکو اصلاح فرماکر مجھکو اطلاع دیں مَیں نہایت ممنون ہونگا۔ اور طبع ثانی کے وقت تصحیح کردونگا:۔ خادم الطلبہ محمد میرزا بیگ خاں **بیدل** متعلق مطبع سرکاری مقام لاہور تلمیذ و نبیرہ جناب مبین الدولہ اساس الملک نواب محمد فاضل بیگ خاں بہادر ثبت جنگ رئیس دہلی سلمہم اللہ تعالےٰ:

ا؎ صفت اقتباس را گویند ۱۲

ا؎ مُراد بہادر طلبہ ... ۱۲

ا؎ یعنی ترجمہ، ۱۲ ۔ یعنی صنائع و بدائع ۱۲

انتخاب از بوستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب چہارم در تواضع

ز خاک آفریدت خداوند پاک		پس اے بندہ افتادگی کن چو خاک
حریص و جہانسوز و سرکش مباش		ز خاک آفریدت آتش مباش
چو گردن کشید آتش ہولناک	ق	بہ بیچارگی تن بینداخت خاک
چو آں سر فرازی نمود ایں کمی		ازاں دیو کردند ازیں آدمی

حکایت ہم دریں معنی

یکے قطرہ باراں ز ابرے چکید	خجل شد چو پہنائے دریا بدید
کہ جائیکہ دریاست من کیستم	گر او ہست حقا کہ من نیستم
چو خود را بچشم حقارت بدید	صدف در کنارش بجاں پرورید
سپہرش بجائے رسانید کار	کہ شد نامور لؤلوئے شاہوار
بلندی بداں یافت کو پست شد	در نیستی کوفت تا ہست شد

حکایت در معنی نظر مردان حق در خویشتن بحقارت

بوستاں کا انتخاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

چوتھا باب تواضع کے بیان میں

پاک خدا نے تجھ کو خاک سے پیدا کیا ہے — بس اے بندے! خاک کی طرح عاجزی اختیار کر

لالچی اور موذی اور مغرور نہ بن — تجھے خاک سے پیدا کیا ہے آگ نہ بن

جب ڈراؤنی آگ نے سرکشی کی — اور خاک نے فروتنی کی

اور جب اُس (آگ) نے سر اُٹھایا اور اس (خاک) نے عاجزی کی۔ تو اُس سے جن بنائے اور اس سے آدمی

اسی باب میں کہانی

مینہ کی ایک بوند ابر (نیساں) سے گری — دریا کا پاٹ دیکھ کر شرمندہ ہوئی۔

کہ جہاں دریا ہے میری کیا حقیقت — اگر وہ ہے تو خدا کی قسم میں کچھ نہیں

جب اُسنے اپنے تئیں حقارت کی نظر سے دیکھا — سیپی نے اُسے اپنی گود میں بڑی شفقت سے پالا

آسمان نے اُسے اِس رُتبہ کو پہنچایا — کہ وہ بوند نامور بادشاہی تاج کے لائق موتی بن گئی

اُسنے رُتبہ اس سبب سے پایا کہ فروتن ہوئی — اپنے تئیں کچھ نہ سمجھا۔ آخر ایک چیز ہوگئی

مردانِ خدا کے اپنے تئیں حقارت کی نظر سے دیکھنے کا بیان

جوانے خردمند پاکیزہ بوم | ز دریا بر آمد بدر بند روم
درو فضل دیدند و فقر و تمیز | نہادند رختش بجائے عزیز
سر صالحاں گفت روزے بمرد | کہ خاشاک مسجد بیفشان و گرد
ہماں کیں سخن مرد رہ رو شنید | بروں رفت و بازش نشاں کس ندید
براں حمل کردند برنا و پیر | کہ پروائے خدمت ندارد فقیر
دگر روز خادم گرفتش براہ | کہ ناخوب کردی برائے تباہ
ندانستی اے کودک خود پسند | کہ مرداں ز خدمت بجائے رسند
ق
گرستن گرفت از سر صدق و سوز | کہ اے یار جاں پرور دل فروز
نہ گرد اندر آں بقعہ دیدم نہ خاک | من آلودہ بودم درآں جائے پاک
گرفتم قدم لاجرم باز پس | کہ پاکیزہ بہ مسجد از خاک و خس
طریقت جز ایں نیست درویش را | کہ افگندہ دارد تن خویش را
بلندیت باید تواضع گزیں | کہ ایں بام را نیست سلم جزیں

حکایت سلطان بایزید بسطامی قدس سرہ در تواضع

شنیدم کہ وقتے سحر گاہ عید | ز گرما بہ آمد بروں بایزید
یکے طشت خاکسترش بے خبر | فرو ریختند از سرائے بسر
ق
ہمیگفت ژولیدہ دستار و موے | کف دست شکرانہ مالاں بروے
کہ اے نفس من در خور آتشم | بخاکسترے روے درہم کشم
بزرگاں نہ کردند در خود نگاہ | خدا بینی از خویشتن بیں مخواہ

ایک عقلمند اور پاک سرشت جوان
دریائے روم کے بندر میں آیا

دلوگوں نے اُسمیں فضیلت اور مسکینی اور تمیز دیکھی
اُسے خدا کے گھر (مسجد) میں اُتارا

ایک دن مسجد کے امام نے اُس سے کہا
کہ مسجد کا کوڑا اور گرد جھاڑ دے

سالک نے جوہیں یہ بات سُنی —
نکلکر چلدیا اور کسی نے اُسکا نشان نہ دیکھا

جوانوں اور بوڑھوں نے یہ گمان کیا
کہ فقیر کو خدمت کرنے کی طرف رغبت نہیں

دوسرے دن داالکھ، نوکر نے اُسے رستہ میں روک کر کہا
کہ تونے بدعقلی کے سبب بُرا کام کیا

اے مغرور لڑکے! تونے یہ نہ جانا
کہ مرد خدمت ہی کرنے سے رتبہ پاتے ہیں

وہ سچائی اور درد کے درد سے رونے لگا
اور کہا کہ اے جان پرورش کرنیوالے اور دل کے روشن کرنیوالے

میں نے وہاں نہ گرد دیکھی نہ کوڑا
اُس پاک مقام میں ایک میں ہی ناپاک تھا

ناچار میں (وہاں سے) نکل آیا
کیونکہ مسجد کا مٹی اور کوڑے سے صاف ہونا اچھا

فقیر کے لیے اسکے سوا کوئی طریقہ نہیں
کہ اپنے تئیں گرائے رکھے —

اگر تو بلند مرتبہ چاہتا ہے تو فروتنی اختیار کر
کیونکہ اسکے سوا اس کوٹھے کا زینہ نہیں

تواضع کے باب میں سلطان بایزید بسطامی کی کہانی! اُنکا بھید پاک کیا جائے

میں نے سُنا ہے کہ ایک دفعہ عید کی صبح کو
بایزید (نہاکر) حمام سے نکلا

لوگوں نے اُسکے سر پر انجان پنے سے
راکھ کا طشت ایک گھر میں سے ڈال دیا

یہ کہتا تھا اور اُسکی پگڑی اور بال بکھر رہے تھے
اور الحمدللہ کہکر ہاتھ منہ پر پھیر رہا تھا

کہ اے نفس! میں تو آگ (دوزخ) کے لائق ہوں
ذرا سی راکھ کے سبب کیا ناخوش ہوں

اچھے لوگوں نے اپنے تئیں نہیں دیکھا
اپنے تئیں دیکھنے والے خدا کے پہچاننے کی امید نہ رکھیں

بزرگی بناموس و گفتار نیست	بلندی بدعوی و پندار نیست
تواضع سر رفعت افرازدت	تکبر بخاک اندر اندازدت
بگردن فتد سرکش تندخوی	بلندیت باید بلندی مجوی

گفتار در عجب و عاقبت آن و شکستگی و برکت آن

ز مغرور دنیا ره دین مجوی	خدا بینی از خویشتن بین مجوی
گرت جاه باید مکن چون خسان	بچشم حقارت نگه در کسان
گمان کی برد مردم هوشمند	که در سر گرانیست قدر بلند
ازین نامورتر محلی مجوی	که خوانند خلقت پسندیده خوی
نه گر چون توئی بر تو کبر آورد	بزرگش نه بینی بچشم خرد
تو نیز ار تکبر کنی همچنان	نمائی که پیشت تکبر کنان
چو استاده بر مقام بلند	بر افتاده گر هوشمندی مخند
بسا ایستاده درآمد زپای	که افتادگانش گرفتند جای
گرفتم که خود هستی از عیب پاک	تعنت مکن بر من عیب ناک
یکی حلقهٔ کعبه دارد بدست	یکی در خراباتی افتاده مست
گر آن را بخواند که نگذاردش	ور این را براند که باز آردش
نه مستظهرست آن باعمال خویش	نه این را در توبه بسته است پیش

حکایت دانشمند درویش و قاضی متکبر

بڑائی عزّت اور بات جیت سے | اور اونچا مرتبہ دعوے اور غرور سے حاصل نہیں ہوتا
جھکنا تیرے اونچے سر کو بلند کریگا | غرور تجھ کو خاک میں ملا دیگا
مغرور غضبناک گردن کے بل گرا کرتا ہے | اگر تجھ کو اونچے رتبہ کی خواہش ہے تو بڑائی کرنی چھوڑ دے

غرور اور اسکے انجام اور فروتنی اور اسکی برکت کا بیان

دنیا کے دھوکا دیے ہوئے سے دین کے طریقہ پر چلنے کی | اور اپنے تئیں دیکھنے والے سے خدا کے پہچاننے کی امید نہ رکھ
اگر تو رتبہ چاہتا ہے تو نیکوں کی طرح | لوگوں کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھ
دانا آدمی کب خیال کرتا ہے | کہ اونچا رتبہ غرور سے حاصل ہوتا ہے
اس سے زیادہ بلند رتبہ نہ ڈھونڈ | کہ لوگ تجھے نیک خو کہیں
کیا یہ ٹھیک نہیں ہے؟ کہ اگر کوئی تجھ جیسا تجھ سے غرور کرے | تو تو اپنی عقل کی آنکھ سے اسکو بزرگ نہ دیکھے گا
بس اگر تو بھی غرور کریگا تو ایسا ہی دکھائی دیگا | جیسے اور مغرور تجھے دکھائی دیتے ہیں
جب تو کسی اونچی جگہ کھڑا ہے | تو اگر عقلمند ہے تو گرے ہوئے پر نہ ہنس
کیونکہ اکثر ہوا ہے کہ کھڑا ہوا گر پڑا ہے | اور گرے ہوئے اسکی جگہ پہنچے ہیں
میں نے مانا کہ تو عیب سے پاک ہے | مجھ عیب دار کا عیب نہ کھول
ایک کے ہاتھ میں کعبہ کی کنڈی ہے | اور ایک کلال خانہ میں مست پڑا ہے
اگر خدا اسکو بلائے تو کون روکے | اور اگر اسکو نکال دے تو کون پھیر لائے
نہ اسے اپنے اعمال پر بھروسا ہے | اور نہ اسکے لیے توبہ کا دروازہ بند ہوگیا ہے

غریب دانا اور مغرور قاضی کی کہانی

شرط کو شرط نہیں کہتے للعہ اوپر کی بیت اور یہ اور آگے کی بیت ایکدوسرے سے متعلق ہیں۔ دونو شعروں میں آپس سے شرط جزا

فقیہے کُہن جامہ تنگدست — در ایوانِ قاضی بصف بر نشست

نگہ کرد قاضی درو تیز تیز — مُعرّف گرفت آستینش کہ خیز

ندانی کہ برتر مُقامِ تو نیست — فروتر نشیں یا برو یا بایست

بجائے بُزرگاں دلیری مکن — چو سر پنجہ ات نیست شیری مکن

نہ ہر کس سزاوار باشد بصدر — کرامت بفضل است و رُتبت بقدر

دگر رہ چہ حاجت کہ راند کُست — ہمیں شرمساری عقوبت بَست

بعزّت ہر آنکو فروتر نشست — بخواری نیُفتد ز بالا بہ پست

چو آتش برآورد درویش دُود — فروتر نشست از مُقامیکہ بود

فقیہاں طریقِ جدل ساختند — لِمَ و لانُسلّم در انداختند

گُشادند برہم در فتنہ باز — بلا و نعم کردہ گردن دراز

تو گفتی خروسانِ شاطر بجنگ — فتادند درہم بمنقار و چنگ

یکے بیخود از خشمناکی چو مست — یکے بر زمیں میزدے ہر دو دست

فتادند در عُقدۂ پیچ پیچ — کہ در حلّ آں رہ نبردند ہیچ

کُہن جامہ اندر صفِ آخرین — بغرّش درآمد چو شیرِ عرین

کہ بُرہانِ قوی بایہ و معنوی — نہ رگ ہائے گردن بحجّت قوی

مرا نیز چوگانِ حرف است و گوی — بگفتند ار نیک دانی بگوی

بکلکِ فصاحت بیانے کہ داشت — بدلہا چو نقشِ نگیں بر نگاشت

سر از کوئے صورت بہ معنی کشید — قلم بر سرِ حرفِ دعوی کشید

بگفتندش از ہر کنار آفریں — کہ بر عقل و طبعت ہزار آفریں

ہ واضح دلیل ۔ معنوی ۔ منسوب بہ معنی یعنی جو عمل ہو اور مقبول ہو حجت دشمن غالب آنا ۔ اور ناحق بحث کرنیوالے بھی جاہا کرتے ہیں ۱۱ قلم بر حرف دعوی کشیدن

ایک پُرانے کپڑے پہنے مُفلس فقیر | قاضی کے دربار میں اوّل صف میں جابیٹھا

قاضی نے اُس کی طرف غصّہ سے دیکھا | چوبدار نے اُسکی آستین پکڑ کر کہا کہ اُٹھ

تو نہیں جانتا کہ تیرا رُتبہ بلند نہیں ہے | بس نیچے کی صف میں بیٹھ - یا چلا جا - یا کھڑا رہ

امیروں کی جگہ بیٹھنے کی دلیری نہ کر | جب تجھ میں زور نہیں ہے تو شیر نہ بن

ہر شخص صدر میں بیٹھنے کے قابل نہیں ہوتا | بزرگی علم سے ہوتی ہے - اور رُتبہ عزّت سے

پھر ضرورت نہیں کہ کوئی تجھے نکالے | یہی شرمندگی تیری سزا کے لئے کافی ہے

خدا کی عزت کی قسم ہے کہ جو کوئی نیچے بیٹھا | وہ ذلت کے ساتھ بلندی پر سے پستی پر نہیں گریگا

فقیر کے دل سے مثل آگ کے دُھواں اُٹھا (یعنی آہ بھری) اور جہاں بیٹھا تھا وہاں سے نیچے آبیٹھا

فقیہوں نے جھگڑنا شروع کیا | "کس لیے" اور "ہم نہیں مانتے" کہنے لگے

باہم لڑائی کا دروازہ کھولا (یعنی آپس میں لڑنے لگے) | نہیں اور ہاں کہہ کہہ کر گردنیں اُٹھائیں

تو دیکھتا تو یہ کہتا کہ لڑاک مُرغ | چونچوں اور پنجوں سے گتھ گئے ہیں

ایک متوالے کی طرح غصّہ کے سبب آپے سے باہر تھا | ایک زمین پر ہاتھ دے دے مارتا تھا

ایک ایسا پیچیدہ مسئلہ پیش آیا | کہ اُسکے حل کرنے کا کچھ رستہ نہ پایا

وہ پُرانے کپڑے والا اخیر صف میں | بَن کے شیر کی طرح ڈڑوکا

کہ دلیل مضبوط اور معنوی چاہیئے | گردن کی رگیں غالب آنیکے لئے قوی نہیں چاہیئں

میرے پاس بھی کلام کی گیند اور بلّا ہے (اجازت ہو تو عرض کروں) بولے اگر صحیح معلوم ہے تو کہہ

اُس نے اپنی تقریر خوش بیانی کے قلم سے | لوگوں کے دلوں پر نگینہ کے نقش کیطرح ثبت کی

مجاز سے حقیقت کی طرف متوجہ ہوا | (اور فقیہوں کے) دعوے کو رد کر دیا

(فقیہوں نے) اُسے ہر گوشہ سے کہا کہ تیری عقل | اور طبیعت کو شاباش و ہزار آفریں

ہے جیسے قلم از چوب - انگشتری نقرہ - یہ مادہ حقیقۃً ہے - اور فرضاً بھی ہوتا ہے یعنی متکلم فرض کر لیتا ہے کہ اس چیز کا مادہ یہ ہے

سمند سخن تا بجائے براند　　که قاضی چو خر در خلاب بماند

برون آمد از طاق و دستار خویش　　باکرام و لطفش فرستاد پیش

که هیهات قدر تو نشناختم　　بشکر قدومت نپرداختم

دریغ آیدم با چنیں مایہ　　که بینم ترا در چنیں پایہ

معرف بدلداری آمد برش　　که دستار قاضی نهد بر سرش

بدست و زبان منع کردش که دور　　منه بر سرم پاے بند غرور

که فردا شود بر کهن مبرزان　　بدستار پنجه گزم سرگران

چو مولام خوانند و صدر کبیر　　نمایند مردم بچشمم حقیر

تفاوت کند هرگز آب زلال؟　　گرش کوزه زرین بود یا سفال

خرد باید اندر سر مرد و مغز　　نباید مرا چوں تو دستار نغز

کس از سربزرگی نبرزد بچیز　　کدو سر بزرگ است و بے مغز نیز

میفراز گردن بدستار و ریش　　که دستار پنبه است و سبلت حشیش

بصورت کسانیکه مردم وش اند　　چو صورت همان به که دم درکشند

بقدر هنر جست باید محل　　بلندی و نحسی مکن چون زحل

نے بوریا را بلندی نکوست　　که خاصیت نیشکر خود دروست

بدیں عقل و همت نخوانم کست　　وگر میروند صد غلام از پست

چه خوش گفت خرمهره در گلے　　چو برداشتش پر طمع جاهلے

مرا کس نخواهد خریدن بهیچ　　بدیوانگی در حریرم مپیچ

جعل را همان قدر باشد که هست　　وگر در میان شقائق نشست

تقریر کا گھوڑا یہانتک دوڑایا
قاضی نے اپنا جُبّہ اور پگڑی اُتار کر
اور کہا کہ افسوس! میں نے تیرا رتبہ نہ پہچانا
تیرے ایسے علم و فضل کے ہوتے مجھے افسوس آتا ہے
جوبدار دلداری سے اُسکے پاس آیا
(فقیہ نے) اُسکو ہاتھ اور زبان سے رُوکا کہ دُور ہو
کیونکہ کل غریب لنگوٹہ بندوں کے سامنے
جب مجھے صاحب و قبلہ اور بڑا سردار کہیں گے
میٹھے پانی میں کبھی فرق نہیں آتا
آدمی کے سر میں عقل اور مغز چاہیے
آدمی سر کے بڑا ہوجانے سے کچھ قدر و قیمت نہیں پاتا
(بڑی) پگڑی اور (لمبی) ڈاڑھی پر غرور نہ کر
جو لوگ صرف صورت کے آدمی ہیں
ہنر کے موافق مرتبہ و مقام ڈھونڈھنا چاہیے
پتلا اُونچا تو بہت ہوتا ہے —
اس عقل اور حوصلہ پر میں تجھے آدمی نہ کہونگا
کیچڑ میں پڑی ہوئی کوڑی نے کیا اچھا بات کہی
کہ مجھے کوئی کسی چیز کے بدلے بھی نہیں لیگا
گوبر کے کیڑے کی جو قدر ہے وُہی رہیگی

کہ قاضی گدھے کیطرح کیچڑ میں پھنس گیا یعنی جب تنگ اور دِق ہو گیا
تعظیم اور مہربانی سے اُس کے پاس پہنچی
اور تیرے آنے کا شکریہ نہ ادا کیا
کہ تجھکو ایسی ذلیل جگہ بیٹھا دیکھوں
تاکہ قاضی کی پگڑی اُسکے سر پر دھرے
میرے سر پر پگڑی کہ غرور میں پھنسانیوالی ہے نہ رکھ
اس پچاس گز کی پگڑی کے سبب مجھے غرور آجائیگا
تو لوگ مجھے حقیر نظر آئیں گے۔
اُسکا آبخورہ سونے کا ہو خواہ مٹّی کا
مجھے تیری عمدہ پگڑی درکار نہیں۔
تو نے کا سر بڑا ہے اور بے مغز ہے
کیونکہ پگڑی روئی ہے اور ڈاڑھی مونچھ گھانس
اُنہیں چاہیے کہ تصویر کی طرح چُپ رہیں
زحل کی طرح اُونچا اور منحوس نہ بن
لیکن اُسمیں گننے کے گُن نہیں +
اگرچہ سَو غلام تیرے پیچھے دوڑتے ہوں
جب اُس سے ایک لالچی بیوقوف نے (موتی سمجھکر) اُٹھایا
بیوقوفی سے مجھے ریشمیں کپڑے میں لپیٹے
اگرچہ لالہ کے پھول میں جاکر بیٹھے

ترکیب صفحہ ۱۰

فائدہ

نه منعم بمال از کسے بهتر است | خر ار جُلِ اطلس بپوشد خر است
بدیں شیوه مرد سخنگوے چُست | بآبِ سُخن کینه از دل بشُست
دل آزرده را سخت باشد سخن | چو خصمت بیفتاد سستی مکن
چو دستت رسد مغزِ دشمن برآر | که فرصت فروشوید از دل غبار
چناں ماند قاضی بجورش اسیر | که گفت اِنّ هٰذا الیَوم عَسیر
بدنداں گزید از تعجب یدین | بماندش در و دیده چوں فرقدین
وزاں جا جواں روے همت بتافت | بروں رفت و بازش نشاں کس نیافت
غریو از بزرگانِ مجلس بخاست | که گوئی چنیں شوخ چشم از کجاست
نقیب از پیش رفت و هر سو دوید | که مردے بدیں وصف و صورت که دید
یکے گفت ازیں نوع شیریں نفس | دریں شهر سعدی شناسیم و بس
بر آں صد هزار آفریں کایں بگفت | حقِ تلخ بیں تا چه شیریں بگفت

حکایت در توبه کردن بادشاهزادهٔ گنجه

یکے بادشه زاده در گنجه بود | که نااهل و ناپاک و سرپنجه بود
به مسجد در آمد سرایان و مست | مے اندر سر و ساتگینے بدست
بمقصوره در پارسائے مقیم | زبانے دلاویز و قلبے سلیم
تنے چند بر گفتِ او مجتمع | چو عالم نباشی کم از مستمع
چو بے عزتی پیشه کرد آں حروں | شدند آں عزیزاں خراب اندروں
چو منکر بود پادشه را قدم | که یارد زد از امرِ معروف دم

(اے شہزادہ دولتمند) مال کے سبب کسی (شہر مند مفلس) آدمی سے اچھا نہیں کیونکہ اگر گدھا اطلس کی جھول پہنے تو بھی گدھا ہے

اِس طرح چالاک اور زبان آور فقیہ نے — اپنی تقریر کے پانی سے دشمنی دل سے دھوئی
دل دکھے ہوئے کی باتیں سخت ہی ہوا کرتی ہیں — جب تیرا دشمن ہار جائے تو پھر نرمی نہ کر
جب تو قابو پائے (فوراً) دشمن کا بھیجا نکال لے — کیونکہ قابو ہی کے وقت دل کا غبار نکل سکتا ہے
قاضی اپنے ظلم میں ایسا گرفتار ہوا — کہ بول اٹھا کہ بیشک یہ دن بڑا سخت دن ہے
اور تعجب سے اپنے دونو ہاتھ دانتوں سے کاٹے — اور اسکی آنکھیں عجیب فقیہ کیطرف فرقدان کیطرح کھلی کی کھلی رہ گئیں
جوان نے وہاں سے پلٹنے کا قصد کیا — نکلکر چلدیا اور پھر کسی نے اُسکا نشان نہ پایا
محفل کے اونچے اونچے لوگ غل مچانے لگے — کہ ہیں یہ گستاخ کہاں کا رہنے والا ہے؟

نقیب اُس کے پیچھے گیا اور ہر طرف دوڑا۔ کہ اس صورت اور صفت کا آدمی کسی نے دیکھا ہے تو بتائے کہ کون ہے

ایک نے کہا کہ ایسا شیریں بیان تو — ہم اس شہر میں صرف سعدی کو جانتے ہیں

اور اُس پر لاکھ شاباش کہ (قاضی کو) ایسی (باتیں) کہیں۔ دیکھ کہ کڑوی سچی بات کس مزے سے کہی ہے

شاہزادۂ گنجہ کے توبہ کرنے کی کہانی

گنجہ میں ایک شاہزادہ تھا — جو نالائق اور ناپاک (طبیعت) اور ظالم تھا
مسجد میں آیا گاتا اور متوالا — نشہ سر میں اور شراب کا پیالہ ہاتھ میں
(مسجد کے) حجرہ میں ایک پرہیزگار رہتا تھا — جس کی زبان پُرتاثیر اور دل (عیبوں سے) پاک تھا
چند آدمی اُس پرہیزگار کی باتیں سُننے کو جمع تھے — اگر تو عالم نہیں ہے تو عالموں کی سُن تو سہی
جب اُس ناوان نے ذلّت کا کام کیا — تو وہ عزیز رنجیدہ ہوئے
جب بادشاہ کا عمل خلافِ شرع ہو — تو شرع کے حکم (دُسے) کون بتا سکتا ہے

ـــــ

گنجہ میں ایک مشہور شہر ہے۔ جہاں کے مولانا نظامی مصنفِ سکندرنامہ تھے ۵۸ گفت حاصل مصدر یعنی گفتار۔ بر بمعنی برائے مجمع ... کی تعمیل کا حکم دے ۴

تغلب کند سیر بر بوی گل | فرو ماند آواز چنگ از دهل

گرت نهی منکر بر آید ز دست | نشاید چو بی دست و پایان نشست

و گر دست قوت نداری بگوی | که پاکیزه گردد باندرز خوی

چو دست و زبان را نماند مجال | بهمت نمایند مردی رجال

یکی پیش دانای خلوت نشین | بنالید و بگریست سر بر زمین

که یکبار آخر برین رند مست | دعا کن که ما بی زبانیم و دست

دم سوزناک از دل با خبر | قوی‌تر ز هفتاد تیغ و تبر

برآورد مرد جهاندیده دست | بگفت ای خداوند بالا و پست

خوشست این پسر وقتش از روزگار | خدایا همه وقت او خوش بدار

کسی گفتش ای قدوهٔ راستی | برین بد چرا نیکوئی خواستی

چه بد عهد را نیک خواهی ز بهر | چه بد خواستن بر سر خلق و شهر

چنین گفت بینندهٔ تیز هوش | چو سرّ سخن در نیابی مجوش

بطامات مجلس نیاراستم | ز داد آفرین توبه اش خواستم

که هر گه که باز آید از خوی زشت | بعیشی رسد جاودان در بهشت

همین پنج روز است عیش مدام | بترک اندرش عیشهای مدام

حدیثی که مرد سخن ساز گفت | یکی زان میان با ملک باز گفت

ز وجد آب در چشمش آمد چو میغ | ببارید بر چهره سیل دریغ

بنیران شوق اندرونش بسوخت | حیا دیده بر پشت پایش بدوخت

بر نیک محضر فرستاد کس | در توبه کوبان که فریاد رس

ف

پھول کی خوشبو پر لہسن کی بو غالب آجاتی ہے۔ اور چنگ کی آواز ڈھول کی آواز سے دب جاتی ہے

اگر تو کسیکی بری بات کو ہاتھ سے روک سکتا ہے — تو نکموں اور لولوں کی طرح نہ بیٹھ ؛

اور اگر ہاتھ سے قدرت نہ ہو تو زبان سے روک — کیونکہ نصیحت سے بھی عادت سنور جاتی ہے

اور جب ہاتھ اور زبان دونو سے قدرت نہ ہو — دعا کر، کہ مردانِ خدا دعا سے مردانگی دکھاتے ہیں

ایک شخص نے حجرہ میں بیٹھے ہوئے دانشمند سے — فریاد کی اور سر زمین پر رکھکر رویا

کہ بیشک اس بدکار مست کے لیئے ایک دفعہ — بددعا کر کیونکہ ہماری زبان میں تاثیر نہیں اور نہ ہاتھ میں قدرت ہے

باخبر دل کی ایک جلتی ہوئی آہ (بدکاروں کیلیے) — بہتیری تلواروں اور تیروں سے بڑھکر کارگر ہے

جہاندیدہ پارسا نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔ — کہ اے بلند و پست کے مالک !

اس لڑکے کی حالت زمانہ میں اچھی ہے — اے خدا! اسے ہمیشہ خوش رکھ

کسی نے اس سے کہا کہ اے سچائی کے پیشوا! — اس بدکار کے لیے تونے اچھی دعا کیوں مانگی؟

ظالم کے لیے نصیب سے بھلائی چاہتی — اور خلقت اور شہر کی برائی چاہتی برا ہے

تیز عقل دانا نے (اسے) یہ جواب دیا — کہ جب بات کی رمز کو نہ سمجھے تو جوش میں آ

میں نے لغو بات نہیں کہی — بلکہ خدائے عادل سے اسکے لیے توبہ کی توفیق مانگی ہے

کیونکہ جب بری حرکتوں سے باز آئیگا — تو جنت میں ہمیشہ کا عیش پائیگا

میخواری کا عیش یہی چار دن کا ہے — اور اس کے ترک کرنے میں ہمیشہ کا عیش ہے

سخنگو پارسا نے جو بات کہی — ان میں سے ایک نے وہ بادشاہ کے سامنے دہرائی

شوق و حالت سے اسکی آنکھوں میں ابر کی مانند آنسو بھر آئے — اور حسرت کی رو چہرے پر بہائی۔

شوق کی آگ سے اس کا دل جل گیا — شرم نے اس کی آنکھ کو پشتِ پا پر رہنی دیا۔

اس نیک خو کے پاس آدمی بھیجا — جس حالت میں کہ توبہ کا طلبگار تھا (اور کہا) آ (بلانے والے)

(۳) بدل اشتمال کہ اسکے معنی مبدل منہ کے متعلقات میں سے ہوں جیسے در نو دندید جامہ اش را (۴) بدل غلط کہ مبدل منہ غلطی سے بولا گیا ہو اور بدل سے اسکی

قدم رنجه فرماے تا سر نهم | سر جهل و ناراستی بر نهم

دو رویه ستادند بر در سپاه | سخن پرور آمد در ایوان شاه

شکر دیده و عناب و شمع و شراب | ده از نعمت آباد و مردم خراب

یکے غایب از خود یکے نیم مست | یکے شعر گویان صراحی بدست

زسوئے برآورده مطرب خروش | زدیگر سو آواز ساقی که نوش

حریفان خراب از مے لعل رنگ | سر چنگی از خواب در بر چو چنگ

نبود از ندیمان گردن فراز | بجز نرگس آنجا کسے دیده باز

دف و چنگ با یکدگر ساز گار | برآورد زیر از میان ناله زار

بفرسود در هم شکستند خرد | مبدل شد آں عیش صافی بدرد

شکستند چنگ و گسستند رود | بار رگ دگو نیاده از سر و رود

به میخانه در سنگ بردن زدند | کدو را نشاندند و گردن زدند

روان خم و چنگ اوفتاده نگون | تو گفتی شدہست از بط کشته خون

خم آبستن خمر نه ماهه بود | در آں فتنه دختر بینداخت زود

شکم تا بنافش دریدند مشک | قدح را بر و چشم خونی پر اشک

بفرسود تا سنگ صحن سراے | بکندند و کردند نو باز جاے

که گلگونه خمر یاقوت فام | بشستن نمے شد ز روے رخام

عجب نیست بالوعه گر شد خراب | که خورد اندر آں روز چنداں شراب

دگر هر که بر لطف گرفتے بکف | قفا خوردے از دست مردم چو دف

دگر فاسقے چنگ بردے بدوش | بمالیدے او را چو طنبور گوش

پہلے ضمیر لانی اور فارسی میں جائز ہے۔ قدح کی آنکھ کو خونیں اسوسطے کہا کہ اس میں سرخ رنگ کی شراب بھری ہوتی تھی ۱۲ (صفحہ ۱۷ دیکھو)

تشریف لا کہ میں تیرے (پاؤں پر) سر رکھوں | نادانی اور بدی کا خیال چھوڑوں

دروازہ پر دو طرفہ (تعظیم کے لیے) فوج کھڑی ہوگئی - اور سخن سنج (پارسا) بادشاہ کے محل میں آیا

مٹھائی اور میوہ اور شمع اور شراب دیکھی | گھر نعمتوں سے بھرا ہوا اور لوگ بیہوش

کوئی بالکل بیخود - کوئی ذرا ہوش میں | اور کوئی صُراحی ہاتھ میں لیے شعر پڑھ رہا

ایک طرف گویا غُل مچا رہا | اور دوسری طرف ساقی کہہ رہا کہ پیو

یارانِ جلسہ سُرخ رنگ کی شراب سے بیہوش | چنگ بجانیوالے کا سر نیند کے مارے چنگ کی طرح بغل میں

سربلند مصاحبوں میں سے | نرگس کے پھول کے سوا کسی کی آنکھ کھلی ہوئی نہ تھی

ڈفلی اور چنگ جبکہ دونو کے سُر ملے ہوئے تھے | مجلس میں ہلکی آواز مدّھم سُروں میں نکال رہے تھے

(پارسا نے) حکم دیا اور (نوکروں نے) ساز ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے | اور وہ صاف عیش کدورت سے بدل گیا

چنگ توڑا اور (باجوں کے) تار بھی توڑ ڈالے | گویّے نے سر میں سے راگ نکال دیے

شرابخانے میں (شراب کے) مٹکے پر پتھر مارا (یعنی توڑا) | کدو کو بٹھا کر گردن اُڑا دی

انگوری شراب ایسی بہی اور چنگ اوندھا گرا | کہ گویا ذبح کی ہوئی بطّخ (صراحی یا طنبورہ) کا خون بہ رہا ہے

مٹکے کو نو مہینے کی انگوری شراب کا حمل تھا | اس ہل چل میں جھٹ پٹ لڑکی نکل پڑی

مشکِ شراب کا پیٹ ناف تک پھاڑ ڈالا تھا | اور پیالہ خون بھری آنکھ سے اُس پر رو رہا تھا

(پارسا نے نوکروں کو) فرمایا یہاں تک کہ (اُنھوں نے) گھر کی انگنائی کے پتھر اُکھیڑ کر انگنائی نئی کر دی

کیونکہ یاقوت رنگ شراب کی سُرخی | سنگِ مرمر کے چہرہ پر سے دھونے سے نہیں چھوٹتی تھی

جیہ بچہ اگر بدمست ہو گیا تو تعجب کی بات نہیں | کیونکہ اُسنے اُسدن بہت ہی شراب پی تھی

پھر جو کوئی بربط ہاتھ میں لیتا | لوگوں کے ہاتھ سے دف کی طرح گردنی کھاتا

اور اگر کوئی بدکار چنگ کندھے پر (بجانیکو) دھرتا - تو طنبور کی طرح اُسکے کان مروڑتا

معطوف علیہ معطوف فاعل - بایکدگر ساز گار اُن سے حال - نالۂ زار بفکِ اضافت بمعنی نالۂ ضعیف یعنی ہلکی آواز مفعول بہ - زیر بمعنی دا

جوانی سر از کبر و پندار مست | چو پیران به کنج عبادت نشست

پدر بارها گفته بودش به هول | که پاکیزه رو باش و شایسته قول

جفای پدر برد و زندان و بند | چنان سودمندش نیامد که پند

گرش سخت گفتی سخنگوی سهل | که بیرون کن از سر جوانی و جهل

خیال غرورش بر آن داشتی | که درویش را زنده نگذاشتی

سپر افگند شیر غران ز جنگ | نیندیشد از تیر باران سنگ

به نرمی ز دشمن توان کند پوست | چو با دوست سختی کنی دشمن اوست

چو سندان کسے سخت روی نکرد | که خایسک تادیب بر سر نخورد

بگفتن درشتی مکن با امیر | چو بینی که سختی کند سست گیر

باخلاق با هر که بینی بساز | اگر زیردست است و گر سرفراز

کہ این گردن از نازکی بر کشد | بگفتار خوش وآن سر اندر کشد

به شیرین زبانی توان برد گوے | که پیوسته تلخی برد تند خوے

تو شیرین زبانی ز سعدی بگیر | ترش روی را گو به تلخی بمیر

حکایت شهد فروش

شکر خندهٔ انگبین میفروخت | که دلها ز شیرینیش مے بسوخت

بتائے میان بسته چون نیشکر | برو مشتری از مگس بیشتر

گر او زهر برداشتی فی المثل | بخوردندے از دست او چون عسل

گرانے نظر کرد در کار او | حسد برد بر رونق بازار او

کہتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے کہ کلام میں ایسی چیزیں ذکر کی جائیں جو باہم مناسبت رکھتی ہوں۔ جیسے سورج چاند ستارے و (صفحہ ۱۹ دیکھو)

وہ جوان جو تکبر اور غرور سے مست تھا — بڈھوں کی طرح عبادت کے گوشہ میں بیٹھا

باپ نے اُس کو بہتیری دفعہ دھمکا کر کہا تھا — کہ نیک کردار اور راست گفتار بن

باپ کی سختی اور قید ہونے اور بند رہنے کی مصیبت جھیلی - مگر اُسکو اتنی مفید نہوئی جتنی نصیحت

اگر نرم گفتار اُس کو سختی سے سمجھاتا — کہ غرورِ جوانی و نادانی کو سر سے دُور کر

تو غرور کا خیال اُسکو اس بات پر آمادہ کرتا — کہ اُس دُرویش (پارسا) کو زندہ نہ چھوڑتا

ڈرپوک کتا شیر باجے کی آواز سے بھاگ جاتا ہے — اور پتھراؤ سے نہیں ڈرتا

تو نرمی سے تو دشمن کی کھال اُکھیڑ سکتا ہے، — اور سختی دوست کے ساتھ کریگا تو وہی دشمن ہو جائیگا

کسی نے نہائی کی طرح سختی نہیں کی — کہ تادیب کا ہتوڑا سر پر نہ کھایا ہو

بات کہنے میں امیر سے سختی نہ کر — اور جب دیکھے کہ وہ غصہ ہوتا ہے تو نرمی کر

جس کسیکو دیکھے اُسکے ساتھ اخلاق سے پیش آ — خواہ محکوم ہو خواہ حاکم ہو

کیونکہ یہ نرم گفتگو سُنکر تکبر نہیں کریگا — اور وہ (اور بھی) جھک جائیگا

میٹھی زبان سے غلبہ حاصل ہو سکتا ہے، — کیونکہ تیز مزاج ہمیشہ رنج اُٹھاتا ہے

تو سعدی سے میٹھی باتیں کرنی سیکھ — اور بد مزاج سے کہدے کہ رنج و غصہ سے مر

شہد بیچنے والے کی کہانی

ایک خوشخو شہد بیچتا تھا — جس کی میٹھی میٹھی باتوں سے لوگوں کے دل بیچتے تھے

گنے کی طرح کمر باندھے مستعد معشوق — مکھیوں سے بھی زیادہ اُسکے پاس گاہک تھے

یہ کیفیت تھی کہ اگر زہر (بھی سر پر) اُٹھا کر بیچتا پھرتا - تو لوگ اُس سے خرید کر شہد کی طرح کھاتے

ایک بدخو نے اُس کا کاروبار دیکھا — اور اُس کی رونق و رواج پر حسد کیا

صفتِ او بر ترکیبِ اضافی مجرور متعلق فعل - کاف بیانیہ - اگر حرف شرط - برداشتہ فعل ماضی معطوفہ - او فاعل - زہر مفعول بہ - بسر جار مجرور

دگر روز شد گرد گیتی دواں
عسل بر سر و سرکه بر ابرواں

پسے گشت فریاد خواں پیش و پس
که ننشست بر انگبینش مگس

شبانگه چو نقدش نیامد بدست
بدل تنگ روئے به کنجے نشست

چو عاصی ترش کرده روے از وعید
چو ابروے زندانیاں روز عید

زنش گفت بازی کناں شوے را
عسل تلخ باشد ترش روے را

حرام است بود ناں آں کس چشید
که چوں سفره ابرو بهم در کشید

مکن خواجه بر خویشتن کار سخت
که بدخوے باشد نگوں سار بخت

گرفتم که سیم و زرت چیز نیست
چو سعدی زبان خوشت نیز نیست

حکایت در معنی تواضع نیک مرداں

شنیدم که فرزانهٔ حق پرست
گریباں گرفتش یکے رند مست

ازاں تیره دل مرد صافی درون
قفا خورد و سر بر نکرد از سکون

یکے گفتش آخر نه مردی تو نیز؟
تحمل دریغ است ازیں بے تمیز

شنید ایں سخن مرد پاکیزه خوے
بدو گفت ازیں نوع با من مگوے

درد مست ناداں گریبان مرد
که با شیر جنگی سگالد نبرد

ز هشیار عاقل نه زیبد که دست
زند در گریبان نادان مست

هنرور چنیں زندگانی کند
جفا بیند و مهربانی کند

حکایت در اعزاز نفوس مرداں

دوسرے دن جہان میں رَوڑ پھرا (اور حال یہ تھا کہ) سر پر شہد اور بھووں پر سرکہ۔

لوگوں کے اِردگرد بہت چیختا پھرا | اور اُس کے شہد پر مکھی تک نہ بیٹھی
جب اُسکے ہاتھ نقدی نہ لگی تو رات کو | غمگین ہوکر (اس طرح) ایک کونے میں ہو بیٹھا
جیسے نافرمان وعدۂ عذاب سے مُنہ بنائے | جیسے قیدی عید کے دن تیوری چڑھائے
اُسکی بیوی نے ہنسی سے میاں سے کہا | کہ تُرش رو کا شہد کڑوا ہوا کرتا ہے
تجھے اُس شخص کی روٹی چکھنی حرام ہے | جسکی بھویں دسترخوان کی طرح بل کھائے ہوئی ہوں
میاں! (بدخو بکر) اپنے تئیں دقت میں نہ ڈال | کیونکہ بدخو بدنصیب ہوتا ہے۔
میں نے مانا کہ تیرے پاس روپیہ اشرفی کچھ نہیں | کیا سعدیؔ کی طرح میٹھی باتیں کرنی بھی نہیں آتیں

بھلے آدمیوں کی تواضع کا بیان

میں نے سُنا ہے کہ ایک بد دشمند کا گریبان | ایک متوالے رند نے پکڑ لیا
مرد پاک باطن نے اُس سیہ دل سے | گردنی کھائی اور تحمل سے سر بھی نہ اٹھایا
ایک شخص نے اُس سے کہا آخر تو بھی تو مرد ہے | اس بے تمیز سے تحمل کرنا حیف ہے
اُس نیک خصلت نے یہ بات سُنکر | اُس سے کہا مجھ سے ایسی بات نہ کہہ

(کیونکہ) متوالا بیوقوف ایسے جوانمرد کا گریبان پھاڑ ڈالتا ہے۔ جو جنگلی شیر سے لڑنے کا قصد رکھتا ہے

مگر عقلمند ہوشیار کو زیبا نہیں کہ | نادان مست کے گریبان پر ہاتھ ڈالے
ہنروالے اسی طرح بسر کرتے ہیں | کہ سختی اُٹھاتے ہیں اور مہربانی کرتے ہیں

کہانی اِس بیان میں کہ نیکمرد اپنی بیغرضی نہیں کرتے

سگے پائے صحرا نشینے گزید — بہ خشمے کہ زہرش ز دنداں چکید

شب از درد بیچارہ خوابش نبرد — بہ خیل اندرش دخترے بود خرد

پدر را جفا کرد و تندی نمود — کہ آخر ترا نیز دنداں نبود؟

پس از گریہ مرد پراگندہ روز — بخندید کاے بابک دلفروز!

مرا گرچہ زو قوّتے بود و بیش — دریغ آمدم کام و دندانِ خویش

محال است اگر تیغ بر سر خورم — کہ دنداں بپاے سگ اندر برم

تواں کرد با ناکساں بدرگی — ولیکن نیاید ز مردم سگی

حکایتِ خواجۂ نکوکار و بندۂ نافرمان

بزرگے ہنرمندِ آفاق بود — غلامش نکوہیدہ اخلاق بود

ازیں خفرقے موے کالیدۂ — بدے سرکہ بر روے مالیدۂ

چو ثعبانش آلودہ دنداں بزہر — گرو بردہ از زشت رویانِ شہر

مدامش بروآبِ چشم از سبل — دویدے و بوے پیاز از بغل

گرہ وقتِ پختن بر ابرو زدے — چو پختند با خواجہ زانو زدے

بدے وقتِ ناں خوردنش ہم نشست — وگر مُردے آبش ندادے بدست

نہ گفت اندرو کار کردے نہ چوب — شب و روز ازو خانہ در کند و کوب

گہے خار و خس در رہ انداختے — گہے ماکیاں در چہ انداختے

ز سیماش وحشت فراز آمدے — نہ رفتے بکارے کہ باز آمدے

کسے گفت ازیں بندۂ بدخصال — چہ خواہی ادب - یا ہنر - یا جمال؟

یعنی تونے اس بدخو کو کس گن پر رکھا ہے۔ ادب کے سبب یا ہنر کے باعث یا حسن کی وجہ سے آیا اس سے کونسا فائدہ مدنظر ہے :

ایک کتے نے جنگل میں رہنے والے ایک فقیر کے پاؤں میں ایسا جھلا کے کاٹا کہ اسکے دانتوں میں سے زہر نکلکر فقیر کے زخم میں ٹپکا ۔

رات کو درد کے مارے بیچارہ کو نیند نہ آئی	اُسکے ہاں ایک چھوٹی سی لڑکی تھی
باپ پر جھنجلائی اور غصہ سے کہا	کہ آخر تیرے بھی تو دانت تھے (تو نے کیوں کاٹا)
مرد پریشان حال رو دیا	اور پھر ہنسکر بولا کہ اے جی خوش کرنیوالی بیٹی!
مجھ میں اگرچہ اُس سے زیادہ طاقت تھی	مگر مجھے افسوس آیا کہ اپنے منہ اور دانتوں کو آلودہ کروں
اگر تلوار سر پر کھاؤں تو دشوار نہیں	مگر یہ دشوار ہے کہ دانت کتے کے پاؤں میں گڑو دوں
کمینوں کو سزا دی جا سکتی ہے	لیکن آدمی سے کتے کا کام نہیں ہو سکتا

نیکبخت آقا اور نافرمان غلام کی کہانی

ایک بزرگ زمانہ کا ہنرمند تھا ۔۔۔ اور اُس کا غلام بدخو تھا

ایسا (بدخو تھا جس کی نسبت یہ کہا جائے کہ) ٹیڑا پاجی آبال بکھرے ۔ شریر ناک بھوں چڑھائے

اژدہے کی طرح اُسکے دانت زہر بھرے ۔۔۔ شہر بھر کے بدصورتوں پر سبقت لیگیا

ہمیشہ سنبل کی بیماری کے سبب چہرہ پر آنسو بہتے اور بغل سے پیاز کی بو آتی

پکانیکے وقت تو تیوری چڑھا کر بیٹھ جاتا ۔۔۔ اور جب وہ پکا کر لاتے تو آقا کے برابر بیٹھ جاتا

روٹی کھانیکے وقت تو اُسکے برابر بیٹھ جاتا ۔۔۔ اور اگر (وہ پیاس سے) مر بھی جاتا تو اُسکو اپنے ہاتھ سے پانی نہ دیتا

نہ اُسے سمجھانا اثر کرتا ۔ نہ پٹینا ۔ ۔۔۔ اُسسے رات دن گھر کا ناس ملتا

کبھی کانٹے اور تنکے رستہ میں ڈال دیتا ۔۔۔ کبھی مرغیاں ذبح کر کے کنوئیں میں ڈال دیتا

اُس کی صورت (دیکھنے) سے وحشت ہوتی ۔۔۔ جس کام کو جاتا پلٹ کر نہ آتا

کسی نے (آقا سے) کہا کہ اس بدخصلت غلام سے تو کیا چاہتا ہے ۔ ادب یا ہنر یا خوبصورتی ؟

ظرف زمان ۔ ب جائے روش مرکب اضافی مجرور متعلق فعل از سنبل جار مجرور متعلق فعل جملہ فعلیہ معطوف علیہ واو عاطفہ آمد سے فعل محذوف

نیرزد وجودے بدیں ناخوشی — که جورش پسندی و بارش کشی

مهنت بنده خوب و نیکو سیر — بدست آرم این را به نخاس بر

وگر یک پشیز آورد سر مپیچ — گرانست گر راست خواهی بهیچ

شنید این سخن مرد نیکو نهاد — بخندید کای یار فرخ نژاد

بدست این پسر طبع و خویش ولیک — مرا زو طبیعت شود خوی نیک

چو زو کرده باشم تحمل بسے — توانم جفا بردن از هر کسے

مروت ندانم که بفروشمش — بدیگر کسے عیب بر گویمش

چو من در بلایش تحمل کنم — بسے به بود کش تحول کنم

تحمل چو زهرت نماید نخست — ولے شهد گردد چو در طبع رست

حکایت معروف کرخی و مسافر رنجور

کسے راه معروف کرخی نجست — که بنهاد معروفی از سر نخست

شنیدم که مهمانش آمد یکے — ز بیماریش تا بمرگ اندکے

سرش موی و رویش صفا ریخته — بموئیش جان در تن آویخته

شب آنجا بیفگند و بالش نهاد — روان دست در بانگ و نالش نهاد

نه خوابش گرفتی شبان یک نفس — نه از دست فریاد او خواب کس

نهادے پریشان و طبعے درشت — نمے مرد و خلقے بحجت بکشت

ز فریاد و نالیدن و خفت و خیز — گرفتند ازو خلق راه گریز

نماند زمرد در آن بقعه کس — همان ناتوان ماند و معروف و بس

ایسا بد صورت شخص اس لائق نہیں کہ تو اسکی زیادتی اُٹھائے اور سختی جھیلے
میں خوبصورت اور نیک سیرت غلام تجھکو تلاش کر دونگا۔ اسکو نخاس لیجا کر بیچ ڈال
اور اگر ایک پیسا قیمت اُٹھے تو انکار نہ کیجو بیچ پوچھتا ہے تو یہ مُفت بھی مہنگا ہے
اُس نیک طبیعت شخص نے یہ بات سُنی اور ہنسکر کہا کہ اے مبارک اصل یار!
اس لڑکے کی طبیعت وخصلت بُری ہے مگر اسکے سبب سے میری عادت اچھی ہو جائیگی
جب میں اس کی بہت برداشت کرونگا تو پھر ہر ایک کی زیادتی سہہ سکونگا —
مَیں یہ مُروّت نہیں سمجھتا کہ اسکو بیچوں اور اسکے عیب اور شخص کے سامنے بیان کروں
اگر مَیں اُسکی سختی جھیل سکوں تو وہ اس سے بہت اچھا ہے کہ اسکو بیچ ڈالوں
تحمّل کرنا اول تجھ کو زہر جیسا معلوم ہوتا ہے مگر جب عادت پڑ جائیگی تو شہد ہو جائیگا

معروفِ کرخی اور بیمار مسافر کی کہانی

معروف کرخی کی اُس شخص نے پیروی کی جس نے اول خود پسندی کو ترک کیا
میں نے سُنا ہے کہ اُسکے ہاں ایک مہمان آیا جس کی بیماری اور مرنے میں ذراہی سا فرق تھا
اُسکے سر کے بال اور چہرہ کی رونق جاتی رہی تھی ایک بال برابر جان کو اُسکے بدن سے علاقہ رہگیا تھا
رات کو وہیں ڈھیر پڑا او تکیہ رکھکر لیٹ رہا اور اُسیوقت سے ہائے واویلا شروع کی
نہ راتونکو اُسے دم بھر نیند آتی اور نہ اُسکے چیخنے سے اوروں کو تھا
اُسکا دل پریشان تھا اور طبیعت سخت آپ مرتا نہ تھا اور لوگونکا ناک میں دم کردیا تھا
اُسکی ہائے واویلا اور لیٹنے اُٹھنے سے لوگ اُس کے پاس سے بھاگ گئے
اُس مکان میں کوئی شخص نہ رہا صرف وہ بیمار اور معروف ہی رہگیا

شنیدم که شبها ز خدمت نخفت　　چو مردان میان بست و کرد آنچه گفت

شبے بر سرش لشکر آورد خواب　　که چند آورد مرد ناخفته تاب

بیکدم که چشمانش خفتن گرفت　　مسافر پراگنده گفتن گرفت

که لعنت برین نسل ناپاک باد　　که نام اند و ناموس و زرق اند و باد

پلید اعتقادان و پاکیزه پوش　　فریبنده پارسائی فروش

چه داند لت انبانے از خواب مست　　که بیچاره دیده بر هم نه بست

سخنهاے منکر بمعروف گفت　　که یک دم چرا غافل از وے بخفت

فروخورد شیخ این حدیث از کرم　　شنیدند پوشیدگان حرم

یکے گفت معروف را در نهفت　　نه دیدی که درویش نالان چه گفت

برو زین پریشان گو سر خویش گیر　　تعنت بر جاے دیگر ببر

نکوئی و رحمت بجاے خود است　　ولے با بدان نیکمردی بد است

سر سفله را گرد بالش منه　　سر مردم آزار بر سنگ به

مکن با بدان نیکی اے نیک بخت　　که در شوره نادان نشاند درخت

نگویم مراعات مردم مکن　　کرم پیش نامردمان گم مکن

باخلاق نرمی مکن با درشت　　که سگ را نمالند چون گربه پشت

گر انصاف خواهی سگ حق شناس　　بسیرت به از مردم ناسپاس

به برف آب رحمت مکن بر خسیس　　چو کردی مکافات بر یخ نویس

ندیدم چنین پیچ بر پیچ کس　　مکن هیچ رحمت برین هیچ کس

بخندید و گفت اے دلارام جفت　　پریشان مشو زین پریشان که گفت

میں نے سُنا ہے کہ راتونکو خدمت کے سبب نہیں سویا | مردانِ خدا کیطرح کمر باندھی اور جو کچھ اُسنے کہا وہ کیا

ایک رات نیند نے اُس پر چڑھائی کی | کیونکہ جو شخص (راتونکو) نہ سویا ہو وہ کہانتک جاگ سکتا ہے

جوہیں اُس کی آنکھ لگنے کو ہوئی | مسافر بیہودہ بکنے لگا۔

کہ اس ناپاک فرقہ پر خدا کی پھٹکار | کیونکہ یہ نِرے نام کے اور سرا سر مکر و فریب و غرور ہیں

بداعتقاد و نفیس پوشاک | دُھوکے باز پارسائی جتا نیوالے

پیٹُل نیند میں متوالے کو کیا خبر | کہ ایک غریب کی آنکھ نہیں جھپکی

معروف کو بُرا بھلا کہا | اِسلیئے کہ دم بھر اُس سے غافل ہو کر کیوں سو رہا

شیخ مہربانی سے اسبات کو پی گیا | اور اُسکے گھر کی عورتوں نے سُنا

ایک نے معروف سے خُفیہ کہا | کہ تونے دیکھا بھی اِس چنچنے والے فقیر نے کیا کیا کہا

بس جا کہدے کہ اپنا سوجھتا کر | ہمیں نہ سَتا۔ اور کہیں جا کر مَر

نیکی کرنی اور ترس کھانا اپنی جگہ پر اچھا ہے | مگر بدوں کے ساتھ احسان کرنا بُرا ہے

کمینہ کے سر تلے تکیہ نہ رکھ (کیونکہ وہ موذی ہے اور) مُوذی کا سر پتھر پر ہونا اچھا

اے نیکبخت اُن بُروں سے بھلائی نہ کر (کیونکہ یہ کلر زمین میں پودہ لگانا ہے اور) کلر زمین میں ہو تو درخت لگاتا ہے

میں یہ نہیں کہتا کہ لوگوں کے حق کا خیال نہ رکھ (بلکہ یہ کہتا ہوں کہ) سفلوں کے ساتھ احسان کر کے نہ گنوا

اپنی خوشخوئی کے سبب سخت آدمی سے نرمی کر | کیونکہ بلّی کی طرح کُتّے کی پیٹھ پر ہاتھ نہیں پھیرتے

بلکہ حق پوچھو تو حق سمجھنے والا کُتّا | خصلت میں ناشکر آدمی سے اچّھا ہے

ٹھنڈا پانی کمینہ کو عنایت نہ کر | اور اگر کیا ہے تو اُسکا بدلا اُن ہوا سمجھ

میں نے ایسا بیجا پار آدمی نہیں دیکھا | اِس نالائق پر ذرا رحم نہ کر

(شیخ) ہنسکر بولا کہ اے پیاری بی بی! | اِن بیہودہ باتوں سے جو اُسنے کہیں خفا نہ ہو

فعلیہ انشائیہ ہوا۔ اور مابر وزن سپس جملہ فعلیہ انشائیہ اور گو مع اپنے مقولہ کے کہ بین مابعد جملے میں جملہ فعلیہ انشائیہ اُس پر معطوف ہے

گر از ناخوشی کرد بر من خروش — مرا ناخوش از وی خوش آمد نگوش
جفای چنین کس بباید شنود — که نتواند از بیقراری غنود
چو خود را قوی حال بینی و خوش — بشکرانه بار ضعیفان بکش
اگر خود همین صورتی چون طلسم — بمیری و اسمت بمیرد چو جسم
وگر پروری درخت کرم — بر نیکنامی خوری لاجرم
نه بینی که در کرخ تربت بسی است — بجز گور معروف معروف نیست
بدولت کسانی سرافراختند — که تاج تکبر بینداختند
تکبر کند مرد حشمت پرست — نداند که حشمت بحلم اندر است

حکایت در معنی سفاهت نااهلان و تحمل نیکمردان

طمع برد شوخی بصاحبدلی — نبود آن زمان در میان حاصلی
کمربند و دستش تهی بود و پاک — که زر برفشاندی بروبش چو خاک
برون تاخت خواهنده خیره روی — نکوهیدن آغاز کردش بکوی
که زنهار ازین کژدمان خموش — پلنگان درنده صوف پوش
که چون گربه زانو بدل برنهند — وگر صیدی افتد چو سگ در جهند
سوی مسجد آورده دکان شید — که در خانه کمتر توان یافت صید
ره کاروان شیرمردان زنند — ولی جامه مردم اینان کنند
سپید و سیه پاره بر دوخته — بسالوس و پنهان زر اندوخته
زهی جوفروشان گندم نما — جهانگرد شبکوک خرمن گدا

اور یہی جاگہ جُھک کر ہمایوں نام لے کر بلند آواز سے دعائیں دیتا ہے اور صبح کو اُن سے کچھ مانگتا ہے - حرف قو کو اس مناسبت سے کہا (صفحہ ۹ دیکھو)

اگر وہ خفگی سے مجھ پر جھنجلایا ۔ تو اُسکی بُری باتیں مجھے بھلی لگیں

ایسے شخص کی سخت باتیں سُن لینی چاہئیں ۔ جسکی بیقراری کے مارے آنکھ نہ لگے

جب تو اپنے تئیں آسودہ اور خوشحال پائے ۔ تو اُسکے شکریہ میں غریبوں کی سختی جھیل

اگر تو طلسم کی طرح نرا صورت ہی صورت ہے ۔ تو تیرے جسم کے ساتھ ہی تیرا نام بھی مٹ جائیگا

اور اگر تو بخشش کا درخت لگائیگا ۔ تو بیشک نیک نامی کا پھل کھائیگا

دیکھتا نہیں کہ کرخ میں بہتیری قبریں ہیں ۔ مگر معروف کی قبر کے سوا کوئی مشہور نہیں

دولت سے وہ لوگ سرفراز ہوئے ۔ جنہوں نے غرور کا تاج پھینک دیا

بڑائی چاہنے والا غرور کرتا ہے ۔ اور یہ نہیں جانتا کہ بڑائی تحمل میں ہے

نالائقوں کی بے عقلی اور بھلے انسانوں کی برداشت کے باب میں کہانی

ایک بے شرم نے ایک نیک مرد سے کچھ مانگا ۔ اُسوقت اُسکی ہمیانی میں روپیہ پیسا نہ تھا

اُسکا کمربند اور ہاتھ خالی اور پاک تھا اور اگر کچھ ہوتا تو) روپیہ اُسکے مُنہ پر خاک کیطرح پھینکتا

بے شرم منگتا باہر نکلا ۔ اور گلی میں اُسکو بُرا بھلا کہنے لگا ۔

کہ اِن چُھپے بچھوؤں ۔ پھاڑ کھانے والے درندوں پشمینہ پہننے والوں سے خدا بچائے

کہ بلّی کی طرح زانو دل سے لگا کر بیٹھتے ہیں ۔ اور اگر شکار آپھنسے تو کُتّے کیطرح جست کرتے ہیں

دُھوکے کی دکان مسجد میں لگائی ہے ۔ اِسلیئے کہ گھر میں بہت کم شکار ملتا ہے

قافلہ کا رستہ دھاڑی لوٹتے ہیں ۔ لیکن لوگوں کے کپڑے یہ لوگ نوچ کھسوٹتے ہیں

سفید اور کالے چیتھڑوں کی گُدڑی مکر سے سی ہے ۔ اور خفیہ دولت جوڑی ہے

کیا اچھے گیہوں دکھا کر جَو بیچنے والے ہیں ۔ جہان میں پھر نیوالے ۔ (تو انکو غل مچانیوالے گھلیان کے سکتے

مبیں در عبادت که پیرند و سست — که در رقص و حالت جوانند و چست

عصای کلیم اند بسیار خوار — بظاهر چنین زرد روی و نزار

نه پرهیزگار و نه دانشور اند — همین بس که دنیا بدین میخرند

عبای بلالانه در تن کنند — بدخل حبش جامهٔ زن کنند

ز سنّت نه بینی در ایشان اثر — مگر خواب پیشین و نان سحر

شکم تا سر آگنده از لقمه تنگ — چو زنبیل دریوزه هفتاد رنگ

نخواهم درین باب ازین بیش گفت — که شنعت بود سیرت خویش گفت

فرو گفت ازین شیوه نادیده گوی — نبیند هنر دیدهٔ عیب جوی

یکی کرده بی آبروئی بسی — چه غم دارد از آبروی کسی

مریدی بشیخ این سخن نقل کرد — اگر راست پرسی نه از عقل کرد

بدی در قفا عیب من گفت و خفت — بتر زو قرینی که آورد و گفت

یکی تیری افگند و در ره فتاد — وجودم نیازرد و رنجم نداد

تو برداشتی و آمدی سوی من — همی در سپوزی به پهلوی من

بخندید صاحبدل نیک خوی — که سهلست ازین بیشتر گو بگوی

هنوز آنچه گفت از بدم اندکیست — از آنها که من دانم از صد یکیست

ز روی گمان بر من اینها که بست — من از خود یقین میشناسم که هست

وی امسال پیوست با ما وصال — کجا داندم عیب هفتاد سال؟

به از من کس اندر جهان عیب من — نداند بجز عالم الغیب من

ندیدم چنین نیک پندار کس — که پنداشت عیب من اینست و بس

جن میں آرام و تن پروری ہے ۵۵ زنبیل کھجور کے پتوں کی بُنی ہوئی ایک ٹوکری سی ہوتی ہے اور اسکے اوپر (صفحہ ۳۰ دیکھو)

یہ نہ دیکھے کہ عبادت کرتے وقت بوڑھے اور سست ہیں (بلکہ یہ دیکھ) کہ ناچنے اور جال کھیلنے کے وقت جوان اور چالاک ہیں

حضرت موسیٰ کی لکڑی کی طرح بڑے کھاؤ ہیں۔ — اور دیکھنے میں ایسے زرد رُو اور دُبلے

نہ پرہیزگار ہیں اور نہ دانشمند — اُنکا کام صرف یہی ہے کہ دُنیا کو دین کے بدلے خریدتے ہیں

آپ حضرت بلال کی سی عبا پہنتے ہیں — اور بیوی کے لئے حبش کی آمدنی کی قیمت کے کپڑے بناتے ہیں

تو سُنّت کا اُن میں کوئی نشان نہ دیکھے گا — سوائے دوپہر کے سونے اور پچھلے کے کھانے کے

پیٹ سر تک نوالوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا ہے — جیسے بھیک کی جھولی طرح طرح کے کھانوں سے

میں اس باب میں اس سے زیادہ کہنا نہیں چاہتا — کیونکہ اپنی خصلت کی مذمّت کرنی عیب ہے

بیہودہ گو نے اس قسم کی باتیں کہیں — عیب نکالنے والے کی آنکھ ہنر کو نہیں دیکھتی

جس نے بہتیروں کو بے عزت کیا ہو — اُسے ایک شخص کے بے عزت کرنیکی کیا پروا۔

ایک مرید نے پیر کے سامنے یہ بات دوہرائی — سچ پوچھو تو بیوقوفی کی

جو دشمن پیٹھ پیچھے میری بُرائی کرکے چپکا ہو رہا — اُس سے وہ دوست بدتر ہے جس نے میرے سامنے اُسے دوہرایا

ایک نے تیر پھینکا اور وہ رستہ ہی میں رہ گیا — میرے جسم کو نہ دُکھایا اور مجھ کو تکلیف نہ دی

تو نے جو (اُسے) اُٹھایا اور میرے پاس لیکر آیا — پس تو (اُسے) میرے پہلو میں چبھوتا ہے

خوشخو نیک مرد نے ہنسکر کہا — کہ یہ باتیں تو نرم ہیں (اُس سے) کہو کہ اس سے زیادہ سخت کہے

اُس نے جو کچھ میرے عیب بیان کئے وہ ابھی تھوڑے ہیں — جن عیبوں کو میں جانتا ہوں اُنمیں سے سواں حصہ ہیں

یہ عیب جو اُس نے ازروے گمان مجھپر لگائے — میں یقیناً جانتا ہوں کہ (مجھ میں) ہیں

وہ مجھ سے اِس برس ملا ہے — میرے برسوں کے عیبوں کی اُسے کیا خبر

جہان میں میرے عیب مجھ سے بہتر کوئی — میرے غیب داں کے سوا نہیں جانتا

میں نے ایسا خوش گمان آدمی نہیں دیکھا — جس نے یہ گمان کیا ہو کہ میرے یہی عیب ہیں

به محشر گواه گناهم گر اوست — ز دوزخ نترسم که حالم نکوست

گرم عیب گوید بد اندیش من — بیا گو ببر نسخه از پیش من

کساں مرد راه خدا بوده اند — که بر جایس تیر بلا بوده اند

زبوں باش تا پوستینت درند — که صاحبدلاں بار شوخاں برند

گر از خاک مردم سبوئے کنند — بسنگش ملامت کناں بشکنند

حکایت در گستاخی درویشاں و حلم بادشاهاں

ملک صالح از بادشاهان شام — بروں آمدے صبحدم با غلام

بگشتے در اطراف بازار و کوے — برسم عرب نیمه بربسته روے

که صاحب نظر بود و درویش دوست — هر آں کیں دو دارد ملک صالح اوست

دو درویش در مسجدے خفته یافت — پریشاں دل و خاطر آشفته یافت

شب سردشاں دیده نابرده خواب — چو حربا تأمل کناں آفتاب

یکے زاں دو میگفت با دیگرے — که در روز محشر بود داورے

گر ایں بادشاهان گردن فراز — که در لهو و عیش اند و با کام و ناز

در آیند با عاجزاں در بهشت — من از گور سر بر نگیرم ز خشت

بهشت بریں ملک و ماوائے ماست — که بند غم امروز بر پاے ماست

همه عمر ازیناں چه دیدی خوشی — که در آخرت نیز زحمت کشی

اگر صالح آنجا بدیوار باغ — در آید بکفشش بدرّم دماغ

چو مرد ایں سخن گفت و صالح شنید — دگر بودن آنجا مصالح ندید

اگر قیامت کے دن وُہی میرے گناہوں کا گواہ ہو
تو مجھے دوزخ کا ڈر نہیں کیونکہ میری حالت اچھی ہے

اگر میرا دشمن میرے عیب بیان کرے
(تو اُس سے) کہہ آ اور میرے پاس سے اعمال نامہ لیجا

مردِ خدا وہ لوگ ہوئے ہیں
جو مصیبت کے تیر کا نشانہ بنے ہیں

بُردبار رہ تاکہ تیرے عیب کھولیں
کیونکہ نیکمرد لُچوّں کی بدزبانی سہتے ہیں

اگر لوگوں کی خاک سے دمرنے کے بعد مٹکا بنائیں تو ملامت کرنیوالے اُسے بھی پتھر سے توڑ ڈالیں

فقیروں کی بے ادبی اور بادشاہوں کی بُردباری کی کہانی

ملکِ شام کے بادشاہوں میں سے ملک صالح
صبح ہی غلام کو ساتھ لیکر باہر نکلتا تھا

بازاروں اور گلیوں میں اِدھر اُدھر
عرب کی عادت کے موافق آدھا مُنہ ڈھانپ پھرا کرتا تھا

کیونکہ وہ مردم شناس اور فقیر دوست تھا
اور جسمیں یہ دو خصلتیں ہیں وہی بادشاہ صالح ہے

دو فقیروں کو ایک مسجد میں پڑا دیکھا
پریشان اور اُداس پایا

جاڑے کے سبب رات بھر نہیں سوئے تھے
گرگٹ کی طرح سورج کے منتظر تھے

اُن دونو میں سے ایک دوسرے سے کہتا تھا
کہ قیامت کے دن تو منصف ہوگا

اگر یہ گردنکش بادشاہ
جو کھیل اور عیش میں مصروف اور کامیاب و آسودہ ہیں

فقیروں کے ساتھ بہشت میں داخل ہونگے
تو میں قبر میں پتھر تلے سے سر نہیں اُٹھاؤنگا

بہشتِ بلند ہماری مِلک اور ٹھکانا ہے
کیونکہ آج تکلیف کی بیڑی ہمارے پاؤں میں پڑی ہے

عمر بھر تونے اِن سے کونسا آرام پایا
کہ آخرت میں بھی تکلیف اُٹھائے

اگر صالح وہاں جنت کی دیوار پر سے
آنا چاہیگا تو میں جوتیوں سے اُسکا سر توڑ ڈالونگا

جب اُس شخص نے یہ بات کہی صالح نے سُنی
پھر وہاں ٹھیرنا مناسب نہ سمجھا

دوسرا مصرع صلہ - موصول و صلہ ملکر فعل ناقص کی خبر - مردِ راہِ خدا - اُسکا اسم ہے ۲۵ گنتے - فعل ضمیر راجع بجانب ملک صالح فاعل
جملہ اسمیہ خبر مبتدا - مبتدا و خبر ملکر جملہ اسمیہ معطوف ہوکر علت

دمے رفت تا چشمۀ آفتاب
ز چشم خلائق فروشست خواب

روان هر دو کس را فرستاد و خواند
بهیبت نشست و بحرمت نشاند

بر ایشان ببارید باران جود
فروشست شان گرد ذل از وجود

پس از رنج سرما و باران و سیل
نشستند با نامداران خیل

گدایان بے جامه شب کرده روز
معطر کنان جامه بر عود سوز

یکے گفت از ایشان ملک را نهان
که اے حلقه در گوش حکمت جهان

پسندیدگان در بزرگی رسند
ز ما بندگانت چه آمد پسند

شهنشه ز شادی چو گل بر شگفت
بخندید در روے درویش و گفت

من آنکس نیم کز غرور حشم
ز بیچارگان روے درهم کشم

تو هم با من از سر بنه خوے زشت
که ناسازگاری کنی در بهشت

من امروز کردم در صلح باز
تو فردا مکن در برویم فراز

چنین راه اگر مقبلی پیش گیر
شرف بایدت دست درویش گیر

بر از شاخ طوبی کسے بر نداشت
که امروز تخم ارادت نکاشت

ارادت نداری سعادت مجوے
بچوگان خدمت توان برد گوے

ترا کے بود چون چراغ التهاب
که از خود پُری همچو قندیل از آب

وجودے دهد روشنائی بجمع
که سوزیش در سینه باشد چو شمع

حکایت اندر محرومیٔ خویشتن بینان

یکے در نجوم اندکے دست داشت
ولیک از تکبر سر مست داشت

تھوڑی دیر گزری کہ سورج نے لوگوں کی آنکھوں سے نیند کو دور کیا یعنی بیدار ہوئے

ایک آدمی بھیجکر جھٹ دونو فقیروں کو بلایا تمکنت سے بٹھا اور عزت سے بٹھایا

اُن پر بخشش کا مینھ برسایا اور اُن پر سے ذلت کی گرد جھاڑی

جاڑے اور مینھ اور رو کی تکلیف اُٹھانیکے بعد لشکر کے سرداروں کی صحبت میں بیٹھے

بن کپڑے راتیں بسر کیے ہوئے فقیروں نے اگر دان پر کپڑے بسائے

اُن میں سے ایک نے بادشاہ سے چپکے سے کہا کہ اے جگت تیرا تابع !

خدمتگزار مقبول درگاہ رُتبے پاتے ہیں ہم غلاموں کی کونسی بات تجھ کو بھلی لگی

بادشاہ خوشی سے پھول کی طرح کھلا اور فقیر کے سامنے ہنسکر بولا

کہ میں ایسا نہیں ہوں کہ نوکر چاکروں پر غرور کرکے فقیروں سے منہ موڑوں

بس تو بھی یہ بُرا خیال دُور کر کہ جنت میں میرے ساتھ رفاقت نہ کرے

میں نے آج صلح کا دروازہ کھول رکھا ہے اب توکل میرے لئے دروازہ بند نہ کیجو

اگر تو اقبالمند ہے تو ایسا ہی طریق اختیار کر اگر تو بزرگی چاہتا ہے تو فقیروں کی دستگیری کر

طوبیٰ کی ٹہنی سے وہ شخص پھل نہ کھائیگا جس نے آج اعتقاد کا بیج نہ بویا

تجھے اعتقاد نہیں ہے تو سعادت ڈھونڈھ کیونکہ یہ گیند خدمت کے بلے سے جیتی جاتی ہے

تجھ کو کہ غرور سے ایسا بھرا ہوا ہے جیسا کنول پانی سے لبریز ہو چراغ کی سی روشنی کب نصیب ہو سکتی ہے

محفل کو وہ شخص روشن کرتا ہے جسکے سینہ میں شمع کی مانند سوز و گداز ہوتا ہے

خودبینوں کی محرومی کے باب میں کہانی

ایک شخص کو علم نجوم میں کچھ دخل تھا مگر غرور کے مارے مست ہو رہا تھا

صفت۔ موصوف وصفت ملکر مبتدا۔ معطر کن اسم فاعل ترکیبی مبتدا پر معتمد شبہ فعل۔ جامہ اسکا مفعول سر عود سوز

سوِ کوہشیار آمد از راہِ دور	دلِ پُر ارادت سرِ پُر غرور
خردمند از و دیدہ بر دوختے	یکے حرف او را نیاموختے
چو بے بہرہ عزمِ سفر کرد باز	بدو گفت دانائے گردن فراز
تو خود را گماں بُردہ پُر خرد	انائے کہ پُر شد دگر چوں بُرد
ز دعوی تہی آے تا پُر شوی	تو از خود پُری زآں تہی میروی
ز ہستی در آفاق سعدی صفت	تہی گرد و باز آے پُر معرفت

حکایت دریں کہ نارِ غضب را غیر از آبِ حلم و نرمی فرونتشاند

بخشم از ملک بندۂ سر بتافت	بفرمود جُستن کسش در نیافت
چو باز آمد از راہِ خشم و ستیز	بشمشیرزن گفت خونش بریز
بخوں تشنہ جلّادِ نامہرباں	بروں کردہ دشنہ چو تشنہ زباں
شنیدم کہ گفت از دلِ تنگ و ریش	خدایا بحل کردمش خونِ خویش
کہ پیوستہ در نعمت و ناز و نام	در اقبالِ او بودہ ام دوست کام
مبادا کہ فردا بخونِ منش	بگیرند و خرّم شود دشمنش
ملک را چو گفتِ وے آمد بگوش	دگر دیگِ خشمش نیاورد جوش
بسے بر سرش داد و بر دیدہ بوس	خداوندِ رایت شد و طبل و کوس
برفق از چناں سہمگیں جایگاہ	رسانید دہرش بداں پایگاہ
غرض زیں حدیث آنکہ گفتارِ نرم	چو آب است بر آتشِ مردِ گرم
نہ بینی کہ در معرضِ تیغ و تیر	بپوشند خفتانِ صد تو حریر

سے استعارہ بالتصریح ہے - گرم سے مراد گرم غضب - یعنی جو غصّہ سے گرما رہا ہو ۱۲ معرض اسم ظرف (صفحہ ۴۳ دیکھو)

سُنترلیس طے کرکے کوشیار پاس آیا — دل شوق سے اور سر غرور سے بھرا ہوا

دانشمند اُسکی طرف متوجہ نہوتا تھا — ایک حرف بھی اُسکو نہ سکھاتا تھا

جب اُس نے ناکام پلٹنے کا ارادہ کیا — تو دانشمندِ سرفراز نے اُس سے کہا

تونے اپنے تئیں عقل سے بھرا ہوا خیال کیا ہے — جو برتن لبریز ہوگیا پھر نہیں بھرتا

دعوے سے خالی ہوتا کہ (علم سے) بھرے — تو خودی سے بھرا ہوا ہے اسلئے (علم سے) خالی جاتا ہے

سعدی کی طرح زمانہ میں خودی سے — خالی ہو اور پھر علم سے پُر ہو

کہانی اِس بیان میں کہ غصّہ کی آگ کو تحمّل اور نرمی کے پانی کے سوا کوئی نہیں بجھا سکتا

بادشاہ کے غصّہ کے سبب ایک غلام بھاگ گیا — ڈھونڈنے کا حکم دیا اور کسیکو نہ ملا

جب خود چلا آیا تو (بادشاہ نے) خفا ہوکر — جلّاد سے کہا کہ اِس کو قتل کر

نامہربان جلّاد نے خنجر خون کا پیاسا — اِس طرح نکالا جس طرح پیاسا زبان نکالتا ہے

میں نے سُنا ہے کہ (غلام نے) رنجیدہ و دردمند دل سے یہ کہا کہ اے خدا! میں نے اپنا خون بادشاہ کو بخشا

کیونکہ میں ہمیشہ اُسکے عہدِ اقبال میں دولت اور آرام اور عزت سے خوش حال رہا ہوں

کہیں ایسا نہو کہ کل میرے خون کے بدلے اُسکو سزا دیں اور اُسکا دشمن خوش ہو

جب اُسکی بات بادشاہ کے کان میں پہنچی پھر اُسکے غصّہ کی دیگ میں اُبال نہ آیا

اُسکے سر اور آنکھوں پر بہت بوسے دیکر انعام اکرام دیا۔ یہانتک کہ وہ جھنڈے اور نقارے اور زمانہ والا ہوگیا

نرمی کے سبب ایسی ہولناک جگہ سے — زمانہ نے اُسکو اِس رُتبہ پر پہنچایا

اِس کہانی سے مطلب یہ ہے کہ نرم بات — غضبناک آدمی کے غصہ کی آگ پر پانی کا حکم رکھتی ہے

تو دیکھتا نہیں کہ تلوار اور تیر کے معرکہ میں — ریشمین کپڑے کی سینکڑوں تہ کا جلتہ پہنتے ہیں

معلول - جملہ معللہ نتیجہ - منتج و نتیجہ ملکر مقولہ + بتافت فعل - بندہ فاعل -
جملہ فعلیہ خبریہ مستدرک - دونو ملکر جملہ اسنادیہ معطوف - کل جملہ معطوفہ مستانفہ +

تواضع کن ای دوست با خصم تند	که نرمی کند تیغ برنده کند

حکایت در عجز و نیاز صلحا

زویرانهٔ عارف ژنده پوش	یکی را ز نباح سگ آمد بگوش
بدل گفت کوی سگ اینجا چراست	در آمد که درویش صالح کجاست
نشان سگ از پیش و از پس ندید	بجز عارف آنجا دگر کس ندید
خجل باز گردیدن آغاز کرد	که شرم آمدش کشف آن راز کرد
شنید از درون عارف آواز پای	هلا گفت بر در چه پائی در آی
نه پنداری ای دیدهٔ روشنم	کز ایدر سگ آواز کرد این منم
چو دیدم که بیچارگی شد خرد	نهادم ز سر کبر و رای و خرد
چو سگ بر درش بانگ کردم بسی	که مسکین تر از سگ ندیدم کسی
چو خواهی که در قدر والا رسی	ز شیب تواضع ببالا رسی
درین حضرت آنان گرفتند صدر	که خود را فروتر نهادند قدر
چو سیل اندر آمد بهول و نهیب	فتاد از بلندی بسر در نشیب
چو شبنم بیفتاد مسکین و خرد	نگر کآفتابش بعیوق برد

حکایت حاتم اصم و سیرت او در تواضع

گروهی برآنند ز اهل سخن	که حاتم اصم بود باور مکن
برآمد طنین مگس بامداد	که در چنبر عنکبوتی فتاد

سورج جو اوس کو نہایت بلندی پر کھینچتا ہے یہ اسوجہ سے ہے کہ اُس میں عجز اور انکسار ہے ؛ (صفحہ ۹۳ دیکھو)

اے دوست! تیز مزاج دشمن کے سامنے فروتنی کر - کیونکہ نرمی تیز تلوار کو کُند کر دیتی ہے

کہانی نیکوکاروں کی عاجزی کے بیان میں

گدڑی پہنے ہوئے عارف کے جھونپڑے سے — کتے کے بھونکنے کی آواز ایک شخص کے کان میں آئی

دل میں یہ کہا کہ یہاں کتا کیوں ہے ؟ (جھونپڑے میں) آیا (تاکہ دیکھے) کہ پارسا فقیر کہاں ہے

کتے کا نشان آگے پیچھے (کہیں) نہ دیکھا — عارف کے سوا وہاں کوئی نظر نہ آیا

شرمندہ ہو کر اُلٹا پھرنے لگا — کیونکہ اُسکو اِس بھید کے کھولنے سے شرم آئی

عارف نے اندر سے پاؤں کی آہٹ سُنی — اور کہا - ہَیں دروازہ پر کیوں کھڑا ہے ؟ اندر آ

اے میری روشن آنکھ تو یہ گمان کر — کہ یہاں کتا بولا تھا - (نہیں بلکہ) وہ میں ہوں

جب میں نے یہ دیکھا کہ (خدا) عاجزی پسند کرتا ہے — تو مَیں نے تکبّر اور سمجھ اور عقل کو ترک کیا

اور کتے کی طرح اُسکے دروازہ پر بہت چیخا — کیونکہ مَیں نے کتے سے بڑھکر کوئی غریب نہ پایا

اگر تو چاہتا ہے کہ بلند مرتبہ پائے — (تو فروتنی کر کیونکہ) تو فروتنی کی پستی سے بلندی کو پہنچیگا

اِس درگاہ میں اُن لوگوں نے بلند رتبہ پایا — جنھوں نے اپنا مرتبہ کم سمجھا

رَو جو ہیبت اور دبدبہ کے ساتھ آئی — اِسلئے اُسنجان سے سر کے بَل نیچے گری

اُوس جو عاجز اور ننّھی ہو کر گری — اسلئے دیکھ کہ اُسکو سُورج عیّوق تک لیگیا

بہرے حاتم اور اُسکی فروتنی کی کہانی

بعضے مؤرخوں کی یہ رائے ہے — کہ حاتم بہرا تھا مگر تو (اسے) سچ نجان

کیونکہ صبح کے وقت مکھی بھنبھنائی — اسلئے کہ وہ مکڑی کے جالے میں پھنس گئی تھی

بازگردیدن مصدر مرکب مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ معلول - کاف تعلیلیہ - آمد بمعنی عارض شد

همه ضعف و خاموشیش کید بود | مگس قند پنداشتش قید بود
نگه کرد شیخ از سر اعتبار | که اے پاے بند طمع پاے دار
نه هر جا شکر باشد و شهد و قند | که در گوشها دام باز است و بند
یکے گفت ازآں حلقهٔ اهل راے | عجب دارم اے مرد راهِ خداے
مگس را تو چوں فهم کردی خروش | که مارا بدشخواری آمد بگوش
تو آگاه گردی ببانگِ مگس | نشاید اصم خواندنت زیں سپس
تبسم کناں گفتش اے تیز هوش | اصم به که گفتارِ باطل نیوش
کسانیکه با من بخلوت درند | مرا عیب پوش و هنر گسترند
چو پوشیده دارندم اخلاقِ دوں | کنند هستیم زیر و نخوت زبوں
فرا مے نمایم که مے نشنوم | مگر کز تکلف مبرا شوم
چو کالیوه دانندم اهلِ نشست | بگویند نیک و بدم هرچه هست
اگر بد شنیدن نیاید خوشم | ز کردارِ بد دامن اندر کشم
بحبلِ ستایش فرا چه مشو | چو حاتم اصم باش و غیبت شنو
سعادت نجست و سلامت نیافت | که گردن ز گفتارِ سعدی بتافت
ازیں به نصیحت گرے بایدت | ندانم پس از وے چه پیش آیدت

حکایتِ زاهدِ تبریز و دزد

عزیزے در اقصاے تبریز بود | که همواره بیدار و شب خیز بود
شبے دید جاے که دزدے کمند | به پیچید و بر طرف بامے فگند

اُسکی ساری ناتوانی اور خاموشی فریب تھی — مکھی سے قند بچی (مگر) وہ (اُسکے لئے) قید تھی

شیخ نے اُسے عبرت کی نظر سے دیکھا — (اور کہا) کہ اے لالچ کی ماری صبر کر

ہر جگہ شکر اور شہد اور قند ہی نہیں ہوتا — بلکہ بہتیرے کونوں میں جال اور پھندا لگا ہوتا ہے

دانشمند مریدوں کے جتھے میں سے ایک نے کہا — کہ اے مرد خدا! مجھے تعجب ہے

کہ مکھی کی بھنبھناہٹ جو ہم نے مشکل سے سُنی — تجھے کیونکر معلوم ہو گئی

جب تو مکھی کی بھنبھناہٹ سُن لیتا ہے — تو آیندہ تجھے بہرا نہیں کہنا چاہیئے

(حاتم نے) مسکرا کر اُس سے کہا کہ اے دانشمند! — خوشامد سُننے والے سے بہرا اچھا

جو لوگ تنہائی میں میرے پاس بیٹھتے ہیں — میرے عیب چُھپانے اور ہنر جتاتے ہیں

جب میری بُری عادتیں چُھپائیں گے — تو مجھکو خود نمائی اور غرور دبا لیگا

بس میں نے یہ ظاہر کر رکھا ہے کہ مجھے سُنائی نہیں دیتا — تاکہ شاید اس بناوٹ کے سبب (عیب سے) پاک ہو جاؤں

جب مجھے سنگت والے بُرا سمجھیں گے — تو میری بھلائی بُرائی جو کچھ ہو گی بیان کرینگے

پھر اگر مجھے بُری بات سُننی پسند نہ ہو گی — تو بُرے کام کرنے چھوڑ دونگا

خوشامد کی رسّی میں پھنسکر کنوئیں میں نہ گر — بلکہ حاتم کی طرح بہرا بن اور اپنی بدی سُن

سعادت نہ ڈھونڈی اور سلامتی نہ پائی — جس کسی نے سعدی کی نصیحت سے مُنہ موڑا

تجھے کیا اس سے بڑھکر کوئی ناصح چاہیئے؟ — معلوم نہیں اُسکے بعد تجھے کیا پیش آئے؟

تبریز کے عابد اور چور کی کہانی

تبریز میں ایک بزرگ تھا — جو ہمیشہ جاگتا تھا اور تہجّد کی نماز پڑھتا تھا

ایک رات ایک جگہ دیکھا کہ ایک چور نے کمند — اُچھالا کر ایک کوٹھے پر پھینکی

مثلاً جملہ ندائیہ مقولہ فعل اپنے فاعل اور مقولہ سے مثلاً جملہ فعلیہ خبریہ ہوا — ہنر گستر مضاف تمام مضاف…

کسان را خبر کرد و آشوب خاست | ز هر جانبی مرد با چوب خاست

چو نامرد آواز مردم شنید | میان خطر جای بودن ندید

نهیب از آن گیرودار آمدش | گریزی بوقت اختیار آمدش

ز رحمت دل پارسا موم شد | که شب دزد بیچاره محروم شد

بتاریکی از وی فراز آمدش | براه دگر پیش باز آمدش

که یارا مرو کآشنای توام | بمردانگی خاک پای توام

ندیدم بسر پنجگی چون تو کس | که جنگ آوری بر دو نوع است و بس

یکی پیش خصم آمدن مردوار | دوم جان بدر بردن از کارزار

بدین هر دو خصلت غلام توام | چه نامی که مولای نام توام؟

گرت رای باشد بحکم کرم | بجائیکه میدانمت ره برم

سرائیست کوتاه و در بسته سخت | نپندارم آنجا خداوند رخت

کلوخی دو بالای هم بر نهیم | یکی پای بر دوش دیگر نهیم

بچندانکه در دستت افتد بساز | از آن به که گردی تهی دست باز

بدلداری و چاپلوسی و فن | کشیدش سوی خانهٔ خویشتن

جوانمرد شب رو فرو داشت دوش | بکتفش بر آمد خداوند هوش

بغلطاق و دستار و رختی که داشت | ز بالا بدامان او در گذاشت

وز آنجا بر آورد غوغا که دزد | ثواب ای جوانان یاری و مزد

بدر جست از آشوب دزد دغل | دوان جامهٔ پارسا در بغل

دل آسوده شد مرد نیک اعتقاد | که سرگشته را بر آمد مراد

کرلینا چور ہے۔ اے جوانو آؤ اور میری مدد کرکے خدا سے ثواب ور مجھ سے اُجرت پاؤ:

لوگوں کو خبر کردی اور غل مچ گیا | ہر طرف سے آدمی لکڑیاں لے کر اُٹھے

جب نامرد نے مردوں کی آواز سُنی | خطرناک جگہ میں ٹھیرنا مناسب سمجھا

پکڑے جانے نہ بچو سُنکر اُسکو ہَول آیا | اُسوقت اُو سے بھاگنا ہی خوب معلوم ہوا

رحم کے سبب عابد کا جی بھر آیا | کہ آج رات کو بیچارہ چور نامراد پھرا

اندھیرے میں اُس سے آگے نکل گیا | اور دوسرے رستہ سے اُسکے سامنے آیا

دکہا کہ اے یار بھاگ نہیں کہ میں تیرا دوست ہوں - بہادری میں تیرے پانو کی خاک ہوں

میں نے بہادری میں تجھ جیسا کوئی نہیں دیکھا | کیونکہ لڑائی دو ہی طرح کی ہوتی ہے

ایک دلیرانہ دشمن کے سامنے آنا | دوسرے لڑائی (کے میدان) سے جان لیکر نکل جانا

ان دونو خصلتوں میں مَیں تیرا غلام ہوں | تیرا کیا نام ہے کہ مَیں تیرے نام کا غلام ہوں

اگر مہربانی سے تیرا ارادہ میرے ساتھ چلنے کا ہو | تو مجھے جہاں (تھوڑا سا مال) معلوم ہے وہاں تجھے لیچلوں

ایک نیچا مکان ہے اور دروازہ خوب بند | مجھے گمان نہیں کہ وہاں اسباب کا مالک ہو

دو ڈھیلے اوپر تلے رکھ لیں گے | اور ہم دونو میں سے ایک دوسرے کے کندھے پر پانو دھر کر چڑھ جائیگا

جتنا تیرے ہاتھ لگ جائے غنیمت سمجھ | کیونکہ اس سے بہتر ہے کہ تو خالی ہاتھ اُلٹا پھرے

دلاسے اور خوشامد اور حکمت سے | اُسکو اپنے گھر لے گیا

جوان چور نے کندھا جھکایا | اور ہوشمند اُسکے کندھے پر چڑھا

کرتا اور پگڑی اور جو اسباب تھا | اوپر سے اُسکے دامن میں ڈال دیا

اور وہاں سے غل مچایا کہ چور ہے | اے جوانو! مدد کرکے مزدوری اور ثواب لو

مکار چور غل غپاڑے سے نکل بھاگا | اور پارسا کے کپڑے بغل میں لئے دوڑا چلا گیا

وہ خوش اعتقاد شخص مطمئن ہو گیا | کہ ایک پریشان کی مراد برآئی

اور بحکم کرم - رائے تو باشد سے متعلق - یعنی اگر بمقتضاے کرم رائے تو ایں باشد کہ ہمراہ من بیائی - ب جار - جانے موصوف

قناعت کردن بر آں مبتدا محذوف - یہ شبہ فعل خبر انجار آں تبیین کاف بیانیہ - باز گردی فعل ناقص مع اسم - تہیدست خبر - جملہ فعلیہ بیان یمین

چنینے کہ بر کس ترحم نہ کرد — بہ بخشود بر روے دلِ نیک مرد

عجب نیست در سیرتِ بخرداں — کہ نیکی کنند از کرم با بداں

در اقبالِ نیکاں بداں میزیند — اگرچہ بداں اہلِ نیکی نیند

حکایتِ بہلولِ دانا

چہ خوش گفت بہلولِ فرخندہ خوے — چو بگذشت بر عارفِ جنگ جوے

گر این مدعی دوست بشناختے — بہ پیکارِ دشمن نپرداختے

گر از ہستیِ حق خبر داشتے — ہمہ خلق را نیست پنداشتے

حکایتِ لقمانِ حکیم و مردِ بغدادی

شنیدم کہ لقمان سیہ فام بود — نہ تن پرور و نازک اندام بود

یکے بندۂ خویش پنداشتش — بہ بغداد در کارِ گل داشتش

بسالے سرائے بپرداختش — کس از بندۂ خواجہ نشناختش

چو پیش آمدش بندۂ رفتہ باز — ز لقمانش آمد ہیبے فراز

بپایش در افتاد و پوزش نمود — بخندید لقمان کہ پوزش چہ سود

بسالے ز جورت جگر خوں کنم — بیک ساعت از دل بدر چوں کنم

ولے ہم ببخشایم اے نیک مرد — کہ سودِ تو ما را زیانے نہ کرد

تو آباد کردی شبستانِ خویش — مرا حکمت و معرفت گشت بیش

غلامے ہست در رختم اے نیک بخت — کہ فرمایمش وقتہا کارِ سخت

خوابگاہ - اور عموماً گھر کو بھی کہتے ہیں - آگے کی بیت میں حکمت و معرفت کے بڑھ جانے کا بیان ہے :

جس بدمعاش نے کسی پر ترس نہیں کھایا ۔۔ اُس پر اس بھلے آدمی کو رحم آیا

عقلمندوں کی خصلت سے یہ کچھ تعجب کی بات نہیں ہے۔ کہ مہربانی سے بُروں کے ساتھ بھلائی کریں

بُرے اچھوں کی بدولت گزارہ کرتے ہیں ۔۔ اگرچہ بُرے احسان کرنے قابل نہیں

بُہلُول دانا کی کہانی

مبارک خصلت بُہلول نے کیا اچھی بات کہی۔ جب وہ ایک لڑاکے عارف پاس گزرا

کہ اگر یہ مدعی دوست کو پہچانتا ۔۔ تو دشمن سے نہ لڑتا

اگر خدا کی ہستی سے واقف ہوتا ۔۔ تو ساری خلقت کو نیست سمجھتا

حکیم لُقمان اور بغدادی مرد کی کہانی

مَیں نے سُنا ہے کہ لقمان کالا تھا ۔۔ تن پرور اور نازک بدن نہ تھا

ایک شخص اُسے اپنا غلام سمجھا ۔۔ اور بغداد میں چُنائی کے کام پر لگادیا

اُس نے برس دن میں اُسکا ایک گھر تیار کر دیا۔ اور اُسکو کسی نے اُس میاں کے غلام سے تمیز کیا

جب بھاگا ہوا غلام اُسکے پاس پلٹ کر آیا ۔۔ تو اُسے لقمان سے اندیشہ ہوا

اور اُس کے پانو پر گر کر عذر کیا ۔۔ لقمان نے ہنس کر کہا کہ عذر سے کیا فائدہ

جب میں نے سال بھر تیرے ظلم سے اپنا جگر خون کیا۔ تو گھڑی بھر میں وہ تکلیف کیونکر بھلا سکتا ہوں

لیکن اے بھلے مانس مَیں پھر بھی معاف کرتا ہوں ۔۔ کیونکہ تیرے فائدہ سے میرا کچھ نقصان نہیں ہوا

تو نے اپنا گھر تیار کر لیا ۔۔ اور میری سمجھ اور تمیز بڑھ گئی

اے نیکبخت! میرا ایک غلام ہے ۔۔ جس سے میں اکثر سخت کام لیتا ہوں

واو عاطفہ محذوف۔ داشت فعل ضمیر مستتر راجع بجانب یکے فاعل۔ ش مفعول بہ۔ بہ بغداد۔ اور در کار گِل دونو جار مجرور متعلق فعل

دگر رہ نیازارمش سخت دل | چو یاد آیدم سختی کارِ گل
ہر آنکس کہ جورِ بزرگاں نبرد | نسوزد دلش بر ضعیفانِ خُرد
چنیں گفت بہرام شہ با وزیر | کہ دشخوار بازیر دستاں مگیر
گر از حاکماں سختت آید سخن | تو با زیر دستاں درشتی مکن

حکایت سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی قدس سرہ و سگ ضعیف

شنیدم کہ در دشتِ صنعا جنید | سگے دید برکندہ دنداں ز صید
ز نیروے سرپنجۂ شیرگیر | فروماندہ عاجز چو روباہِ پیر
پس از غرم و آہو گرفتن بپے | لگد خوردے از گوسپندانِ حے
چو مسکین و بیطاقتش دید و ریش | بدو داد یک نیمہ از زادِ خویش
شنیدم کہ میگفت و خوں میگریست | کہ داند کہ بہتر ز ما ہر دو کیست
بظاہر من امروز ازیں بہترم | دگر تا چہ راند قضا بر سرم
گرم پاے ایماں نلغزد زجاے | بسر بر نہم تاجِ عفوِ خداے
وگر کسوتِ معرفت در برم | نماند بہ بسیار ازیں کمترم
کہ سگ با ہمہ زشت نامی چو مرد | مراورا بدوزخ نخواہند برد
رہ ایں است سعدی کہ مردانِ راہ | بعزت نکردند در خود نگاہ
ازیں بر ملائک شرف داشتند | کہ خود را بہ از سگ نہ پنداشتند

حکایت مطرب مست و پارساے نیک بخت

۳ چونکہ جانوروں پر تکلیفِ شرعی نہیں ہے اسواسطے وہ مواخذۂ آخرت سے بری ہیں - اور عذاب (صفحہ ۴۴ دیکھو)

آئندہ میں اُسے سنگدل بنکر نہیں ستاؤنگا	جب مجھے یہ چٹائی کی محنت یاد آئیگی

جس شخص نے زورآوروں کی سختی نہیں اُٹھائی - وہ کمزور چھوٹوں پر ترس نہیں کھاتا

بہرام بادشاہ نے وزیر سے یوں کہا	کہ زیردستوں پر سختی نہ کیا کر
اگر تجھے حاکموں کی بات بُری لگے	تو تو زیردستوں کو بُری بات نہ کہہ

صوفیوں کے سردار حضرت جنید بغدادیؒ اور ناتوان کتے کی کہانی

مَیں نے سُنا ہے کہ صنعا کے جنگل میں جنید نے	ایک کتا دیکھا جسکے دانت شکار کرنے سے گئے تھے
شیر کے پکڑ لینے والے پنجے میں طاقت نہ رہی تھی	بوڑھی لومڑی کی طرح عاجز ہو گیا تھا
یا تو پہاڑی بکری اور ہرن کو دوڑ کر پکڑ لیتا تھا	یا اب محلہ کی بکریوں کی لاتیں کھاتا تھا
(جنید نے) جب سے عاجز اور ناتوان اور خستہ دیکھا	تو اپنے توشہ میں سے اُسکو آدھا دیدیا

مَیں نے سُنا ہے کہ (جنید) زار زار رو کر کہتا تھا - کس کو خبر کہ ہم دونوں میں سے اچھا کون ہے

آج تو مَیں دیکھنے میں اس سے اچھا ہوں	آگے دیکھئے کہ خدا کا کرنا کیا ہو !
اگر میرے ایمان کا پانو نہ ڈگمگا گیا	تو تو خدا کی مغفرت کا تاج سر پر رکھونگا
اور اگر ایمان کی پوشاک میرے بدن سے	اُتر گئی تو اس سے بہت ہی بُرا ہوں

کیونکہ کتا ساری بدنامیوں پر بھی جب مرجائیگا - تو اُسے دوزخ میں نہیں ڈالیں گے

اے سعدی! رستہ یہ ہے کہ اللہ والوں نے	اپنی کچھ عزت نہیں سمجھی +
فرشتوں پر اس سبب سے فضیلت پائی	کہ اپنے تئیں کتے سے اچھا نہ جانا

مست گویئے اور نیکبخت پارسا کی کہانی

یکے بربطے در بغل داشت مست / بہ شب بر سر پارسائے شکست

چو روز آمد آں نیک مرد حلیم / بر سنگدل برد یک مشت سیم

کہ دوشینہ معذور بودی و مست / ترا و مرا بربط و سر شکست

مرا بہ شد آں زخم و برخاست بیم / ترا بہ نخواہد شد الا بہ سیم

ازیں دوستان خدا بر سر اند / کہ از خلق بسیار بر سر خورند

حکایت در معنی وفاے مرداں بر جفاے نااہلاں

شنیدم کہ در خاک وخش ز مہاں / یکے بود در کنج خلوت نہاں

مجرد بہ معنی نہ عارف بہ دلق / کہ بیروں کند دست حاجت بخلق

سعادت کشادہ درے سوے او / در از دیگراں بستہ بر روے او

زباں آورے بیخرد سعی کرد / ز شوخی بہ بد گفتن نیک مرد

کہ زنہار ازیں مکر و دستان و ریو / بجاے سلیماں نشستن چو دیو

دما دم بشوید چو گربہ روے / طمع کردہ در صید موشان کوے

ریاضت کش از بہر نام و غرور / کہ طبل تہی را رود بانگ دور

ہمے گفت و خلقے برو انجمن / بر آیشاں تفرج کناں مرد و زن

شنیدم کہ بگریست داناے وخش / کہ یارب مر ایں شخص را توبہ بخش

وگر راست گفت اے خداوند پاک / مرا توبہ دہ تا نگردم ہلاک

پسند آمد از عیب جوے خودم / کہ معلوم من کرد خوے بدم

گر آنی کہ دشمنت گوید مرنج / وگر نیستی گو برو باد سنج

کی طرف سے کوئی بات بے چیکے ہو رہے - اور وہاں سے کنارہ کیا - صحرا اسم اعظم کی قوت سے (صفحہ ۴۹ دیکھو)

ایک شخص کی بغل میں نشہ کی حالت میں بربط تھا۔ رات کو ایک پرہیزگار کے سر پر دے مارا
جب دن نکلا تو وہ بُردبار بھلا مانس اُس سخت دل پاس مٹھی بھر روپئے لیکر گیا
(اور کہا) کہ تو رات کو دُھوکا کھائے ہوئے اور متوالا تھا۔ تیرا بربط اور میرا سر ٹوٹا
میرا تو وہ زخم اچھا ہوگیا اور خطرہ جاتا رہا مگر تیرا بربط روپیوں بغیر درست نہوگا
خدا کے دوست اس سبب سے فضیلت رکھتے ہیں۔ کہ لوگوں کی بہت سی سختیاں جھیلتے ہیں

نالائقوں کی سختی پر نیکوں کی وفا کے بیان میں کہانی

میں نے سُنا ہے کہ شہر وخش میں ایک بزرگ۔ خلوت کے گوشہ میں بیٹھا عبادت کرتا تھا
حقیقت میں (دنیا سے) بے تعلق - نہ گدڑی کا عارف - جو لوگوں سے مانگنے کو ہاتھ پھیلاتا ہے
نیکبختی نے اپنا دروازہ اُس کی طرف کھول رکھا تھا (یعنی حاصل تھی) اور اُس نے لوگوں کی طرف سے اُس دروازہ بند کر دیا تھا
ایک نادان زبان دراز نے بیباکی سے اُس بھلے مانس کی بدگوئی پر کمر باندھی
کہ خدا بچائے اس مکر و فریب و حیلہ کرنے سے اور جن کی طرح سلیمانؑ کی جگہ بیٹھنے سے
دمبدم بلّی کی طرح مُنہ دُھوتے ہیں اور حال یہ ہے کہ گلی کے چوہوں کے شکار کی طمع رکھتے ہیں
ناموری اور دُھوکے کے لئے مشقت اُٹھاتے ہیں کیونکہ خالی ڈھول کی آواز دُور پہنچتی ہے
وہ یہ کہہ رہا تھا اور اُسکے پاس ٹھٹ لگا ہوا تھا۔ اور مرد و عورت اُن کی سیر دیکھ رہے تھے
میں نے سُنا ہے کہ وخش کے دانشمند نے رُو کر دعا مانگی۔ کہ الٰہی اس شخص کو توبہ کی توفیق دے
اور اگر اے پاک خداوند! اسنے سچ کہا ہے تو مجھے توبہ کی توفیق دے کہ میں ہلاک نہوں
مجھے اپنے عیب نکالنے والے سے یہ بات بھلی معلوم ہوئی۔ کہ میری بُری خصلت مجھے جتا دی
اگر تو ایسا ہی ہے جیسا تجھے دشمن کہتا ہے تو خبر نہیں۔ اور اگر ویسا نہیں ہے تو (اس سے) کہدے کہ چل نکل

مفرد کی طرف لفظِ جمع سے اشارہ کرنا تعظیم کے لئے ہوگا۔ اور یہ جائز ہے۔ پس معنی یہ ہونگے کہ زبان دراز کے گرد لوگوں کا

وگر ابلہے مشک راگندہ گفت ‏ تو مجموع شو کو پراگندہ گفت

وگر میرود در پیازایں سخن ‏ چنیں است گو گندہ مغزی مکن

نہ آئین عقل است ورائے وخرد ‏ کہ دانا فریب مشعبد خورد

پس کار خویش آنکہ عاقل نخست ‏ زبان بداندیش بر خود ببست

تو نیکو روش باش تا بد سگال ‏ نیابد بہ نقص تو گفتن مجال

چو دشنخوارت آید ز دشمن سخن ‏ تو بر زیر دستاں درشتی مکن

جز آنکس ندانم نکوگوے من ‏ کہ روشن کند بر من آہوے من

حکایت

کسے مشکلے برد پیش علی ‏ مگر مشکلش را کند منجلی

امیر عدو بند مشکل کشاے ‏ جوابش بگفت از سر علم و راے

شنیدم کہ شخصے در آں انجمن ‏ بگفتا چنیں نیست یا ابا الحسن

نہ رنجید از و حیدر نامجوے ‏ بگفت ار تو دانی ازیں بہ بگوے

بگفت آنچہ دانست و پاکیزہ گفت ‏ بگل چشمۂ خور نشاید نہفت

پسندید از و شاہ مرداں جواب ‏ کہ من بر خطا بودم او بر صواب

بہ از من سخن گفت و دانا یکے است ‏ کہ بالاتر از علم او علم نیست

گر امروز بودے خداوند جاہ ‏ نکردے خود از کبر در وے نگاہ

بدر کردے از بارگہ حاجبش ‏ فرو کوفتندے بنا واجبش

کہ من بعد بے آبروئی مکن ‏ ادب نیست پیش بزرگاں سخن

اگر کسی بیوقوف نے مُشک کو گندہ کہدیا
تو تو غصّہ نہو کہ اُس نے جھک مارا

اور اگر یہ بات پیاز کی نسبت کہے
تو کہدے ٹھیک ہے اور بیہودہ نہ بک

یہ عقل اور سمجھ اور ہوشیاری کی بات نہیں ہے
کہ سمجھدار آدمی بھان متی سے ڈھو کا کھائے

جس نے اپنا کام ہوشیاری سے کیا
اُس نے دُشمنوں کی زبان اپنی نسبت بند کی

تو نیک چلن رہ تاکہ بد خواہ کو
تجھ میں عیب نکالنے کی مجال نہو

جو تجھے دشمن کی بات بُری لگے
تو تُو زیر دستوں پر سختی نہ کر

میں اُس شخص کے سوا کسی کو اپنا خیر خواہ نہیں سمجھتا جو مجھ پر میرے عیب ظاہر کردے

کہانی

ایک شخص نے (حضرت) علی پاس جاکر اپنی مشکل بیان کی۔ کہ شاید وہ اُس کی مشکل کو حل کریں دشمنوں کے قید اور مشکلوں کے حل کرنیوالے امیر نے۔ اُس کو اپنے علم و عقل سے جواب دیا۔

میں نے سُنا ہے کہ ایک شخص نے اُس مجلس میں
کہا اے اَبُو الحَسَنؓ! یوں نہیں ہے

حیدر نامور اُس سے ناراض نہو ئے
اور فرمایا اگر تو اِس سے بہتر جانتا ہے تو کہہ

وہ جو کچھ جانتا تھا اُسنے کہا اور خوب کہا
سورج کے چشمہ کو کیچڑ سے نہیں چھپا سکتے

جوانمردوں کے بادشاہ نے اُسکے جواب کو پسند فرمایا۔ اور کہا میں نے غلط کہا تھا اور یہ ٹھیک کہتا ہے

اِس نے بات مجھ سے اچھی کہی اور دانا تو ایک ہی ہے
جس کے علم سے بڑھ کر کسی کا علم نہیں

اگر آج کوئی رُتبہ والا ہوتا
تو غرور کے مارے اُس کی طرف دیکھتا بھی نہیں

دربان اُسے دربار سے نکال دیتا
ناحق اُسے ٹھونکتے (اور کہتے)

کہ آئندہ ایسی بے عزتی کی بات نہ کیجو
امیروں کے سامنے بات کرنی بے ادبی ہے

یکے را کہ پندار در سر بود — مپندار ہرگز کہ حق بشنود
ز علمش ملال آید از وعظ ننگ — شقائق بباراں نروید ز سنگ
نہ بینی کہ از خاک افتادہ خوار — بروید گل و بشگفد نو بہار
بریز اے حکیم آستیں ہائے در — کجا بینی از خویشتن خواجہ پُر
بچشم کساں در نیاید کسے — کہ از خود بزرگی نماید بسے
مگو تا بگویند شکرت ہزار — چو خود گفتی از کس توقع مدار

حکایت تواضع خلیفۂ ثانی

گدائے شنیدم کہ در تنگ جائے — نہادش عمر پائے بر پشت پائے
ندانست درویش بیچارہ کوست — کہ رنجیدہ دشمن نداند ز دوست
برآشفت بروے کہ کوری مگر — بدو گفت سالار عادل عمر
نہ کورم ولیکن خطا رفت کار — ندانستم از من گنہ در گذار
چہ منصف بزرگان دیں بودہ اند — کہ با زیر دستاں چنیں بودہ اند
فروتن بود ہوشمند گزیں — نہد شاخ پُر میوہ سر بر زمیں
بنازند فردا تواضع کناں — نگوں از خجالت سر گردناں
اگر مے بترسی ز روز شمار — از آں کز تو ترسد خطا در گذار
مکن چیرہ بر زیر دستاں ستم — کہ دستیست بالائے دست تو ہم

حکایت

جس شخص کے سر میں غرور بھرا ہو گا
کبھی خیال نہ کیجو کہ وہ ہیچ بات سُنے گا

اُسے علم سے رنج ہو گا اور نصیحت سے عار آئیگی
لالہ مینہ برسنے سے پتھر میں سے نہیں اُگتا

تو نہیں دیکھتا کہ عاجز و ذلیل مٹی میں سے
پھول اُگتے ہیں اور سبزہ لہلہاتا ہے

اے دانشمند وہاں حکمت و نصیحت کی باتیں نہ کہہ - جہاں بیان ہیں غرور بھر ہوا دیکھے بھلے مانسوں کی نگاہ میں وہ شخص نہیں جنچتا - جو بہت ڈینگ ہانکتا ہے نصیحت کی بات اِس غرض سے نہ کہہ کہ تیرا بہت سا شکریہ ادا کریں - اور اگر کہی تو شکر کی توقع نہ رکھ

دوسرے خلیفہ کی فروتنی کی کہانی

میں نے سُنا ہے کہ کسی تنگ جگہ میں حضرت عمر رضہ نے ایک فقیر کے پانو پر پانو دھر دیا

بیچارے فقیر نے یہ نہ جانا کہ وہ حضرت عمر رضہ ہیں
کیونکہ دُکھ پایا ہوا دوست و دشمن میں تمیز نہیں کرتا

اُن سے جھنجلا کر کہا کہ تو شاید اندھا ہے
مُنصف سردار حضرت عمر رضہ نے اُسے جواب دیا

کہ میں اندھا تو نہیں ہوں مگر مجھ سے خطا ہوگئی ہے - مجھے خبر نہ تھی میرا قصور معاف کر

بُزرگان دِین کیسے مُنصف تھے
کہ زیر دستوں کے ساتھ اِس طرح برتتے تھے

برگُزیدہ عقلمند فروتنی کرتا ہے
پھلی ہوئی ڈالی سر زمین پر دھر دیتی ہے

فروتنی کرنیوالے کل ناز کرینگے
اور اکڑنیوالوں کے سر شرمندگی سے جھکے ہونگے

اگر تو گنتی کے دن سے ڈرتا ہے
تو جو شخص تجھ سے ڈرے اُسکا قصور معاف کر

زبردست ہو کر زیر دستوں پر ظلم نہ کر
کیونکہ تیرے ہاتھ سے اونچا ایک ہاتھ ہے

کہانی

یکے خوب کردار و خوشخوے بود　　که بد سیرتاں را نکوگوے بود

بخوابش کسے دید چوں در گذشت　　بگفتا حکایت کن از سر گذشت

دہانے بخندہ چو گل باز کرد　　چو بلبل بصوتِ خوش آواز کرد

بگفتند با من بسختی بسے　　که من سخت نگرفتمے بر کسے

حکایت ذوالنون مصری علیه الرحمة و خاکساری او

چنیں یاد دارم که سقائے نیل　　نکرد آب بر مصر سالے سبیل

گروہے سوئے کوہساراں شدند　　بزاری طلبگارِ باراں شدند

گرستند و از گریہ جوئے رواں　　نیامد مگر گریۂ آسماں

به ذوالنون خبر برد از ایشاں کسے　　که بر خلق رنج است و سختی بسے

فرو ماندگاں را دعائے بکن　　که مقبول را رد نباشد سخن

شنیدم که ذوالنون بمدین گریخت　　بسے بر نیامد که باراں بریخت

خبر شد بمدین پس از روزِ بیست　　که ابر سیہ دل بر ایشاں گریست

سبک عزمِ باز آمدن کرد پیر　　که پر شد بسیلابِ باراں غدیر

بپرسید ازو عارفے در نہفت　　چه حکمت دریں رفتنت بود گفت

شنیدم که بر مرغ و مور و دداں　　شود تنگ روزی ز فعلِ بداں

دریں کشور اندیشه کردم بسے　　پریشاں تر از خود ندیدم کسے

برفتم مبادا که از شرِ من　　ببندد درِ خیر بر انجمن

تو آنگه شوی پیشِ مردم عزیز　　که مر خویشتن را نگیری بچیز

ایک شخص نیکوکار و نیک خصلت تھا | بدخصلتوں کو بھی بھلا کہتا تھا
مرنے کے بعد اُسے کسی نے خواب میں دیکھا | اور کہا کچھ اپنی سرگزشت تو بیان کر
اُس نے پھول کی طرح ہنس کر مُنہ کھولا | اور بُلبل کی طرح خوش آوازی سے بولا
کہ مجھ سے کچھ بہت سختی سے بات چیت نہیں کی۔ کیونکہ مَیں کسی پر سختی نہیں کرتا تھا

ذوالنّون مصری علیہ الرحمۃ اور اُس کی خاکساری کی کہانی

مجھے یوں یاد ہے کہ سقّائے نیل نے | ایک برس مصر میں پانی نہ پہنچایا
لوگ پہاڑ کی طرف گئے | اور رُو رُو کر مینہہ کی دعا مانگی
رُوئے اور آنسوؤں کی ندی بہادی | مگر آسمان کو رونا نہ آیا
اُن میں سے کسی نے ذوالنون مصری سے جا کر کہا۔ کہ خلقت بہت تکلیف اور سختی میں ہے
عاجزوں کے لئے دُعا کر | کیونکہ مقبول کی دُعا رد نہیں ہوتی
مَیں نے سُنا کہ ذوالنون مدین میں چلے گئے | اور تھوڑے ہی دن بعد مینہہ برسا
بیس دن بعد مدین میں خبر پہنچی | کہ سیاہ دل گھٹا اہلِ مصر پر رُوئی
بڈھے نے فوراً چلنے کا ارادہ کیا | کیونکہ مینہہ کی رَو سے تالاب بھر گئے تھے
ایک بزرگ نے اُس سے خفیہ پوچھا | کہ تیرے اِس چلے جانے میں کیا حکمت تھی؟ جواب دیا
کہ مَیں نے سُنا ہے کہ پرندوں اور کیڑوں اور چوپایوں پر۔ بُروں کے عمل سے رزق تنگ ہو جاتا ہے
مَیں نے بہت غور کی اور اِس ملک میں | کسیکو اپنے سے زیادہ گنہگار نہ دیکھا
وہاں سے چلا گیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میری بدی سے۔ خلقت پر خیر کا دروازہ بند ہو جائے
لوگوں کے نزدیک تیری عزت اُس وقت ہوگی۔ جب تو اپنے تئیں کچھ نہ سمجھے گا

بزرگے کہ خود را بخُردے شمُرد — بہ دُنیا و عُقبیٰ بزرگی ببرد
ازیں خاکداں بندۂ پاک شد — کہ در پائے کمتر کسے خاک شد
الا اے کہ بر خاکِ ما بگزری — بخاکِ عزیزاں کہ یاد آوری
کہ گر خاک شد سعدی او را چہ غم — کہ ورزندگی خاک بودست ہم
نہ بیچارگی تن فرا خاک داد — وگر گردِ عالم برآمد چو باد
بسے بر نیاید کہ خاکش خورد — دگربارہ بادش بہ عالم بَرد
نگر تا گلستانِ معنی شگفت — بر و ہیچ بلبل چنیں خوش نگفت
عجب گر بمیرد چنیں بلبلے — کہ بر استخوانش نروید گلے

باب پنجم در رضا

شبے زیتِ فکرت ہمے سوختم — چراغِ بلاغت برافروختم
پراگندہ گوئے حدیثم شنید — جز احسنت گفتن طریقے ندید
ہم از خبث نوعے در آں درج کرد — کہ ناچار فریاد خیزد ز درد
کہ فکرش بلیغ است و رایش بلند — دریں شیوۂ زہد و طامات و پند
نہ در خشت و گوپال و گرز گراں — کہ ایں شیوہ ختم است بر دیگراں
نداند کہ ما را سرِ جنگ نیست — وگرنہ مجالِ سخن تنگ نیست
توانم کہ تیغِ زباں برکشم — جہانِ سخن را قلم درکشم
بیا تا دریں شیوہ چالش کنیم — سرِ خصم را سنگِ بالش کنیم

گفتار در صبر و رضا و تسلیم بہ حکمِ قضا

فی طلب ہے یعنی تو نے خوب کیا۔ فارسی والے ت کو ساکن کرتے ہیں اور تحسین واہ واہ کے معنی میں بولتے ہیں ۱۱ یعنی وہ حاسد تھا اور حاسد بالطبع

جس بزرگ نے اپنے تئیں چھوٹوں کے برابر (یعنی حقیر) جانا دُنیا و آخرت میں بزرگی پائی
اِس جہان سے وہ آدمی گناہوں سے پاک گیا جو اپنے سے کم رُتبہ کے پانو کی خاک بنا
آگاہ ہو۔ اے فلاں شخص! کہ ہماری قبر پر آئے۔ تجھے بزرگوں کے مزاروں کی قسم ہے کہ (ہمیں نیک خیر سے یاد کیجیو اور کہیو) کہ اگر سعدی مرکر خاک ہوگیا تو اُسے کیا پروا۔ کیونکہ وہ زندگی میں بھی خاک ہی تھا

فروتنی کے سبب عاجزی پسند ہے — اور ہوا کی طرح سارے جہان میں پھرا ہے
تھوڑے ہی دن میں اُسے خاک کھا جائیگی — اور پھر دوبارہ اُسے ہوا جہان میں پھرائیگی
دیکھ جب سے معنی کا باغ کِھلا ہے — اُس میں کوئی بُلبل ایسا نہیں چہچہایا
پس اگر ایسا بُلبل مرجائے تو تعجب ہے — کہ اُسکی ہڈیوں پر کوئی پھول نہ اُگے

پانچواں باب رِضا کے بیان میں

میں ایک رات فکر کا تیل جلا رہا تھا — اور بلاغت کا چراغ روشن کر رکھا تھا
ایک بیہودہ گو شاعر نے میرا کلام سُنا — واہ واہ کہنے کے سوا کچھ بن نہ آیا
مگر اُس (تعریف) میں کچھ طعن بھی داخل کیا — کیونکہ حسد کے سبب خواہ مخواہ فریاد ہی کرتی ہے
کہ اُس کا فکر بلیغ اور اُس کی رائے بلند ہے — مگر اسی پارسائی اور ڈینگ اور نصیحت کے باب میں
نیزہ اور بھاری گُرز (یعنی رزم) کے باب میں نہیں۔ کیونکہ یہ ڈھنگ اوروں پر ختم ہے
یہ نہیں جانتا کہ ہم خود رزمیہ داستانیں بیان کرنی نہیں چاہتے۔ نہیں تو کلام کا میدان تنگ نہیں ہے
مَیں زبان کی تلوار سونت سکتا ہوں — (اور اُستادوں کے) کلام کے مُلک کو مٹا سکتا ہوں
آ کہ ہم اِس طریقہ پر چلیں (یعنی رزم لکھیں) اور دشمن کو جلائیں (یا قتل کریں)

صبر کرنے اور راضی رہنے اور اپنے تئیں حکم الٰہی کے سپرد کر دینے کا بیان

بزرگی بیاے مصدری مفعول بہ - ب جار - دنیا معطوف علیہ واو عاطفہ - عقبی معطوف - دونو ملکر مجرور - جار مجرور متعلق

سعادت بہ بخشایش داور است ‌‌ ‌ نہ در چنگ و بازوے زور آور است

چو دولت نبخشد سپہر بلند ‌ ‌ نیاید بہ مردانگی در کمند

نہ سختی رسید از ضعیفی بمور ‌ ‌ نہ شیراں بہ سر پنجہ خوردند و زور

چو نتواں بر افلاک دست آختن ‌ ‌ ضرورست با گردشش ساختن

گرت زندگانی نبشت است دیر ‌ ‌ نہ مارت گزاید نہ شمشیر و شیر

وگر در حیاتت نماند است بہر ‌ ‌ چنانت کشد نوشدارو کہ زہر

نہ رستم چو پایان روزی بخورد ‌ ‌ شغاد از نہادش بر آورد گرد

حکایت شاطر سپاہانی

مرا در سپاہاں یکے یار بود ‌ ‌ کہ جنگ آور و شوخ و عیار بود

مدامش بخوں دست و خنجر خضاب ‌ ‌ بر آتش دل خصم ازو چوں کباب

ندیدمش روزے کہ ترکش نہ بست ‌ ‌ ز پولاد پیکانش آتش نجست

دلاور بسر پنجۂ گاو زور ‌ ‌ ز ہولش بشیراں در افتادہ شور

بدعوی چناں ناوک انداختے ‌ ‌ کہ عذرا بہر یک یک انداختے

چناں خار در گل ندیدم کہ رفت ‌ ‌ کہ پیکان او در سپرہاے زفت

نزد تارک جنگجوئے بہ خشت ‌ ‌ کہ خود و سرش را نہ در ہم سرشت

چو گنجشک روز ملخ در نبرد ‌ ‌ بکشتن چہ گنجشک پیشش چہ مرد

گرش بر فریدوں بدے تاختن ‌ ‌ امانش ندادے بہ تیغ آختن

پلنگانش از زور سر پنجہ زیر ‌ ‌ فرو بردہ چنگال در مغز شیر

گُدّ مُدّ کر دینا۔ مطلب یہ ہے کہ اُس نے جس جنگجو کے سر پر نیزہ مارا اُس کے خود اور سر کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے باہم ملا دیا۔ (صفحہ ۵۹ دیکھو)

بختاوری خدا کی رحمت پر موقوف ہے — لڑنے اور طاقتور ہونے پر نہیں ہے

جب بلند آسمان دولت نہیں بخشتا — تو وہ بہادری سے حاصل نہیں ہوتی

جیونٹی ناتوانی کے سبب بھوکی نہیں مرتی — شیروںکو طاقت اور زور کے سبب رزق نہیں ملتا

جب آسمان تک ہاتھ نہیں پہنچ سکتا — تو اُسکی گردش کے ساتھ موافقت کرنی ضرور ہے

اگر تیری بڑی عمر لکھی ہے — تو نہ تجھے سانپ ڈسیگا نہ تلوار ماریگی نہ شیر پھاڑیگا

اور اگر تیری زندگی باقی نہیں رہی — تو تجھے نوشدارو اس طرح مار ڈالیگی جسطرح زہر

سُنا نہیں کہ جب رستم آخیر آبُ دانہ کھا چکا — تو شغاد نے اُسے مار ڈالا

اصفہانی یارِ چالاک کی کہانی

اصفہان میں میرا ایک یار تھا — جو لڑاکُ و بیباک اور دلاور تھا

اُسکا ہاتھ اور خنجر ہمیشہ خون سے رنگین رہتا — اُسکے دشمن کا دل کباب کی طرح آگ پر بھُنتا

میں نے اُسے کسی دن نہیں دیکھا کہ ترکش نہ باندھا ہو۔ اور اُسکی بھال کے فولاد سے چنگاریاں نہ نکلی ہوں

دلاور اور پنجہ میں نہایت طاقتور — اُسکے ڈر سے بہادروں میں غل مچ گیا

دعوے سے ایسا تیر مارتا — کہ ہر ایک تیر سے صاف ایک شخص کو گرا دیتا

میں نے اِس طرح کانٹے کو پھول میں گھُستے نہیں دیکھا جسطرح اُسکے تیر کی بھال موٹی موٹی سپر میں گھس جاتی تھی

جس کسی جنگجو کے سر پر نیزہ مارا — اُسکے خود اور سر کو گڈ مڈ کر دیا

وہ لڑائی میں یا باؤلا ہو جاتا تھا جیسے چڑیاں ٹڈیوں کی کثرت کے دن۔ اُسکے سامنے سارا ڈالنے میں چڑیا۔ اور ہر مرد برابر تھا

اگر وہ فریدوں پر حملہ کرتا — تو اُسے تلوار سونتنے کی بھی مہلت نہ دیتا

تیندوے اُسکے پنجہ کے زور سے زیر ہو جاتے تھے — اور وہ شیر کے بھیجے میں چنگل گڑو دیتا تھا (یعنی مار ڈالتا تھا)

ہے ۵۵ تقدیرِ کلام یوں ہے۔ خارے راندیدم کہ در گل برفت چنانکہ پیکانِ او در سپر ہائے فرفت۔ پس کہ در گل برفت جملہ فعلیہ ندیدم کا جملہ فعلیہ خبریہ شرط۔ دوسرا مصرع جزا:

گرفته کمربند جنگ آزمای — وگر کوه بودی بکندی ز جای

زره پوش را چون تبرزین زدی — گذر کردی از مرد و بر زین زدی

نه در مردی او را نه در مردمی — دوم در جهان کس شنید آدمی

مرا یکدم از دست نگذاشتی — که با راست طبعان سری داشتی

سفر ناگهان زان زمین در ربود — که عیشم در آن بقعه روزی نبود

قضا نقل کرد از عراقم به شام — خوش آمد در آن خاک پاکم مقام

دگر شد از شام پیمانه ام — کشید آرزومندی خانه ام

قضا را چنان اتفاق اوفتاد — که بازم گذر در عراق اوفتاد

شبی سر فرو شد باندیشه ام — بدل برگذشت آن هنرپیشه ام

نمک ریش دیرینه ام تازه کرد — که بودم نمک خورده از دست مرد

بدیدار وی در سپاهان شدم — بمهرش طلبکار و خواهان شدم

جوان دیدم از گردش دهر پیر — خدنگش کمان ارغوانش زریر

چو کوه سپیدش سر از برف موی — دوان آبش از برف پیری بروی

فلک دست قوت برو یافته — سر دست مردیش برتافته

بدر کرده گیتی غرور از سرش — سر ناتوانی بزانو برش

بدو گفتم ای سرور شیرگیر — چه فرسوده کردت چو روباه پیر

بخندید کز روز جنگ تتر — بدر کردم آن جنگجویی ز سر

زمین دیدم از نیزه چون نیستان — گرفته علمها چو آتش در آن

برانگیختم گرد هیجا چو دود — چو دولت نباشد تهور چه سود

حریفِ جنگجو کا کمر بند پکڑ لیتا — اگر وہ پہاڑ بھی ہوتا تو اُکھیڑ پھینکتا

جب زرہ پوش پر تبر مارتا — تو تبر اُس زرہ پوش سے گزر کر زمین پر پہنچتا

نہ بہادری میں اور نہ سخاوت میں — کسی نے اُسکا ثانی جہان میں سُنا

مجکو دم بھر نہ چھوڑتا — کیونکہ اُسے راستبازوں سے اُلفت تھی

اُس سرزمین سے مجھے یکایک سفر کا اتفاق ہوا۔ کیونکہ اُس شہر میں رہنا سہنا میری قسمت میں نہ تھا

خدا کی مرضی مجھے عراق سے شام میں لیگئی — اور مجھے اُس پاک زمین میں ٹھیرنا پسند آیا

پھر شام سے بھی میرا دانہ پانی اُٹھا — اور گھر کی آرزو نے مجھے کھینچا

خدا کی مرضی سے ایسا اتفاق ہوا — کہ پھر میرا گزر عراق میں ہوا

ایک رات فکر میں میرا سر جھکا — اور مجھے وہ ہنرمند یار یاد آیا

حقِ نمک نے میری پرانی اُلفت کو تازہ کیا — کیونکہ مَیں نے اُس جوان کا نمک کھایا تھا

مَیں اُس سے ملنے کو اصفہان کی طرف گیا — محبت کے سبب اُسکا طالب و خواہاں ہوا

مَیں نے اُس جوان کو زمانہ کی گردش سے بڈھا دیکھا۔ اُسکا تیر جیسا سیدھا قد کمان کیطرح کُبڑا اور اُسکا سُرخ چہرہ زرد

اُسکا سر برف جیسے بالوں سے سفید پہاڑ جیسا — اور اُسکے چہرہ پر بُڑھاپے کی طرف سے پانی جاری

آسمان نے اُس پر قابو پایا — اُسکی مردانگی کا پنجہ مروڑ ڈالا

زمانہ نے اُسکے سر میں سے گھمنڈ نکال دیا — اُسکا ناتوان سر زانو پر پڑا

میں نے اُس سے کہا اے شیر کو پکڑنیوالے سردار — تجھے بڑھیا لومڑی کی طرح کس چیز نے ایسا ضعیف کر دیا

ہنسکر کہا کہ جنگ تاتار کے دن سے — میں نے وہ جنگجوئی چھوڑ دی

مَیں نے زمین نیزوں کی کثرت سے نیستان دیکھی — اور جھنڈوں سے گویا اُس میں آگ لگ گئی تھی

میں نے دھوئیں کی طرح لڑائی کی گرد بلند کی — مگر جب اقبال نہو تو سورما پن سے کیا فائدہ

جملہ فعلیہ خبریہ مستدرک منہ۔ حرفِ استدراک محذوف۔ جو ظرف زمان مفید معنی شرط۔ نباشد فعل ناقص۔ دولت اُسکا اسم۔ یار خبر محذوف۔ جملہ فعلیہ

من آنم که چون حمله آوردمے ‏ برمح از کف انگشتری بردمے

ولے چون نکرد اخترم یاوری ‏ گرفتند گردم چو انگشتری

غنیمت شمردم طریق گریز ‏ که ناداں کند با قضا پنجه تیز

چه یاری کند مغفر و جوشنم ‏ چو یاری نکرد اختر روشنم

کلید ظفر چوں نباشد بدست ‏ ببازو در فتح نتواں شکست

گروہے پلنگ افگن و پیل زور ‏ در آہن سر مرد و سم ستور

ہماندم که دیدیم گرد سپاه ‏ زره جامه کردیم و مغفر کلاه

چو ابر اسپ تازی بر انگیختیم ‏ چو باراں یلارک فرو ریختیم

دو لشکر بہم بر زدند از کمیں ‏ تو گفتی زدند آسماں بر زمیں

ز باریدن تیر ہمچوں تگرگ ‏ بہر گوشه برخاست طوفان مرگ

بصید ہژبران پرخاش ساز ‏ کمند اژدہاے دہن کرده باز

زمیں آسماں شد ز گرد کبود ‏ چو انجم درو برق شمشیر و خود

سواران دشمن چو دریافتیم ‏ پیاده سپر در سپر بافتیم

چه زور آورد پنجه جهد مرد ‏ چو بازوے توفیق یاری نکرد

نه شمشیر کند آوراں کند بود ‏ که کیں آوری ز اختر تند بود

کس از لشکر ما ز ہیجا بروں ‏ نیامد جز آغشته خفتان بخوں

کساں را شد ناوک اندر حریر ‏ که گفتم بدوزند سنداں به تیر

چو صد دانه مجموع در خوشه ‏ فتادیم بردانه در گوشه

بنامردی از ہم بدادیم دست ‏ چو ماہی که با جوشن افتد بشست

بیٹے ہوتی ہے اور پھر کانٹے میں پھنسکر رفیقوں سے چھوٹ جاتی ہے + اس صورت میں تشبیہ ایک دوسرے کو چھوڑ نہیں ہوگی۔ د صفحہ ۶۳ دیکھو

میں وہی ہوں کہ جب حملہ کیا کرتا تھا | تو نیزہ سے ہتیلی پر سے انگوٹھی لیجاتا تھا
مگر جب میرے نصیبے مدد نہ کی | تاتاریوں نے مجھے انگوٹھی کیطرح گھیر لیا
میں نے بھاگنا غنیمت سمجھا | کیونکہ حکم الٰہی سے بیوقوف مقابلہ کیا کرتا
خود اور بکتر میری کیا مدد کرتا | جب خوش نصیبی نے میری مدد نہ کی
جب فتح کی کنجی ہاتھ میں نہو | تو قوت سے فتح کا دروازہ توڑنا ممکن نہیں

تیندوے کو پچھاڑنیوالے اور ہاتھی کی قمچی والے لوگوں کا ایک سنہ سامنے آیا سوار سر سے گھوڑے کے سم تک لوہے میں غرق

ہم نے جو ہیں فوج کی گرد دیکھی | زرہ پہنی اور خود سر پر دھرا
ہمنے عربی گھوڑوں کو ابر کی طرح اُٹھایا | اور تلواریں مینہ کی طرح برسائیں
دونوں لشکر گھات سے ایک دوسرے پر گر پڑے | تو دیکھتا تو کہتا کہ آسمان کو زمین پر دے مارا
اولے جیسے تیروں کے برسنے سے | ہر طرف موت کا طوفان اُٹھا
لڑنیوالے بہادروں کے شکار کے لئے | کمند ایک منہ کھولے اژدہا تھی
زمین سیاہ غبار کے سبب آسمان ہوگئی | اور تلوار اور خود کی چمک اُسمیں مثل ستاروں نظر آتی تھی
جب ہم دشمن کے سواروں سے بھڑ گئے | پیدل ہو کر سپر سپر سے بھڑا دی
آدمی کی کوشش کا پنجہ کیا طاقت کرے | جب تائید الٰہی کا بازو مدد نہ کرے
بہادروں کی تلوار کند نہ تھی | بلکہ بخت بد کی طرف سے کینہ کشی تھی

ہمارے لشکر میں سے کوئی میدان جنگ سے ایسا باہر نہیں نکلا جسکا چلتہ خون میں لتھڑا ہو

اُن لوگوں کا تیر ریشمین کپڑے میں گھسا | جنکی نسبت میں کہتا تھا کہ سہائی کو تیر سے چھید ڈالتے
ہم سو دانوں کی طرح ایک خوشہ میں جمع تھے | دگر شکست کھانے کے بعد) دانہ دانہ الگ ہوگئے
نامردی کے سبب ہم نے ایک دوسرے کو چھوڑ دیا | مچھلی کی طرح جو بکتر کے ہوتے کانٹے میں پھنس جاتی ہے

کبھی موصوف کے متعلق کو مرکب کر دیتے ہیں جیسے تیز رفتار۔ کہ رفتار موصوف یعنی گھوڑے یا ہر کارہ وغیرہ کا متعلق ہے۔ اس صورت میں
خبریہ تقولہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ صلہ موصول صلہ ملکر مضاف الیہ مضاف و مضاف الیہ ملکر فاعل اندر جر متعلق فعل۔ جملہ فعلیہ خبریہ

چو طالع ز ما روے برپیچ بود ‌‌‌‌ ‌ ‌ ‌ ‌ سپر پیش تیر قضا ہیچ بود

حکایت

یکے آہنیں پنجہ در اردبیل ‌ ‌ ‌ ‌ ہمے بگذرانید بیلک ز بیل

نمد پوشے آمد بجنگش فراز ‌ ‌ ‌ ‌ جوانے جہانسوز پیکار ساز

بہ پرخاش جستن چو بہرام گور ‌ ‌ ‌ ‌ کمندے بکتفش بر از خام گور

بہ پنجاہ تیر خدنگش بزد ‌ ‌ ‌ ‌ کہ یک چوبہ بیروں نرفت از نمد

دلاور در آمد چو دستان گرد ‌ ‌ ‌ ‌ بخم کمندش در آورد و برد

بہ لشکر گہش برد و در خیمہ دست ‌ ‌ ‌ ‌ چو دزدان خونی بہ گردن ببست

شب از غیرت و شرمساری نخفت ‌ ‌ ‌ ‌ سحر گہ پرستارے از خیمہ گفت

تو کآہن بناوک بدوزی و تیر ‌ ‌ ‌ ‌ نمد پوش را چوں فتادی اسیر

شنیدم کہ میگفت و خوں میگریست ‌ ‌ ‌ ‌ ندانی کہ روز اجل کس نزیست

من آنم کہ در شیوۂ طعن و ضرب ‌ ‌ ‌ ‌ بہ رستم در آموزم آداب حرب

چو بازوے بختم قوی حال بود ‌ ‌ ‌ ‌ ستبری پیلم نمد مے نمود

کنونم کہ در پنجہ اقبال نیست ‌ ‌ ‌ ‌ نمد پیش تیرم کم از بیل نیست

بروز اجل نیزہ جوشن درد ‌ ‌ ‌ ‌ ز پیراہن بے اجل نگذرد

کرا تیغ قہر اجل در قفاست ‌ ‌ ‌ ‌ برہنہ است اگر جوشنش چند لاست

ورش بخت یاور بود دہر پشت ‌ ‌ ‌ ‌ برہنہ نشاید بساطور کشت

نہ دانا بسعی از اجل جاں ببرد ‌ ‌ ‌ ‌ نہ ناداں بناساز خوردن بمرد

چونکہ نصیب ہم سے منہ پھیرے ہوئے تھا	حکمِ الٰہی کے تیر کے سامنے سپر بیکار تھی

کہانی

اردبیل میں ایک زبردست پنجہ والا	تیر بیلچہ میں سے پار نکال دیتا تھا
ایک نمدہ پہنے لڑنے کو اُسکے سامنے آیا	جو ایک جوان غضبناک و بہادر تھا
جنگجوئی میں بہرام گور جیسا	اُسکے کندھے پر گورخر کے چمڑے کی کمند پڑی
اُس پر پچاس تیرِ خدنگ مارے	اور ایک تیر بھی نمدہ کے پار نہوا
بہادر زال پہلوان کی طرح آیا	اور اُسکو کمند میں گرفتار کرکے لیگیا

اُسکو لشکرگاہ میں لیگیا اور خیمہ میں خونی چوروں کی طرح اُسکے ہاتھ گردن سے باندھ دیے

رات بھر غیرت اور شرمندگی کے مارے نہ سویا	صبح کو ایک غلام (یا لونڈی) نے خیمہ میں سے کہا
تو جو تیر سے لوہے میں چھید کر دیتا ہے	نمد پوش کا قیدی کیونکر بن گیا؟
میں نے سُنا ہے کہ زار زار روتا تھا اور کہتا تھا	کہ تو نہیں جانتا کہ موت کے دن کوئی نہیں جیا
میں وہ ہوں کہ تیراندازی اور شمشیرزنی کے کرتب میں	رستم کو لڑنے کا ڈھنگ بتاؤں
جب میرے نصیب کا بازو قوی تھا	بیلچہ کی موٹائی مجھے نمدہ معلوم ہوتی تھی
اب جو میرے پنجہ میں زورِ اقبال نہیں ہے	نمدہ بھی میرے تیر کے سامنے بیلچہ سے کم نہیں ہے
موت کے دن تو نیزہ بکتر کو بھی پھاڑ ڈالتا ہے	اور بے اجل کے کُرتے میں بھی نہیں اترتا
موت کے غصّہ کی تلوار جسکے پیچھے پڑی ہے	وہ ننگا ہے اگرچہ اُسکے بکتر کی کئی تہیں ہیں
اور اگر اُسکا نصیب مددگار اور زمانہ حامی ہے	تو ننگے کو بھی چھرے سے مارنا ممکن نہیں
دانا کوشش کرکے موت سے بچا نہیں	اور نادان بدپرہیزی سے مرا نہیں

حکایتِ طبیب و کُرد

شبے کُردے از درد پہلو نخفت
طبیبے درآں ناحیت بود گفت

ازیں دست کو برگ رز مے خورد
عجب دارم ار شب بپایاں برد

کہ در سینہ پیکانِ تیرِ تتار
بہ از اکلِ ماکولِ ناسازگار

گر افتد بیک لقمہ در رودہ پیچ
ہمہ عمرِ ناداں برآید بہ ہیچ

قضارا طبیب اندرآں شب بمرد
چہل سال ازیں رفت زندہ ست کرد

حکایت

یکے روستائی سقط شد خرش
عَلَم کرد بر طاقِ بستاں سرش

جہاں دیدہ پیرے برو برگذشت
چنیں گفت خنداں بناطورِ دشت

مپندار جان پدر کیں حمار
کند دفعِ چشمِ بد از کشت زار

کہ ایں دفعِ چوب از سر و گوشِ خویش
نمے کرد تا ناتواں مُرد و ریش

چہ داند طبیب از کسے رنج برد
کہ بیچارہ خواہد خود از رنج مُرد

حکایتِ مفلس

شنیدم کہ دینارے از مفلسے
بیفتاد و مسکین بجستش بسے

بآخر سرِ ناامیدی بتافت
یکے دیگرش ناطلب کردہ یافت

بہ بدبختی و نیک بختی قلم
بگردید و ما ہمچناں در شکم

طبیب اور کُرد کی کہانی

ایک کُرد پہلو کے درد کے مارے رات بھر نہ سویا۔ وہاں کہیں ایک طبیب تھا اُس نے کہا

اسوجہ سے کہ انگور کے پتّے کھاتا ہے
اگر رات کاٹ لے تو مجھے تعجب ہوگا

کیونکہ سینہ میں تاتار کے تیر کی انی چُبھنی
ناموافق غذا کے کھانے سے بہتر ہے

اگر ایک نوالہ سے انتڑیوں میں مروڑ ہو
تو بیوقوف کی ساری عمر تلف ہوجائے

اتفاق سے طبیب اُس رات مرگیا
اُسکو مرے چالیس برس گزر گئے اور کُرد زندہ ہے

کہانی

ایک گنوار کا گدھا مرگیا
اُس نے اُس کا سر باغ کے دروازہ پر لٹکا دیا

ایک جہاندیدہ بُڈّھا اُسکے پاس آیا
اور کھیت کے رکھوال سے ہنسکر بولا

کہ اے باپ کی جان یہ نہ خیال کر کہ یہ گدھا
کھیت سے نظرِ بد دفع کریگا

کیونکہ یہ اپنے سر اور کان سے لکڑی کو تو دفع کرسکتا ہی تھا یہانتک کہ ناتوان اور زخمی ہوکر مرگیا

طبیب کسی اور کا دُکھ کھونا کیا جانے
کہ بیچارہ آپ ہی دُکھ سے مرجائیگا

ایک غریب کی کہانی

میں نے سُنا ہے کہ ایک غریب کی اشرفی
گر پڑی اور بیچارہ نے اُسے بہت ڈھونڈا

آخر ناامید ہوکر بیٹھ رہا
اور ایک اَور نے اُسے بن ڈھونڈے پالیا

ہماری بدبختی و نیک بختی پر قلم
چل گیا اور ہم ابھی پیٹ ہی میں تھے

نہ روزی بسرپنجگی مے خورند | کہ سرپنجگاں تنگ روزی تراند

حکایت

فرو کوفت پیرے پسر را بچوب | بگفت اے پدر بیگناہم مکوب
تواں بر تو از جور مردم گریست | ولے چوں تو جورم کنی چارہ چیست
بداور خروشد خداوند ہوش | نہ از دست داور برآرد خروش

حکایت

یکے مرد درویش در خاک کیش | نکو گفت با ہمسر زشت خویش
چو دست قضا زشت رویت نوشت | بیندائے گلگونہ بر روئے زشت
کہ حاصل کند نیک بختی بزور | بسرمہ کہ بینا کند چشم کور
نیاید نکو کاری از بدرگاں | محالست دوزندگی از سگاں
ہمہ فیلسوفان یونان و روم | ندانند کرد انگبیں از زقوم
ز وحشی نیاید کہ مردم شود | بسعی اندرو تربیت گم شود
تواں پاک کردن ز زنگ آئنہ | ولیکن نیاید ز سنگ آئنہ
بکوشش نروید گل از شاخ بید | نہ زنگی بگرمابہ گردد سپید
چو رد مے نگردد خدنگ قضا | سپر نیست مر بندہ را جز رضا

حکایت کرگس و زغن

خدا کے حکم پر راضی ہونا۔ جب یہ بات ہے کہ حکم الٰہی کا تیر کبھی خطا نہیں کرتا۔ جو اسنے لکھدیا ہے وہی ہوتا ہے۔ تو بندہ کو یہی چاہئے کہ اسکے حکم پر راضی رہے

لوگ زور بل سے رزق نہیں کھاتے — کیونکہ زور بل والے زیادہ کم رزق ہوتے ہیں

کہانی

ایک بڈھے نے اپنے بیٹے کو لکڑی سے مارا — اُس نے کہا اے ابّا مجھے بے تقصیر نہ مار

تیرے سامنے لوگوں کی سختی کی فریاد کر سکتا ہوں — مگر جب تو زیادتی کرے تو کیا علاج

عقلمند خدا سے فریاد کرتا ہے — خدا کی فریاد کسی اَور سے نہیں کرتا

کہانی

ایک مفلس شخص نے جزیرۂ کیش میں — اپنی بدصورت جورو سے خوب بات کہی

کہ جب مرضیٔ الٰہی کے ہاتھ نے تجھے بدصورت بنایا۔ تو بٹنہ بدصورت چہرہ پر نہ مل

نیکبختی کو زبردستی کون حاصل کر سکتا ہے — سرمہ سے اندھے کی آنکھ کون روشن کر سکتا ہے

پاجیوں سے بھلا کام نہیں ہوتا — کتّوں سے درزی گری ممکن نہیں

یونان اور روم کے سارے حکیم — تھوَر سے شہد کا بنانا نہیں جانتے

وحشی جانور آدمی نہیں بن سکتا — کوشش سے اُسے تربیت کرنی ضائع ہوتی ہے

آئینہ کا زنگ چھُڑانا ممکن ہے — مگر پتھر کا آئینہ نہیں بن سکتا

کوشش کرنے سے بید کی ٹہنی میں پھل نہیں لگتا۔ اور حبشی حمّام میں نہانے سے گورا نہیں ہوتا

جب حکمِ الٰہی کا تیر رد نہیں ہوتا — تو بندہ کے لئے رضامندی کے سوا کوئی سپر نہیں ہے

گِدھ اور چیل کی کہانی

رضا مستثنیٰ دونو ملکر فعل ناقص کا اسم۔ مرکبِ تحسین کلام ترا معنی برائے اجار۔ بندہ مجرور۔ دونو ملکر ظرف مستقر خبر۔ جملہ فعلیہ خبریہ جزا

چنیں گفت پیشِ زغن کرگسے | ز من دور بیں تر نباشد کسے

زغن گفت ازیں در نشاید گذشت | بیا تا چہ بینی بر اطرافِ دشت

شنیدم کہ مقدارِ یک روزہ راہ | بکرد از بلندی بہ پستی نگاہ

چنیں گفت دیدم گرت باور است | کہ یکدانہ گندم بہ ہاموں در است

زغن را نماند از تعجب شکیب | ز بالا نہادند سر در نشیب

چو کرگس بر دانہ آمد فراز | بر او بر بہ پیچید قیدِ دراز

ندانست از آں دانہ خوردنش | کہ دہر افگند دام در گردنش

نہ آبستنِ دُر بود ہر صدف | نہ ہر بار شاطر زند بر ہدف

زغن گفت ازیں دانہ دیدن چہ سود | چو بینائی دامِ خصمت نبود

شنیدم کہ میگفت و گردن بہ بند | نباشد حذر با قدر سودمند

اجل چوں بخونش بر آورد دست | قضا چشمِ باریک بینش ببست

در آبے کہ پیدا ندارد کنار | غرورِ شناور نیاید بکار

حکایتِ چکن ساز

چہ خوش گفت شاگردِ منسوج باف | چو عنقا بر آورد و پیل و زراف

مرا صورتے بر نیاید ز دست | کہ نقشش معلم ز بالا نہ بست

گرت صورتِ حال بد یا نکوست | نگاریدہ دستِ تقدیرِ اوست

دریں نوعے از شرک پوشیدہ ہست | کہ زیدم بیازرد و عمرم بخست

گرت دیدہ بخشد خداوندِ امر | نہ بینی دگر صورتِ زید و عمر

ایک بہت لمبی گردن کا پرندہ تھا جو بچوں اور جانوروں کو اٹھا کر لیجاتا اور کھا جاتا تھا - ایک پیغمبر کی دعا سے خدا نے اُسے غائب کر دیا

ایک گِدھ نے چیل سے یوں کہا
کہ مجھ سے بڑھکر کوئی دور سے دیکھ لینے والا نہیں

چیل نے کہا اِس بات کو یونہی چھوڑنا چاہیے
دُلبندی پر چل کہ دیکھوں جنگل کے گوشوں میں تجھے کیا نظر آتا

میں نے سُنا ہے کہ ایک دن کے رستہ کے برابر بلندی سے
کرگس نے نیچے کی طرف دیکھا

اور یوں کہا کہ اگر تو یقین کرے تو میں نے دیکھا ہے
کہ گیہوں کا ایک دانہ جنگل میں پڑا ہے

چیل تعجب کے سبب صبر نہ کرسکی
اور دونو بلندی پر سے نیچے اُترے

جب گِد دانہ کے قریب آیا
اُس پر ایک لمبا جال لپٹ گیا

وہ اپنے اُس ایک دانہ کھانے سے یہ سمجھا تھا - کہ زمانہ اُس کی گردن میں جال ڈال دیگا

ہر سیپی میں موتی نہیں ہوتا
ہر دفعہ نشانچی نشانہ پر تیر نہیں مارتا

چیل بولی اُس دانہ دیکھنے سے کیا فائدہ ہوا
جب تجھے دشمن کا جال نہ سجھائی دیا

میں نے سُنا ہے کہ گِد جال میں پھنسا ہوا یہ کہتا تھا - کہ بچاؤ تقدیر کے مقابلہ میں مفید نہیں ہوتا

جب موت نے اُسکے قتل کے لئے ہاتھ اُٹھایا - قضا نے اُس کی باریک بین آنکھ کو بند کردیا

جس پانی کا کنارہ نہو اُس میں
تیراک کا غرور کام نہیں آتا

چکن بنانیوالے کی کہانی

زربفت بُننے والے کے شاگرد نے کیا اچھی بات کہی - جب سیمرغ اور ہاتھی اور شتر گاو پلنگ کی تصویر بنائی

میرے ہاتھ سے کوئی تصویر نہیں بنتی
جسکا خاکا اُستاد نے اوپر سے نہیں کھینچا

تیری حالت بُری ہے یا بھلی
اُسی کی تقدیر کی بنائی ہوئی ہے

اِس میں ایک طرح کا شرک خفی ہے
کہ زید نے مجھے ستایا اور عمرو نے زخمی کیا

اگر خدا تجھے آنکھ دے
تو تُو پھر زید و عمرو کی صورت نہ دیکھے

نه پندارم ار بنده دم در کشد — خدایش بروزی قلم در کشد

جهان آفرینش گشایش دهاد — اگر وے به بندد نشاید گشاد

حکایت

شتر کرّه با مادر خویش گفت — پس از رفتن آخر زمانے بخفت

بگفت ار بدست منستے مہار — ندیدے کسیم بارکش در قطار

قضا کشتی آنجا که خواهد برد — وگر ناخدا جامه برتن درد

مکن سعدیا دیده بردست کس — که بخشنده پروردگارست وبس

اگر حق پرستی ز درها بست — که گر وے براند نخواند کست

گر او نیکبختت کند سر برآر — وگرنه سر ناامیدی بخار

گفتار اندر اخلاص و برکت آن و ریا و آفت آن

عبادت باخلاص نیت نکوست — وگرنه چه آید ز بے مغز پوست

مکن گفتمت مردی خویش فاش — چو مردی نمودی مخنث مباش

باندازه بود باید نمود — خجالت نبرد آنکه ننمود بود

که چون عاریت برکنند از سرش — بماند کهن جامه در برش

اگر کوتهی پاے چوبیں مبند — که در چشم طفلاں نمائی بلند

وگر نقره اندوده باشد نحاس — تواں خرج کردن بر ناشناس

منه جان من آب زر بر پشیز — که صراف دانا نگیرد بچیز

اگر کوئی بندہ چُپ ہوکر بیٹھ رہے تو میں گمان نہیں کرتا - کہ خدا اُس کا رزق موقوف کرے

خدا ہی اُس کو کھولے | اور اگر وہ بند کردیگا تو پھر کُھلنا ممکن نہیں

کہانی

اونٹ کے بچّے نے اپنی ماں سے کہا | کہ چلنے کے بعد ذرا دم بھر آرام بھی کر

بُولی کہ اگر میرے ہاتھ میں نکیل ہوتی | تو مجھے کوئی قطار میں لدا ہوا نہ دیکھتا

خدا کا حکم جہاں چاہتا ہے کشتی لیجاتا ہے | گو ناخدا تلملایا کرے

اے سعدی کسی سے توقّع نہ رکھ | کیونکہ رزق دینے والا خدا کے سوا کوئی نہیں

اگر تو حق کو پوجتا ہے تو دروازوں پر جانیکی ضرورت نہیں - اگر وہ نکالدیگا تو پھر کوئی تجھے نہیں بلائیگا

اگر وہ تجھے نیکبخت کرے تو چَین کر | نہیں تو نا اُمیدی و شرمندگی میں گزار

اِخلاص اور اُس کی برکت اور ریا اور اُسکی آفت کے بیان میں

عبادت (خدا کے لئے) نیت کو خالص کر نیکے ساتھ اچھی ہے - نہیں تو بیمغز پوست سے کیا حاصل

مَیں نے تجھ سے کہدیا کہ اپنی بہادری جتا - اور جو جتائی ہے تو نامرد نہ بن

اپنی بساط کے موافق نمایش چاہیے | جس نے اپنی بساط کے موافق ظاہر کیا وہ شرمندہ ہوا

کیونکہ جب ننگے کے کپڑے اُس پر سے اُتار لیں گے | تو اُسکے بدن میں پُرانے ہی کپڑے رہجائینگے

تو اگر ٹھنگنا ہے تو لکڑی کے پانو نہ باندھ | اسلئے کہ بچّوں کی نظر میں دراز قد معلوم ہو

اگر تانبے پر چاندی کا مُلمّع کیا ہوا ہو | تو تو اُسے نہ پہچاننے والے ہی کے سامنے چلا سکتا ہے

اے میری جان اپنے پیسے پر سونے کا مُلمّع نہ کر | کیونکہ دانا صرّاف اُسے کسی چیز کے بدلے نہ خریدیگا

تب باشد نقیض جزا جو کہ روز شود ہے - یہی بات اس بیت میں کہلو ۵ یہ مصرع پہلے مصرع پر معطوف ہے اور علت محذوف کا معطوف بھی ہو سکتا ہے

زر اندودگاں را بہ آتش برند ۔ پدید آید آنگہ کہ مس یا زر اند

حکایت

ندانی کہ بابائے کوہی چہ گفت ۔ بمردے کہ ناموس را شب نخفت

برو جان بابا در اخلاص پیچ ۔ کہ نتوانی از خلق بربست ہیچ

کسانے کہ فعلت پسندیدہ اند ۔ ہنوز از تو نقشِ بروں دیدہ اند

چہ قدر آورد بندۂ حور دِفش ۔ کہ زیر قبا دارد اندام پیس

نشاید بہ دستاں شدن در بہشت ۔ کہ بازت رود چادر از روئے زشت

حکایتِ طفل روزہ دار

شنیدم کہ نابالغے روزہ داشت ۔ بصد محنت آورد روزے بچاشت

بکتابش آں روز سائق نبرد ۔ بزرگ آمدش طاعت از طفل خرد

پدر دیدہ بوسید و مادر سرش ۔ فشاندند بادام و زر بر سرش

چو بروے گذر کرد یک نیمہ روز ۔ فتاد اندرو آتشِ معدہ سوز

بدل گفت گر لقمہ چندیں خورم ۔ چہ داند پدر غیب یا مادرم

چو روئے پسر در پدر بود و قوم ۔ نہاں خورد و پیدا بسر برد صوم

کہ داند کہ در بند حق نیستی ۔ اگر بے وضو در نماز ایستی

پس ایں پیر ازاں طفل ناداں تر است ۔ کہ از بہر مردم بطاعت در است

کلیدِ در دوزخ است آں نماز ۔ کہ در چشم مردم گزاری دراز

کی کنجی ہے اگر تو دکھانے کے لئے پڑھیگا تو دوزخ کی کنجی ہو جائیگی ؛

تلمع کئے ہوؤنکو آگ میں ڈالتے ہیں — اور اُسوقت کھل جاتا ہے کہ تانبا ہیں یا سونا

کہانی

تو نہیں جانتا کہ بابا بے کوہی نے اُس شخص سے کیا کہا جو ناموری کے لئے رات بھر سویا

اے جان بابا جا عبادت کے خالص کر نہیں کوشش کر کیونکہ تو خلقت سے ذرا نفع نہ اُٹھائیگا

جن لوگوں نے تیرا کام پسند کیا ہے — اُنھوں نے ابھی تیرا اُوپری حال دیکھا ہے

اُس حُور جیسے غلام کی کیا قدر و قیمت ہو — جس کا بدن قبا کے تلے کوڑھی ہو

مکر سے بہشت میں جانا ممکن نہیں — کیونکہ تیرے بدصورت چہرہ پر سے چادر اُتر جائیگی

روزہ دار لڑکے کی کہانی

میں نے سُنا ہے کہ ایک نابالغ لڑکے نے روزہ رکھا۔ بڑی مصیبت سے سوا پہر دن چڑھا

اُس دن خلیفہ اُسے مکتب میں نہ لے گیا — کیونکہ چھوٹے بچے کا روزہ رکھنا اُسے بڑی بات معلوم ہوئی

باپ نے اُس کی آنکھیں اور ماں نے اُسکا سر چوما — بادام اور سونے کے ٹکڑے اُس پر سے تصدّق کئے

جب دوپہر ڈھلی — تو معدہ جلانیوالی آگ اُسکے پیٹ میں لگی

دل میں کہا کہ اگر میں چند نوالے کھالوں — تو ماں باپ کو میری چھپی بات کی کیا خبر ہوگی

چونکہ لڑکے کا خیال باپ اور قوم کی طرف تھا — چپکے سے کھالیا اور ظاہر میں روزہ پورا کیا

کسے خبر ہے کہ تجھے خدا کا دھیان نہیں — اگر تو وضو کئے بغیر نماز کے لئے کھڑا ہو جائے

پس یہ بڈھا اُس لڑکے سے زیادہ نادان ہے — جو لوگوں کے دکھاوے کو بندگی کر رہا ہے

وہ نماز دوزخ کے دروازہ کی کُنجی ہے — جو تو لوگوں کے دکھانے کو دیر تک پڑھے

کاف تعلیلیہ محذوف - بزرگ آمد فعل مرکب - طاعت فاعل از جار - طفل جزو مرکب توصیفی مجرور - دونوں ملکر متعلق طاعت - یا بوسطہ

اگر جز بحق می‌رود جاده ات — در آتش فشانند سجاده ات

حکایت

ربا خوارے از نردبانے فتاد — شنیدم که هم در نفس جان بداد

پسر چند روزے گرستن گرفت — دگر با حریفاں نشستن گرفت

بخواب اندرش دید و پرسید حال — که چوں رستی از حشر و نشر و سوال

بگفت اے پسر قصّه بر من مخواں — بدوزخ در افتادم از نردباں

نکو سیرتِ بے تکلّف بروں — به از پارسائے خراب اندروں

به نزدیکِ من شب رو راهزن — به از فاسق پارسا پیرهن

یکے بر درِ خلق رنج آزمائے — چه مزدش دهد در قیامت خدائے

ز عمرو اے پسر چشم اجرت مدار — چو در خانهٔ زید باشی بکار

نگویم تواند رسیدن بدوست — دریں ره جز آنکس که درویش اوست

ره راست رو تا بمنزل رسی — تو بر ره نه زیں قبل واپسی

چو گاو ار چه عصّار چشمش ببست — دواں تا بشب شب همانجا که هست

کسے گر بتابد ز محراب روے — بکفرش گواهی دهند اهل کوے

تو هم پشت بر قبله در نماز — گرت در خدا نیست روئے نیاز

درختے که بیخش بود بر قرار — بپرور که روزے دهد میوه بار

گرت بیخ اخلاص در بوم نیست — ازیں بر کسے چوں تو محروم نیست

هر آنکه افگند تخم بر روے سنگ — جوے وقت دخلش نیاید بچنگ

اگر تیرا رُخ حق کے سوا کسی اور طرف ہے | تو تیرے جاے نماز کو آگ میں جھونکیں گے

کہانی

ایک سود کھانے والا سیڑھی پر سے گرا | اور میں نے سُنا ہے کہ اُسی وقت مر گیا

اُس کا بیٹا چند روز تو روتا رہا | پھر یاروں میں اُٹھنے بیٹھنے لگا

اُسے خواب میں دیکھا اور حال پوچھا۔ کہ سوال حشر و نشر سے کیونکر چھٹکارا ہوا

جواب دیا کہ اے لڑکے میرے سامنے قصہ نہ کہہ۔ کیونکہ میں سیڑھی سے سیدھا دوزخ میں گرا

نیک خصلت ظاہر کا سیدھا سادہ | باطن خراب پارسا سے اچھا ہے

میرے نزدیک بٹ مار چور | پرہیزگاروں کا سا لباس پہنے والے بدکار سے اچھا ہے

جو شخص خلقت کے دروازہ پر محنت کرتا ہے | اُسکو قیامت کے دن خدا مزدوری نہیں دیگا

لے لڑکے عمرو سے مزدوری پانے کی آس رکھ | جب تو زید کے گھر میں کام کرتا ہو

میں نہیں کہتا کہ اُس شخص کے سوا جو خدا کا طالب ہے کوئی اِس رستہ میں خدا تک پہنچ سکتا ہے

سیدھے رستہ پر چل تاکہ منزل پر پہنچے | چونکہ تو رستہ پر نہیں ہے، اِس سبب سے اُلٹا چل رہا ہے

اُس بیل کی طرح جسکی آنکھیں تیلی نے ڈھانپ دی ہوں صبح سے رات تک دوڑتا ہے، اور اول جہاں تھا وہیں ہوتا ہے

اگر کوئی قبلہ کی طرف سے مُنہ پھیر لے | تو محلہ والے اُسکے کافر ہو جانیکی گواہی دیتے ہیں

تو بھی نماز میں قبلہ کی طرف پُشت کیے ہوئے ہے | اگر تیرا روے عبادت خدا کی طرف نہیں ہے

جس درخت کی جڑ قائم ہو | اُس کی پرورش کر کیونکہ وہ ایکدن پھل لائیگا

اگر اخلاص کی جڑ تیری زمین میں قائم نہیں | تو تیرے برابر کوئی اِس پھل سے محروم نہیں

جو شخص پتھر پر بیج بکھیرتا ہے | پیداوار اُٹھانیکے وقت ایک جو بھی اُسکے ہاتھ نہیں لگتا

منه آبروی ریا را محل | که این آب در زیر دارد وحل

چو در خفیه بد باشم و خاکسار | چه سود آب ناموس بر روی کار

بروی و ریا خرقه سهل است دوخت | گرش با خدا در توانی فروخت

چه دانند مردم که در جامه کیست | نویسنده داند که در نامه چیست

چه وزن آورد جایی انبان باد | که میزان عدل است و دیوان داد

مرائی که چندین ورع می‌نمود | چو دیدند هیچش در انبان نبود

کنند ابره پاکیزه‌تر ز آستر | که این در حجابست و آن در نظر

بزرگان فراغ از نظر داشتند | از آن پرنیان آستر داشتند

ور آوازه خواهی در اقلیم فاش | برون حله کن گو درون حشو باش

به بازی نگفت این سخن بایزید | که از منکر ایمن ترم کز مرید

کسانی که سلطان و شاهنشه اند | سراسر گدایان این درگه اند

طمع در گدا مرد معنی نبست | نشاید گرفتن در افتاده دست

همان به گر آبستن جوهری | که همچون صدف سر بخود در بری

چو روی پرستیدنت در خداست | اگر جبرئیلت نه بیند رواست

ترا پند سعدی بس است ای پسر | اگر گوش گیری چو پند پدر

گر امروز گفتار ما نشنوی | مبادا که فردا پشیمان شوی

باب ششم در فضیلت قناعت

خدا را ندانست و طاعت نکرد | که بر بخت و روزی قناعت نکرد

روی پرستیدنت در خداست - یعنی روئے تو ہنگام پرستش جانب خداست ، مرادیہ کہ اگر تو محض خدا کیواسطے عبادت کرتا ہے تو جبرئیل کا دیکھنا بھی

ریاکی عزت کا اعتبار نہ کر — کیونکہ اس پانی کے نیچے کیچڑ ہے

جب میں باطن میں بُرا اور گنہگار رہوں — تو ظاہر میں عزت کی آب و تاب سے کیا فائدہ

دکھاوے اور نمود کے لئے گدڑی سی لینی سہل ہے — اگر تو اُسے خدا کے ہاتھ بیچ سکے

لوگ کیا جانیں کہ لباس کے اندر کون ہے — لکھنے ہی والا جانتا ہے کہ خط میں کیا لکھا ہے

جہاں عدل کی ترازو برپا اور انصاف کی کچہری قائم ہوگی وہاں خالی زنبیل کی کیا قدر و قیمت ہوگی

ریاکار جو اتنی پرہیزگاری جتاتا تھا — جب اُسکو دیکھا تو اُس کی زنبیل میں کچھ بھی نہ تھا

لوگ اَبرہ استر سے اچھا لگاتے ہیں — اسلئے کہ وہ چھپا رہتا ہے اور یہ سامنے

مگر نیکوکاروں کو لوگوں کے دکھانے کی پروا نہ تھی — اس سبب سے استر پرنیاں کا لگاتے تھے

اور اگر تو مُلک میں دھاک چاہتا ہے — تو اوپر بھڑک کے کپڑے پہن اگرچہ اندر بھرتی بھری ہو

بایزید نے یہ بات ہنسی سے نہیں کہی — کہ میں مُرید کی نسبت مُنکر سے زیادہ بُڈھا ہوں

جو لوگ بادشاہ اور شہنشاہ ہیں — وہ سب اس درگاہ کے فقیر ہیں

پس اہلِ باطن فقیروں سے طمع نہیں رکھتے — کیونکہ جو خود گر پڑا ہو وہ کسیکا ہاتھ نہیں پکڑ سکتا

اگر تیرے پاس موتی ہے تو یہی بہتر ہے — کہ تو سیپی کی طرح ضبط کرے

جب تو خالص خدا کے لئے عبادت کرتا ہے — تو اگر جبرئیل بھی تجھکو نہ دیکھے تو مضایقہ نہیں

اے لڑکے! تجھے سعدی کی نصیحت کافی ہے — اگر باپ کی نصیحت کی طرح مانے

اگر تو آج ہماری بات نہیں مانتا — تو کہیں ایسا نہو کہ کل پچتائے

چھٹا باب صبر کی خوبیوں کے بیان میں

خدا کو نہ پہچانا اور اُس کی فرمانبرداری کی — جس شخص نے نصیبے اور رزق پر قناعت نہ کی

دوسرا مصرع جملہ شرطیہ جزا ہے ۵ نہ دانست فعل ضمیر راجع بجانب موصول جو دوسرے مصرع میں ہے فاعل - خدا مفعول بہ - ر علامت مفعول

قناعت توانگر کند مرد را — خبر ده حریص جهان گرد را

سکونے بدست آور اے بے ثبات — که بر سنگ گردان نروید نبات

مپرور تن ار مرد راے و هشی — که او را چو مے پروری مے کشی

خردمند مردم هنر پرورند — که تن پروران از هنر لاغرند

کسے سیرت آدمی گوش کرد — که اول سگ نفس خاموش کرد

خور و خواب تنها طریق دد است — برین بودن آئین نابخرد است

خنک نیک بختے که در گوشه — بدست آرد از معرفت توشه

بر آنانکه شد سر حق آشکار — نکردند باطل برو اختیار

ولیکن چو ظلمت نداند ز نور — چه دیدار دیوش چه رخسار حور

تو خود را از آن در چه انداختی — که چه را ز ره باز نشناختی

بر اوج فلک چون پرد جره باز — که در شهپرش بسته سنگ آز

گرش دامن از چنگ شهوت رها — کنی رفت تا سدرة المنتهی

بکم کردن از عادت خویش خورد — توان خویشتن را ملک خوے کرد

کجا سیر وحشی رسد در ملک — نشاید پرید از ثری تا فلک

نخست آدمی سیرتی پیشه کن — پس آنگه ملک خوی اندیشه کن

تو بر کره توسنی بر کمر — نگر تا نه پیچد ز حکم تو سر

که گر پالهنگ از کفت در گسیخت — تن خویشتن کشت و خون تو ریخت

باندازه خور زاد اگر مردمی — چنین پر شکم آدمی یا خمی

درون جاے ذکر است و قوت و نفس — تو پنداری از بهر نان است و بس

صفتیں عفت اور خواہش چھوڑ ۔ کم خوری جو خصلت انسانی ہے اختیار کر ۔ پھر اس سے ترقی کرکے فرشتوں کی خصلتیں اختیار کرنے کا فکر کر (صفحہ ۹ دیکھو)

قناعت آدمی کو غنی بنا دیتی ہے — جہان میں پھر نیوالے لالچی سے کہدے

کہ اے بے چین! ذرا آرام لے — کیونکہ گردش کرنیوالے پتھر پر سبزہ نہیں اُگتا

اگر تو صاحبِ عقل و ہوش ہے، تو تن کو نہ پال کیونکہ اگر اُسکو پالتا ہے تو اپنے تیئں ہلاک کرتا ہے

عقلمند آدمی ہنر حاصل کرتے ہیں — کیونکہ تن کے پالنے والے ہنر سے محروم رہتے ہیں

اُس شخص نے انسانی خصلت کو محفوظ رکھا — جس نے پہلے نَفس کے کُتّے کو چُپکا کیا

صرف کھانا اور سو رہنا دَرِندوں کا طریقہ ہے — اس عادت پر رہنا نادانوں کا شیوہ ہے،

وہ نیکبخت خوشحال ہے جو ایک کونے میں بیٹھکر — خدا کی مَعرِفت کا توشہ حاصل کرے

جن لوگوں کو مَعرِفتِ الٰہی نصیب ہوئی — وہ پھر اُسے چھوڑ کر دنیاوی خواہشوں کو پسند نہیں کرتے

مگر جب (بدبخت) اندھیرے اُجالے میں تمیز نہ کرے — تو اُسے دیو کی صورت اور حُور کا رُخسارہ برابر ہے

تو نے اپنے تیئں اس سبب سے کُنوئیں میں گرا یا — کہ کُنوئیں اور رستہ میں تمیز نہ کی

وہ باز آسمان تک کیونکر اُڑکر جائے — جسکے شہپر میں تو نے حرص کا پتھر باندھ دیا،

اگر تو اُسکا دامن خواہش کے چنگل سے — چھوڑ دے تو اُسے سدرۃ المنتہٰی تک پہنچا سمجھ

عادت کی نسبت خوراک کم کرنے سے — تُو اپنے تیئں فرِشتہ خصلت بنا سکتا ہے،

جانور فرِشتوں تک کب پہنچ سکتا ہے — زمین سے آسمان تک نہیں اُڑ سکتا

پہلے انسانی خصلت حاصل کر — پھر فرِشتہ خصلت ہونیکا خیال کر

تو جو سرکش بچھیرے کی پیٹھ پر سوار ہے — دیکھتا رہ کہ کہیں نا فرمانی نہ کرے

اِس لئے کہ اگر لگام تیرے ہاتھ سے چُھڑالی۔ تو اپنے تیئں بھی ہلاک کریگا اور تیرا بھی خون کریگا

اگر تو آدمی ہے تو اندازہ سے کھانا کھا — اتنا پیٹ بھرا ہوا آدمی ہے یا مٹکا؟

سینہ اور پیٹ خدا کی یاد اور کھانے اور سانس کی جگہ ہے۔ اور تُو یہ سمجھتا ہے کہ روٹی ہی کے لیے ہے

تکر جملہ فعلیہ انشائیہ خبر مبتدا۔ جملہ اسمیہ معلول ۔ باقی مصرع علت ؛

کجا ذکر گنجد در انبارِ آز	بہ سختی نفس مے کند پا دراز
ندارند تن پروران آگہی	کہ پُر معدہ باشد ز حکمت تہی
دو چشم و شکم پُر نگردد بہیچ	تہی بہتر این معدۂ پیچ پیچ
چو دوزخ کہ سیرش کنند از وقید	دگر بانگ دارد کہ ہل من مزید
ہمے میرت عیسیٰ از لاغری	تو در بندِ آنی کہ خر پروری
بدین اے فرومایہ دنیا مخر	چو خر با بخیلِ عیسیٰ مخر
مگر مے ندانی کہ دور از دام	نیند اخت جز حرصِ خوردن بدام
پلنگے کہ گردن کشد بر وحوش	بدام افتد از بہرِ خوردن چو موش
چو موش آنکہ نان و پنیرش خوری	بدامش در افتی و تیرش خوری

حکایت

مرا حاجتے بود شانۂ عاج داد	کہ رحمت بر اخلاقِ حجاج باد
شنیدم کہ بارے سگم خواندہ بود	کہ از من بنوعے دلش ماندہ بود
بینداختم شانہ کیں استخوان	نے بایدم دیگر او سگ مخوان
مپندار چوں سرکہ خود خورم	کہ جورِ خداوندِ حلوا برم
قناعت کن اے نفس براندکے	کہ سلطان و درویش بینی یکے
چرا پیشِ خسرو بخواہش روی	چو یکسو نہادی طمع خسروی
دگر خود پرستی شکم طبلہ کن	در خانۂ این و آں قبلہ کن

حکایتِ پدرِ طامع و پسرِ معترض

یکے با طمع پیشِ خوارزم شاہ	شنیدم کہ شد بامداداں پگاہ

لیکن جو ہے کہ پنیر ملے تو اُسے بھی کھا لیتا ہے اسلئے کیسقدر ترجیح رکھتا ہے ۵۹ حاجتی بیاے نسبت اصل میں شد و جیم ہے (صفحہ ۵۸ دیکھو)

خدا کی یاد کہاں سمائے جہاں حرص کی کثرت کے سبب - سانس بھی دقت سے پانو پھیلاتا ہے

تن پرور دانش سے بے نصیب ہیں
کیونکہ جسکا پیٹ بھرا ہوا ہے وہ حکمت سے خالی ہوتا ہے

دونو آنکھیں اور پیٹ کسی چیز سے نہیں بھرتا - پس یہ بل دار انتڑیاں خالی ہی بہتر ہیں

دوزخ کی مانند ہیں جسکو ایندھن سے بھرینگے
اور پھر چیخے گا کہ کیا کچھ اور بھی ہے ؟

تیرا عیسے تو ضعف سے مرا جاتا ہے
اور تو اس فکر میں ہے کہ گدھے کی پرورش کرے

اے کمینے دین کے بدلے دنیا نہ خرید
انجیل عیسیٰ کے عوض گدھے کے لیے جو نہ خرید

شاید تو نہیں جانتا کہ درندہ اور جنگلی جانور کو - لالچ ہی جال میں پھنساتا ہے

تیندوا جو جنگلی جانوروں سے غرور کرتا ہے
کھانے کے سبب چُہے کیطرح جال میں پھنس جاتا ہے

تو جس شخص کی روٹی اور پنیر کھائیگا چوہے کی طرح - اسکے جال میں پھنسیگا اور اسکا تیر کھائیگا

کہانی

ایک حاجی نے مجھے ہاتھی دانت کا کنگھا دیا
حاجیوں کے اخلاق پر خدا کی رحمت ہو

میں نے سنا کہ اُسنے مجھے ایک دفعہ کتا کہا تھا کیونکہ اُسکا دل مجھ سے کچھ آزردہ تھا

میں نے کنگھا پھینک دیا اور کہا کہ یہ ہڈی
مجھے نہیں چاہئے پھر مجھے کتا نہ کہیو

جب میں اپنا سرکہ کھاتا ہوں تو یہ گمان نہ کر
کہ مٹھائی والے کی سختی اُٹھاؤنگا

اے نفس تھوڑے پر صبر کر
تاکہ بادشاہ اور فقیر تجھے یکساں نظر آئیں

بادشاہ کے پاس مانگنے کیوں جاتا ہے
جب تو نے لالچ چھوڑ دیا تو خود بادشاہ ہے

اور اگر تو لالچی ہے تو پیٹ کو طبلہ بنا
اور ایک ایک کے دروازہ پر مانگتا پھر

لالچی باپ اور معترض بیٹے کی کہانی

میں نے سنا ہے کہ ایک لالچی آدمی خوارزم کے بادشاہ (یا خوارزم شاہ) پاس صبح کو سویرے ہی گیا

معرب ہے [11] خوارزم تاتار کے ایک صوبہ کا نام ہے - جس کو اب خیوا کہتے ہیں - اور کبھی وہاں کے بادشاہ کو بھی خوارزم کہدیتے
جملہ فعلیہ بیان سبین محذوف ہو کر مفعول خیندم ؛

چو دیدش بخدمت دوتا گشت و رست ... دگر روی بر خاک مالید و خاست

پسر گفتش ای بابک نامجوی ... یکی مشکلت می‌بپرسم بگوی

نه گفتی که قبله است خاک حجاز ... چرا کردی امروز ازین سو نماز؟

مبر طاعت نفس شهوت پرست ... که هر ساعتش قبلهٔ دیگر است

مبر ای برادر بفرمانش دست ... که هر کس که فرمان نبردش برست

قناعت سرافرازد ای مرد هوش ... سر پر طمع بر نیاید ز دوش

طمع آبروی توقر بریخت ... برای دو جو دامنی دُر بریخت

چو سیراب خواهی شدن ز آب جوی ... چرا ریزی از بهر برف آبروی؟

مگر از تنعم شکیبا شوی ... وگرنه ضرورت بدرها شوی

برو خواجه کوتاه کن دست آز ... چه میخواهی از آستین دراز؟

کسی را که درج طمع در نوشت ... نباید بکس عبد و خادم نوشت

توقع براند ز هر مجلست ... بران از خودش تا نراند کست

حکایت

یکی راتب آمد ز صاحبدلان ... کسی گفت شکر بخواه از فلان

بگفت ای پسر تلخی مردنم ... به از جور روی ترش بردنم

شکر عاقل از دست آنکس نخورد ... که رو از تکبر برو سرکه کرد

مرو در پی هر چه دل خواهدت ... که تمکین تن نور جان کاهدت

کند مرد را نفس اماره خوار ... اگر هوشمندی عزیزش مدار

وگر هر چه باشد مرادش خوری ... ز دوران بسی نامرادی بری

تنور شکم دمبدم تافتن ... مصیبت بود روز نایافتن

به تنگی بریزاندت روی رنگ ... چو وقت فراخی کنی معده تنگ

جب اُسکو (بیٹے نے) دیکھا کہ سلام کے لئے جُھکا اور سیدھا ہوا - پھر زمین پر پیشانی رکھی اور اُٹھا

تو بیٹے نے اُس سے کہا اے نامور ابّا ! — میں تجھ سے ایک مشکل بات پوچھتا ہوں مجھے بتا
تو یہ نہیں کہا کرتا کہ قبلہ مکۂ معظّمہ ہے — پھر آج تو نے قبلہ سے منہ موڑ کر نماز کیوں پڑھی

لالچی نفس کی فرمانبرداری نہ کر — کیونکہ ہر گھڑی اُسکا نیا قبلہ ہے
اے بھائی اُسکے حکم کو نہ مان — کیونکہ جس نے اُس کی فرمانبرداری نہ کی وہ چھوٹ گیا

اے ہوشیار قناعت سر کو بلند کرتی ہے — اور لالچی کا سر کندھے سے اونچا نہیں ہوتا
لالچ نے وقر کی آبرو کھوئی — دو جَو کے لئے موتیوں کا دامن بکھیر دیا
جب تو ندی کے پانی سے بھی جھک جائیگا — تو برف مانگ کر کیوں آبرو کھوتا ہے

(لیکن یہ بات ممکن نہیں) مگر (جب) تو عیش و آرام سے صبر کرے یہیں تو بیشک دروازوں پر مانگتا پھریگا

میاں ! جا حرص سے ہاتھ کھینچ — (مانگنے کے لیے) ہاتھ بڑھانے سے کیا حاصل
جس نے لالچ کا طُومار لپیٹ دیا — اُسے کسیکے تئیں بندہ و خادم لکھنا نہیں چاہیے
توقّع تجھے ہر ایک مجلس سے نکلوائیگی — اُسے اپنے سے دُور کر کہ پھر تجھے کوئی نہ نکالے

کہانی

عارفوں میں سے ایک کو بخار آیا — ایک نے اُس سے کہا فلاں شخص سے شکر مانگ لا
بولا اے لڑکے ! مجھے موت کی تکلیف اُٹھانی - ترشرو کی بد دماغی اُٹھانے سے بہتر ہے

عقلمند اُس شخص کے ہاتھ سے شکّر نہیں کھاتا - جس نے غرور سے اُسکے سامنے تیوری چڑھائی ہو

جس چیز کو تیرا جی چاہتا ہے وہ نہ کر — کیونکہ بدن کی پرورش تیری جان کا نور گھٹا دیگی
نفسِ امّارہ آدمی کو ذلیل کرتا ہے — تو اگر عقلمند ہے تو اُسے عزیز نہ رکھ

اور اگر جو کچھ اُس کی خواہش ہوگی وہی کھائیگا - تو زمانہ سے بہت نامرادی پائیگا

پیٹ کے تنور کو دمبدم گرم کرنا (یعنی کھانا) تنگی کے دن مصیبت کا باعث ہے

تنگی کی حالت میں تیرے چہرے کا روپ کھو دیگا - اگر تو فراخ دستی کی حالت میں پیٹ کو ٹھسا ٹھس بھریگا

کشد مرد پرخواره بار شکم　　وگر در نیابد کشد بار غم
شکم بنده بسیار بینی خجل　　شکم پیش من تنگ بهتر که دل

حکایت در خواری بسیار خواری

چه آورده‌ام از بصره دانی عجب　　حدیثی که شیرین‌تر است از رطب
تنی چند در خرقهٔ راستان　　گذشتیم بر طرف خرماستان
یکی زآمیان معده انبار بود　　ز پرخواری خویش پرخوار بود
میان بست مسکین و شد بر درخت　　وزآنجا بگردن در افتاد سخت
نه هر بار خرما توان خورد و برد　　لت انبان بد عاقبت خورد و مرد
رئیس ده آمد که این را که کشت　　بگفتم مزن بانگ بر ما درشت
شکم دامنش اندر کشیدش ز شاخ　　بود تنگدل رودگانی فراخ
شکم بند دست است و زنجیر پای　　شکم بنده نادر پرستد خدای
سراسر شکم شد ملخ لاجرم　　بپایش کشد مور کوچک شکم
برو اندرونی بدست آر پاک　　شکم پر نخواهد شد الا بخاک

حکایت

یکی نیشکر داشت در طبقی　　چپ و راست گردید بر مشتری
بصاحبدلی گفت در کنج ده　　که بستان و چون دست یابی بده
بگفت آن خردمند نیکو سرشت　　جوابی که بر دل بباید نوشت
ترا صبر بر من نباشد مگر　　ولیکن مرا باشد از نیشکر
حلاوت ندارد شکر در نیش　　چو باشد تقاضای تلخ از پیش

کھاؤ آدمی پیٹ کا بوجھ اُٹھائے پھرتا ہے	اور دکھانیکو نہیں ملتا تو غم کا بوجھ اُٹھاتا ہے
لالچی کو تُو اکثر شرمندہ دیکھیگا	پس تیرے نزدیک دل تنگ ہونے سے پیٹ کا تنگ ہونا اچھا

کہانی بہت کھانیکی ذلّت کے بیان میں

تجھے معلوم ہے کہ میں بصرہ سے کیا عجیب چیز لایا ہوں۔ ایک بات ہے جو تازی کھجور سے زیادہ میٹھی ہے
ہم چند آدمی راستبازوں کا لباس پہنے۔ کھجوروں کے باغ کی طرف گزرے

ہم میں ایک بڑ پیٹو تھا	جو بہت کھانیکے سبب بہت ذلیل تھا
مسکین کمر باندھکر درخت پر چڑھ گیا	اور وہاں سے گردن کے بل بڑے زور سے گرا
ہر دفعہ کھجوریں کھا اور لیجا نہیں سکتے	چُنانچہ بدسرانجام کھاؤ نے کھجوریں کھائیں اور گرا

گانو کے سردار نے آکر پوچھا کہ اسکو کس نے قتل کیا؟ ہمنے جواب دیا کہ ہمیں نہ دھمکا
پیٹ نے ٹہنی پر سے اُسکا دامن کھینچکر گرادیا۔ اور بڑ پیٹو تو تنگدل ہی رہتا ہے
پیٹ ہاتھ کی ہتکڑی اور پاؤں کی بیڑی ہے۔ حریص خدا کی پرستش بہت کم کرتا ہے

ٹڈی بڑی پیٹ ہے اِس لئے ناچار	چھوٹے پیٹ والی چیونٹی اُسکے پاؤں پکڑکر کھینچ لیجاتی ہے
جا پاک دل حاصل کر	پیٹ تو خاک ہی سے بھریگا

کہانی

ایک شخص چھبے میں گنڈیریاں لئے	اِدھر اُدھر گاہک کی تلاش میں پھرا

آخر ایک عارف سے جو گانو کے گوشہ میں تھا کہا۔ کہ خرید لے اور دام جب پاس ہوں دیدیجو
اُس نیک ذات عقلمند نے ایسا جواب دیا کہ دل پر لکھنا چاہیئے
کہ شاید تو تقاضا کرنے سے صبر نہیں کریگا۔ لیکن میں گنڈیریوں سے صبر کرسکتا ہوں

گنّے کی مٹھاس مزا نہیں دیتی	جب اُسکے پیچھے تقاضے تلخ ہو

حکایت

امیر ختن جامهٔ از حریر | به پیرے فرستاد روشن ضمیر
بپوشید و بوسید دست وزیں | که بر شاه عالم هزار آفریں
چه خوب است تشریف شاه ختن | وزو خوبتر خرقهٔ خویشتن
گر آزاده برزمیں خسپ و بس | مکن بهر قالی زمیں بوس کس

حکایت

یکے ناں خورش جز پیازے نداشت | چو دیگر کساں برگ و سازے نداشت
پراگنده گفتش اے خاکسار | برو طبقے از خوان یغما بیار
بخواه و مدار از کس اے خواجه باک | که ممنوع روزی شود شرمناک
قبا بست و چابک نوردید دست | قبایش دریدند و دستش شکست
شنیدم که میگفت و خوش میگریست | که اے نفس خود کرده را چاره چیست
بلاجوے باشد گرفتار آز | من و خانه من بعد و نان و پیاز
جوے که از سعی بازو خورم | به از میده برخوان اهل کرم
چه دلتنگ خفت آں فرومایه دوش | که بر سفرهٔ دیگراں داشت گوش

حکایت گربه پیرزن

یکے گربه در خانهٔ زال بود | که برگشته ایام و بدحال بود
رواں شد بمهمانسرا اے امیر | غلامان حاکم زدندش به تیر
چکاں خونش از استخواں میدوید | همے گفت از هول جاں میدوید
اگر رستم از دست ایں تیرزن | من و موش و ویرانهٔ پیرزن

کی قسموں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ مادہ کہیں اور اس مادہ کی بنی ہوئی چیز مراد لیں جیسے چاندی کہکر روپیہ اسکو تسمیۃ الشی باسم مادتہ کہتے ہیں (دیکھو صفحہ ۹۶)

کہانی

ختن کے امیر نے ایک ریشمی کُرتا — ایک روشن دل پیر کے پاس بھیجا
جامہ پہنا اور آداب سجا لایا — اور کہا کہ جگت کے بادشاہ کو ہزار آفریں
ختن کے بادشاہ کا خلعت کیا اچھا ہے — اور اپنی گُدڑی اُس سے بھی اچھی
اگر تو بے تعلّق ہے تو بس زمین پر سُورہ — اور غالیچہ کے لیے کسیکو آداب و مُجرا نہ کر

کہانی

ایک شخص کے پاس پیاز کے سوا کچھ لگاون نہ تھا — اور لوگوں کی طرح ساز و سامان نہ تھا
ایک بیہودہ نے اُس سے کہا کہ اے کمینے — جا اور لنگر میں سے ایک طباق لے آ
ارے بھیاں مانگ لا اور کسی سے ڈر نہیں — کیونکہ غیرت والا رزق سے محروم رہتا ہے
قبا پہنی اور جھٹ آستین چڑھائی — مگر لوگوں نے اُسکی قبا پھاڑی اور ہاتھ توڑا
میں نے سُنا ہے کہ زار زار روتا اور یہ کہتا تھا - کہ اے نفس اپنے کیے کا کیا علاج
لالچ کا مارا آپ اپنے پر بلا لیتا ہے — بس آبندہ میں ہوں اور گھر اور روٹی اور پیاز
ایک جَو کی روٹی جو اپنی قوّت بازو سے کماکر کھاؤں - بیجنوں کے دسترخوان پر میدے کی روٹی کھانے سے اچھی ہے
وہ کمینہ رات کو کیا آزردہ ہوکر سویا - جو اوروں کے دسترخوان بچھنے کا منتظر تھا

بڑھیا کی بلّی کی کہانی

بڑھیا کے ہاں ایک بلّی تھی — جو بد نصیب اور بد حال تھی
امیر کے سافرخانہ میں گئی — اور امیر کے غلاموں نے اُسکے تیر مارا
دوڑی چلی آتی تھی اور ہڈیوں میں سے لہو ٹپک رہا تھا - یہ کہتی تھی اور جان کے خوف سے بھاگتی تھی
کہ اگر اس تیر انداز کے ہاتھ سے سلامت رہی — تو پھر میں ہوں اور چوہے، اور بڑھیا کا جھونپڑا

مجرور - جار مجرور ظرف مستقر صفت - موصوف و صفت ملکر مجرور - جار مجرور متعلق فعل - مبتدا و خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوا ۱۵۵ اس

بنیرزد عسل جان من زخم نیش | قناعت نکوتر به دوشاب خویش
خداوند از آن بنده خرسند نیست | که راضی به قسم خداوند نیست

حکایت مرد کوتاه نظر و زن عالی همت

یکی طفل دندان برآورده بود | پدر سر بفکرت فرو برده بود
که من نان و برگ از کجا آرمش | مروت نباشد که بگذارمش
چو بیچاره گفت این سخن پیش جفت | نگر تا زن او را چه مردانه گفت
مخور هول ابلیس تا جان دهد | همان کس که دندان دهد نان دهد
توانا است آخر خداوند روز | که روزی رساند تو چندین مشور
نگارندهٔ کودک اندر شکم | نویسندهٔ عمر و روزی است هم
خداوندگاری که عبدی خرید | بدارد فکیف آنکه عبد آفرید
ترا نیست آن تکیه بر کردگار | که مملوک را بر خداوندگار
شنیدی که در روزگار قدیم | شدی سنگ در دست ابدال سیم
نپنداری این قول معقول نیست | چو قانع شدی سیم و سنگت یکیست
چو طفل اندرون دارد از حرص پاک | چه مشت زرش پیش و چه مشت خاک
خبر ده بدرویش سلطان پرست | که سلطان ز درویش مسکین تر است
گدا را کند یکدرم سیم سیر | فریدون به ملک عجم نیم سیر
نگهبانی ملک و دولت بلاست | گدا پادشاه است و نامش گداست
گدائی که بر خاطرش بند نیست | به از پادشاهی که خرسند نیست
بخسپند خوش روستائی و جفت | بذوقی که سلطان در ایوان نخفت

فرماتے ہیں۔ کہ اسکے معنی یہ ہیں کہ زر و مال اُنکے آگے بالکل بے حقیقت ہے۔ چاندی اُنکے ہاتھ میں وہی حقیقت رکھتی ہے جو پتھر۔ صفحہ ۹۱ دیکھو

اے میری جان شہد ڈنک کا زخم کھانیکے قابل نہیں ہے۔ اپنے انگور کے شیرہ پر صبر کرنا بہت اچھا ہے

خدا اُس بندہ سے خوش نہیں | جو اُس کی تقسیم پر راضی نہیں

کوتاہ نظر میاں اور بلند ہمت بی بی کی کہانی

ایک لڑکے نے جو دانت نکالے | تو باپ کو یہ فکر پڑا

کہ میں اسکے لیے روٹی اور سامان کہاں سے لاؤنگا۔ اور یہ بھی آدمیت کی بات نہیں کہ اُسے چھوڑ دوں

جب غریب نے یہ بات بی بی کے سامنے کہی | تو دیکھ کہ عورت نے کیسا مردانہ جواب دیا

کہ شیطان کے ڈراوے میں نہ آ کیونکہ اُسے مرتے دم تک - وہی روٹی بھی دیگا جو دانت دیگا

آخر قوت و قدرت والا خدا اِس بات کی قدرت رکھتا ہے۔ کہ اسکو رزق پہنچائے۔ پس تو نہ گھبرا

پیٹ میں بچہ کی صورت بنانیوالا | عمر اور رزق کا بھی مقرر کرنیوالا ہے

جب آقا جس نے بندہ کو خریدا ہے | اُس کی خبر لیتا ہے تو خدا جس نے بندہ کو پیدا کیا ہے کیوں نہ خبر لیگا

تجکو خدا پر اتنا بھروسا نہیں ہے | جتنا غلام کو آقا پر ہوتا ہے

تو نے سُنا ہوگا کہ اگلے زمانہ میں | ابدال کے ہاتھ میں چاندی پتھر بنجاتی تھی

یہ نہ گمان کیجو کہ یہ بات خلافِ عقل ہے | کیونکہ جب تو قانع ہوگیا تو تیرے آگے چاندی اور پتھر یکساں ہے

چونکہ بچہ کا دل حرص سے پاک ہوتا ہے | اُسکے روبرو مٹھی بھر سونا اور مٹھی بھر خاک برابر ہے

بادشاہ کی خدمت کرنیوالے فقیر سے کہدے | کہ بادشاہ فقیر سے بھی زیادہ محتاج ہے

فقیر کو درم بھر چاندی سیر کر دیتی ہے | اور فریدوں کو اگر فارس کا ملک ملجائے تو بھی آدھا سیر ہے

ملک اور سلطنت کی نگہبانی کرنی مصیبت ہے | حقیقت میں فقیر بادشاہ ہے اور کہنے کو فقیر

جس فقیر کو کچھ فکر نہیں | وہ اُس بادشاہ سے اچھا ہے جسے صبر نہیں

(غریب) گنوار اپنی بی بی کے ساتھ اس چین سے سوتا ہے۔ کہ بادشاہ محل میں بھی نہیں سوتا

ملک ملک عجم میں اضافت توضیحی ہے فائدہ اضافت توضیحی میں مضاف الیہ مضاف کی وضاحت کردیتا ہے اور اسکو عام کی اضافت خاص

چو سیلاب خواب آمد و هر دو برد — چه بر تخت سلطان چه بر دشت کرد

اگر پادشاه است و گر پاره دوز — چو خفتند گردد شب هر دو روز

چو بینی توانگر سر از کبر مست — برو شکر یزدان کن ای تنگدست

نداری بحمد الله آن دسترس — که برخیزد از دستت آزار کس

حکایت

شنیدم که صاحبدلی نیک مرد — یکی خانه بر قامت خویش کرد

کسی گفت میدانمت دسترس — کزین خانه بهتر کنی. گفت بس

چه میخواهم از طارم افراشتن — همینم بس از بهر بگذاشتن

مکن خانه بر راه سیل ای غلام — که کس را نگشت این عمارت تمام

نه از معرفت باشد و عقل و رای — که بر ره کند کاروانی سرای

حکایت

یکی سلطنت ران صاحب شکوه — فرو خواست رفت آفتابش بکوه

بشیخی در آن بقعه کشور گذاشت — که در دوده قائم مقامی نداشت

چو خلوت نشین کوس دولت شنید — دگر ذوق در کنج خلوت ندید

چپ و راست لشکر کشیدن گرفت — دل پردلان زو رسیدن گرفت

چنان سخت بازو شد و تیز چنگ — که با جنگجویان طلب کرد جنگ

ز قومش پراگنده خلقی بکشت — دگر جمع گشتند و همراه و پشت

چنانش در حصارش کشیدند تنگ — که عاجز شد از تیر باران و سنگ

بر نیکمردی فرستاد کس — که صعبم فرو مانده فریاد رس

جب نیند کی رَو آئی اور دونوں کو لگیئی (یعنی سو گئے) تو بادشاہ تخت پر اور گرد جنگل میں برابر ہے

خواہ بادشاہ ہو خواہ ہو ندنگا بھولا — جب سو گئے تو دونوں کی رات بسر ہو جائیگی
جب تو کسی دولتمند کو مغرور دیکھے — تو اے مفلس اُٹھکر خدا کا شکر کر
کہ تجھے اُس کی عنایت سے اتنی قدرت نہیں — کہ تجھ سے کسی کو تکلیف پہنچے

کہانی

میں نے سُنا ہے کہ ایک بھلے مانس عارف نے — ایک گھر اپنے قد کے موافق بنایا
اُسے کسی نے کہا میں تجھ میں اتنا مقام دیکھتا ہوں۔ کہ اِس گھر سے بہت عمدہ بنا لے۔ بولا بس بہت ہے
میں اُونچا کوٹھا بنا کر کیا لونگا — مجھے چھوڑ جانے کے لیے۔ یہی بہت ہے
اے لڑکے رَو کے رستہ میں گھر نہ بنا — کیونکہ کسی کی ایسی عمارت پوری نہیں ہوئی
یہ سمجھ بوجھ کی بات نہیں ہے — کہ مسافر رستہ میں گھر بنا بیٹھے

کہانی

ایک دبدبہ والے بادشاہ (کی زندگی) کا سورج چھپنے کو ہوا
ایک بزرگ جو اُس شہر میں تھا ملک اسکے سپرد کر دیا کیونکہ خاندان میں کوئی اُس کا جانشین نہ تھا
جب اُس گوشہ نشین نے دولت کے نقارہ کی آواز سُنی۔ تو پھر گوشۂ تنہائی میں مزا نہ پایا
اِدھر اُدھر لشکر لیکر چڑھنے لگا — بہادروں کا دل اُس سے کانپنے لگا
ایسا زور آور اور غالب ہوا — کہ شورہ پشتوں سے لڑائی مانگی
متفرق دشمنوں میں سے بہت سے لوگوں کو قتل کیا۔ پھر وہ باہم متفق و مددگار ہو کر اکٹھے ہو گئے
اُسکو قلعہ میں ایسا بند کیا — کہ تیروں اور پتھروں کی بارش سے عاجز ہو گیا
ایک بزرگ کے پاس آدمی بھیجکر کہلا بھیجا — کہ میں سخت عاجز ہو گیا ہوں — خبر لے

بہمت مدد کن کہ شمشیر و تیر	نہ در ہر وغاے بود دستگیر
چو بشنید عابد بخندید و گفت	چرا نیم نانے نخورد و نخفت
ندانست قارون نعمت پرست	کہ گنج سلامت بہ کنج اندرست

گفتار اندر صبر بر ناتوانی بہ امید بہروزی

کمال است در نفس مرد کریم
گرش زر نباشد چہ نقصان و بیم

مپندار گر سفلہ قارون شود
کہ طبع لئیمش دگرگون شود

اگر در نیابد کرم پیشہ نان
کرم در نہادش بود ہمچنان

سخاوت زمین است و سرمایہ زرع
بدہ کاصل خالی نماند ز فرع

خدائے کہ از خاک مردم کند
عجب دارم ار مردمی گم کند

ز نعمت نہادن بلندی مجوے
کہ ناخوش کند آب استادہ بوے

بہ بخشندگی کوش کآب روان
بہ سیلش تفقد کند آسمان

گر از جاہ و دولت بیفتد لئیم
دگر بارہ نادر شود مستقیم

تو گر قیمتی گوہری غم مدار
کہ ضایع نگرداندت روزگار

کلوخ ارچہ افتادہ باشد براہ
نہ بینم کہ در وے کند کس نگاہ

وگر خردہ زر ز دندان گاز
بیفتد بشمعش بجویند باز

بدر میکنند آبگینہ ز سنگ
کجا ماند آئینہ در زیر زنگ

بلندیدہ و نغز باید خصال
کہ گہ آید و گہ رود جاہ و مال

باب ہفتم در تربیت

آدمی کے اطوار اچھے ہونے چاہئیں جو اسکی عزت وقدر کا باعث ہیں - مال و دولت نہیں ہے تو نہو کیونکہ یہ ناپایدار چیز ہے - عربی کی ایک کہاوت ہے

دعا سے مدد کر کہ تلوار اور تیر	ہر لڑائی میں مدد نہیں کرتا
جب عابد نے سنا ہنسکر بولا	کہ کیوں آدھی روٹی کھاکر نہ سو رہا
(وہ) لالچی قارون یہ نہ سمجھا	کہ عافیت کا خزانہ گوشہ نشینی سے حاصل ہوتا ہے

بہبودی کی اُمّید پر بے استطاعتی پر صبر کرنا

سخی آدمی کی ذات ہی میں کمال ہے | اگر اُسکے پاس روپیہ نہو تو کچھ پروا نہیں

اگر کنجوس قارون جیسا دولتمند ہوجائے تو بھی یہ گمان نہ کر کہ اُسکی کنجوس طبیعت بدل جائیگی

اگر سخی پاس روٹی نہ ہو | تو بھی اُسکا دل ویسا ہی غنی ہوگا یعنی

سخاوت زمین ہے اور تو بخی بیج بخشش کر (یعنی بو) کیونکہ ڈوبنے کے بعد زمین پیداوار سے خالی نہیں

جو خدا مٹّی سے آدمی پیدا کرتا ہے | اُس سے تعجّب ہے کہ احسان کا ثمرہ نہ دے

دولت جوڑ کر رکھنے سے آسودگی حاصل ہونیکی امید نہ رکھ - کیونکہ ٹھہرا ہوا پانی سڑ جاتا ہے

بخشنے میں کوشش کر کیونکہ آسمان بہتے پانی کی رو سے مدد کرتا ہے

اگر کنجوس کا مرتبہ و دولت جاتی رہے | تو پھر وہ شاذ و نادر ہی اُسے پائیگا

اور اگر تو صاحب جوہر ہے تو کچھ فکر نہ کر | کیونکہ زمانہ تجھے نہیں بگاڑیگا

ڈھیلا اگرچہ رستہ ہی میں پڑا ہو | تو بھی میں جانتا ہوں کہ کوئی اُسکی طرف نہیں دیکھیگا

اور اگر سونیکا ٹکڑا (جیسے سے دکا ٹتے ہیں) گر پڑے تو اُسے شمع لیکر ڈھونڈتے پھرتے ہیں

کانچ پتھر میں سے نکالتے ہیں | آئینہ پر کب زنگ لگا رہنے دیتے ہیں

عادتیں پسندیدہ اور عمدہ چاہئیں | کیونکہ رُتبہ اور مال تو آنی جانی چیز ہے

ساتواں باب تربیت کے بیان میں

سخن در صلاح است تدبیر و خوی | نه در اسب و میدان و چوگان و گوی
چه با دشمن نفس همخانهٔ | چه در بند پیکار بیگانهٔ
عنان باز پیچان نفس از حرام | بمردی ز رستم گذشتند و سام
کس از چون تو دشمن ندارد غمی | که با خویشتن بر نیائی همی
تو خود را چو کودک ادب کن بچوب | بگرز گران مغز مردم مکوب
وجود تو شهریست پر نیک و بد | تو سلطان و دستور دانا خرد
همانا که دونان گردن فراز | درین شهر کبرند و سودای آز
رضا و ورع نیکنامان حر | هوا و هوس رهزن و کیسه بر
چو سلطان عنایت کند با بدان | کجا ماند آسایش بخردان
ترا شهوت و حرص و کین و حسد | چو خون در رگانند و جان در جسد
گر این دشمنان تربیت یافتند | سر از حکم و رای تو برتافتند
هوا و هوس را نماند ستیز | چو بینند سرپنجهٔ عقل تیز
نه بینی که شب دزد و اوباش و خس | نگردند جائی که گردد عسس
رئیسی که دشمن سیاست نکرد | هم از دست دشمن ریاست نکرد
نخواهم درین نوع گفتن بسی | که حرفی بس ار کار بندد کسی

گفتار اندر فضیلت خاموشی و حلاوت کم گوئی

اگر پای در دامن آری چو کوه | سرت ز آسمان بگذرد در شکوه
زبان درکش ای مرد بسیاردان | که فردا قلم نیست بر بی زبان

اس صورت میں بسیار داں کے معنی بہت بکنے والا ہونگے

بھلائی اور تدبیر اور اچھی خصلت کا ذکر ہے گھوڑے اور میدان و بلّے اور گیند کا نہیں ہے

نفس سے جو دشمن اور ہمنشین ہے مقابلہ کرنا اور غیروں سے لڑنے کا فکر کرنا برابر ہے

نفس کی باگ ممنوع چیزوں کی طرف سے پھیرنیوالے - بہادری میں رُستم و سام سے بڑھ گئے ہیں

تجھ جیسے دشمن سے کسیکو اندیشہ نہیں کہ اپنے نفس پر غالب نہیں آسکتا

تو اپنے تئیں بچّوں کی طرح لکڑی سے ادب سکھا - بھاری گُرز سے لوگوں کا بھیجا نہ توڑ

تیرا جسم ایک شہر ہے - بھلے بُروں سے بھرا ہوا - تو اُسکا بادشاہ ہے اور عقل دانشمند وزیر

اسمیں شک نہیں کہ سرکش پاجی اس شہر میں حرص کا سَودا خریدتے ہیں

رضا اور پرہیزگاری شریف نامور ہیں اور خواہش و حرص ہتھیلی کاٹنے والے چور

جب بادشاہ بُروں پر مہربانی کرے تو عقلمندوں کو کہاں آرام ملے

بُری خواہش اور لالچ اور بُغض اور حسد - خون کیطرح تیری رگوں میں اور جان کیطرح تیرے جسم میں ہیں

اگر یہ دشمن پل کر قوی ہو گئے تو پھر تیرے کہنے کے نہیں رہیں گے

خواہش اور حرص سرکشی نہیں کرسکتے جب عقل کی قوت کو غالب دیکھیں

تو دیکھتا نہیں کہ چور اور بدمعاش اور رذیل - وہاں نہیں بھٹکتے جہاں کوتوال گشت کرتا ہے

جس حاکم نے دشمن کو تنبیہ نہ کی وہ دشمن کے ہاتھ سے حکومت نہیں کرسکے گا

میں اس باب میں زیادہ کہنا نہیں چاہتا - کیونکہ اگر کوئی عمل کرے تو ایک حرف بھی کافی ہے

چُپ رہنے کی خوبی اور ضبط کرنیکے ثمرہ کا بیان

اگر تو پہاڑ کی طرح ایک جگہ صبر کرکے بیٹھا رہے تو تیری شان و شوکت آسمان سے بھی گزر جائے

اے بہت کچھ جاننے والے خموشی اختیار کر اسلیے کہ کل بے زبان پوچھ گچھ نہوگی

صدف وار گوهر شناسانِ راز ‏ ‏ دهن جز بلؤلؤ نکردند باز

فراوان سخن باشد آگنده گوش ‏ ‏ نصیحت نگیرد مگر در خموش

چو خواهی که گوئی نفس بر نفس ‏ ‏ حلاوت نیابی ز گفتارِ کس

نباید سخن گفت ناساخته ‏ ‏ نشاید بریدن نینداخته

تأمل کنان در خطا و صواب ‏ ‏ به از ژاژخایان حاضر جواب

کمال است در نفسِ انسان سخن ‏ ‏ تو خود را بگفتار ناقص مکن

کم آواز هرگز نه بینی خجل ‏ ‏ جوی مشک بهتر که یک توده گل

حذر کن ز نادانِ دہ مرد گوی ‏ ‏ چو دانا یکی گوی و پرورده گوی

صد انداختی تیر و هر صد خطاست ‏ ‏ اگر هوشمندی یک انداز و راست

چرا گوید آن چیز در خفیه مرد ‏ ‏ که گر فاش گردد شود روی زرد

مکن پیشِ دیوارِ غیبت بسی ‏ ‏ بود کز پسش گوش دارد کسی

درون دلت شهر بند است راز ‏ ‏ نگر تا نبیند درِ شهر باز

از آن مردِ دانا دهان دوخت است ‏ ‏ که بیند که شمع از زبان سوخت است

حکایت در حفظ اسرار

تکش با غلامان یکی راز گفت ‏ ‏ که این راز نشاید بکس باز گفت

بیک سالش آمد ز دل بر دهان ‏ ‏ بیک روز شد منتشر در جهان

بفرمود جلاد را بی دریغ ‏ ‏ که بردار سرهای اینان به تیغ

یکی زآن میان گفت زنهار خواست ‏ ‏ مکش بندگان کین گنه از تو خاست

عارف لوگ سیپی کی طرح موتی یعنی عمدہ ہی بات کہنے کے لیے مُنہ کھولتے ہیں

بکواسی کسی کی نہیں سُنتا — نصیحت خاموش ہی میں اثر کرتی ہے

جب تو لگا تار بکے جانا چاہتا ہے — تو کسیکے کلام میں مزہ نہیں پائیگا

بے دھڑک نہ بول اُٹھنا چاہیے — کسی کی بات بیچ میں سے نہ کاٹ دینی چاہیئے

بڑی بھلی بات کو سوچنے والے — حاضر جواب بیہودہ بکنے والوں سے اچھے ہیں

کلام آدمی میں صفتِ کمال ہے — تو بڑی بات کہہ کر اپنے تئیں ناقص نہ کر

تو کم گو کو کبھی شرمندہ نہیں دیکھے گا — ڈھیروں مٹی سے جَو بھر مُشک اچھا

بہت بکواسی بیوقوف سے پرہیز کر — عقلمند کی طرح ایک بات کہہ ور جنچی ہوئی کہہ

تو نے تنو تیر پھینکے اور تنو سو نشانہ سے الگ پڑے - اگر سمجھدار ہے تو ایک ہی پھینک ور سیدھا پھینک

مرد آدمی خفیہ ایسی بات نہیں کہتا — کہ کھل جائے تو شرمندہ ہو

دیوار کے سامنے بھی بدی نہ کر کیونکہ اکثر ہوتا ہے کہ اُس کے پیچھے کوئی کھڑا سُنتا ہے

تیرے دل میں بھید قید ہے ۔ ہوشیار رہ کہ کہیں وہ دروازہ کھلا نہ پائے

عقلمند آدمی نے اس لیے خموشی اختیار کی ہے ۔ کہ دیکھتا ہے شمع زبان نکالنے سے جلی ہے

کہانی بھیدوں کے چھپانیکے بابت میں

تکس نے غلاموں سے ایک بھید کہہ کر منع کر دیا — کہ اسے کسی سے کہنا نہیں

سال بھر بعد اُسکے دل سے زبان پر آیا — اور ایک ہی دن میں جہان میں پھیل گیا

جلاد کو (بادشاہ نے) بے دھڑک حکم دیا — کہ تلوار سے اِن کے سر اُتارے

اُمرا میں سے ایک نے امان مانگ کر عرض کی — کہ غلاموں کو قتل نہ کر کیونکہ یہ گناہ تجھی سے ہوا ہے

توانوں نہ بستی کہ پر چشمہ بود
تو پیدا مکن رازِ دل بر کسے

جواہر بہ گنجینہ داراں سپار
سخن تانگوئی بر و دست ہست

سخن دیو بندے است در چاہِ دل
توانی باز دادن رہ نرّہ دیو

تو دانی کہ چوں دیو رست از قفس
یکے طفل بردارد از رخش بند

بد انسان ناداں چہ خوش گفت زن
مگو آنکہ گر بر ملا او فتد

چو سیلاب شد پیش بستن چہ سود
کہ او خود نگوید بہ ہر ہر کسے

ولے راز با خویشتن پاس دار
چو گفتہ شود یابد او بر تو دست

ببالائے کام ؤ زبانش مہل
ولے باز نتواں گرفتن بریو

نیاید بہ لاحول کس باز پس
نیاید بصد رستم اندر کمند

بدانش سخنگوے یادم مزن
وجودے از آں در بلا او فتد

حکایت سلامت جاہل در پردہ سکوت

یکے خوب خلق و خلق پوش بود
خردمند مردم زنز دیک و دور

تفکر شبے با دل خویش کرد
اگر من چنیں سر بجود در برم

سخن گفت و دشمن بدانست و دوست
حضورش پریشاں شد و کار زشت

در آئینہ گر خویشتن دیدمے
کہ در مصر یک چند خاموش بود

بگر دش چو پروانہ جویانِ نور
کہ پوشیدہ زیرِ زبان است مرد

چہ دانند مردم کہ دانشورم
کہ در مصر ناداں تر از وے ہم اوست

سفر کرد و بر طاق مسجد نبشت
بہ بیدانشی پردہ ندریدمے

تونے پہلے تو بند کیا نہیں جب تک تھی	جب رُو نکلی تو منبع بند کرنے سے کیا فائدہ
تو کسی کے سامنے جی کا بھید نہ کھول	کیونکہ وہ بیشک ہر ایک سے کہدیگا
جواہر خزانچیوں کے سپُرد کر	مگر بھید اپنے دل میں حفاظت سے رکھ
جبتک تونے بات نہیں کہی اُس پر تیرا قابو ہے	جب کہدی جائیگی تو وہ تجھ پر غالب ہو جائیگی
بھید تیرے دل کے کوئیں میں قیدی دیو ہے	تو اُس کو تالو اور زبان تک نہ لا
زبردست دیو کو چھوڑ دینا ممکن ہے	مگر پھر فریب سے پکڑنا ممکن نہیں
تو جانتا ہے کہ جب دیو پنجرے سے نکل گیا	تو پھر کسی کے لاحول پڑھنے سے نہیں پلٹتا
رخش کو بچہ بھی کھول سکتا ہے	مگر سو بہادروں سے پکڑا نہیں جاسکتا

بیوقوف گنوار سے اُس کی بیوی نے کیا اچھی بات کہی۔ کہ سمجھ کر بات کہہ۔ نہیں تو دم نہ مار

ایسی بات نہ کہہ کہ اگر کھل جائے	تو اُس سے کسی پر آفت آئے

چُپ رہنے میں نادان کی سلامتی کا بیان

ایک نیک خو پھٹے پُرانے کپڑے پہنے تھا	جو مصر میں ایک مدت سے چُپ رہتا تھا
دانا آدمی پاس اور دُور سے	پروانہ کیطرح اُسکے گرد نور حاصل کرنیکو آتے تھے
ایک رات اپنے جی میں سوچا	کہ آدمی اپنی زبان تلے چھپا ہوتا ہے
اگر میں یونہی چُپ رہونگا	تو لوگوں کو کیا خبر ہوگی کہ میں عقلمند ہوں
بولا اور دشمن و دوست سب یہ جان گئے	کہ مصر میں اس سے زیادہ نادان تو یہی ہے

لوگوں نے اُسکے پاس آنا جانا چھوڑ دیا اور کام بگڑ گیا۔ وہاں سے چلدیا اور مسجد کی محراب پر لکھ گیا

اگر میں آئینہ میں اپنے تئیں دیکھ لیتا	تو بیوقوف نہ مشہور ہوتا

یعنی میری نادانی ۵۷ سبب گناہ فاش ہونے کے میں اپنے تئیں دانا سمجھتا تھا ۵۸ مطلب یہ ہے کہ خاموشی دانا و نادان دونوں کے لیے اچھی ہے اُسکی توقیر بڑھاتی ہے اُسکا عیب چھپاتی ہے ۵۹ ضمیر جو کچھ دل میں چھپا ہوا ہو یعنی بھید

چنین زشت از آں پردہ برداشتم | کہ خود را نکو روے پنداشتم
کم آواز را باشد آواز تیز | چو گفتی و رونق نماندت گریز
ترا خامشی اے خداوند ہوش | وقار است و نا اہل را پردہ پوش
اگر عالمی ہیبت خود مبر | وگر جاہلی پردۂ خود مدر
ضمیر دل خویش منماے زود | کہ ہر گہ کہ خواہی توانی نمود
ولیکن چو پیدا شود راز مرد | بکوشش نشاید نہاں باز کرد
قلم سر سلطاں چہ نیکو نہفت | کہ تا کارد بر سر نرفتش نگفت
بہائم خموش اند و گویا بشر | پراگندہ گو از بہائم بتر
چو مردم سخن گفت باید بہوش | وگرنہ شدن چوں بہائم خموش
بہ نطق است و عقل آدمی زادہ فاش | چو طوطی سخنگوے و ناداں مباش

حکایت

یکے ناسزا گفت در وقت جنگ | گریباں دریدند وے را بچنگ
قفا خوردہ عریاں و گریاں نشست | جہاں دیدہ گفتش اے خود پرست
چو غنچہ گرت بستہ بودے دہن | دریدہ ندیدے چو گل پیرہن
سراسیمہ گوید سخن پر گزاف | چو طنبور بے مغز بسیار لاف
نہ بینی کہ آتش زبان است و بس | بآبے تواں کشتنش در نفس
اگر ہست مرد از ہنر بہرہ ور | ہنر خود بگوید نہ صاحب ہنر
اگر مشک خالص تو داری مگوے | کہ گر ہست خود فاش گردد ببوے
بسوگند گفتن کہ زر مغربی است | چہ حاجت محک خود بگوید کہ چیست

میں نے ایسا بدصورت بیٹے تئیں اسواسطے ظاہر کیا۔ کہ اپنے تئیں خوب صورت خیال کیا تھا

کم گو کی بہت شہرت ہوتی ہے
جب تو بولا اور آبرو جاتی رہی تو بھاگ

اے ہوشیار چپ رہنا تیرے لیے تو
توقیر کا باعث ہے، اور نالائق کا عیب چھپاتا ہے

پس اگر تو عالم ہے تو اپنا وقر نہ کھو
اور اگر جاہل ہے تو اپنا عیب فاش نہ کر

اپنے دل کا بھید جلدی ظاہر نہ کر
کیونکہ جب چاہیگا ظاہر کر سکے گا

مگر جب آدمی کا بھید ظاہر ہو جاتا ہے
تو پھر کوشش سے چھپایا نہیں جا سکتا

قلم نے بادشاہ کا بھید کیا خوب چھپایا
کہ جبتک اُسکے سر پر چاقو نہ چلا نہ کہا

چوپایے اَن بول ہیں اور آدمی بولتا
مگر بیہودہ بکنے والا چوپایوں سے بدتر ہے

آدمیوں کیطرح بات سمجھ بوجھ سے کہنی چاہیے۔ نہیں تو چوپایوں کی طرح چپ رہنا چاہیے

گویائی اور سمجھ سے آدمی نامور ہے
طوطی کی طرح بولتا اور نادان نہ بن

کہانی

ایک نے لڑتے ہیں گالی دی
لوگوں نے اُسکا گریبان پھاڑ ڈالا

گردنی کھا کر ننگا اور روتا ہوا بیٹھ گیا
ایک تجربہ کار نے اُس سے کہا کہ اے خود پسند

اگر کلی کی طرح تیرا منہ بند رہتا
تو پھول کی طرح کوئی تیرا کرتا پھٹا نہ دیکھتا

بیہودہ گو واہیات بکا کرتا ہے
جیسے اندر سے خالی بائیں بائیں کرتا طنبور

تو دیکھتا نہیں کہ آگ نری زبان ہے
اسی لیے اُسکو دریا پانی سے دم بھر میں بجھا سکتے ہیں

اگر آدمی ہنرمند ہے
تو ہنر خود کہیگا ہنرور کو کیا ضرورت

اگر تیرے پاس خالص مشک ہے تو تو نہ بول۔ کیونکہ اگر (واقع میں خالص ہے) تو وہ خود اپنی بو سے مشہور ہو جائیگا

قسم کھا کر کہنا کہ سونا خالص ہے
کیا ضرور (کیونکہ) کسوٹی خود کہدیگی کہ کیسا ہے

نگویند ازین حرف گیران هزار | که سعدی نه اهل است و آمیزگار
روا باشد ار پوستینم درند | که طاقت ندارم که مغزم برند

حکایت عضد الدوله دیلمی

عضد را پسر سخت رنجور بود | شکیب از نهاد پدر دور بود
یکی پارسا گفتش از روی پند | که بگذار مرغان وحشی ز بند
قفس‌های مرغ سحر خوان شکست | که در بند ماند چو زندان شکست
نگهداشت بر طاق بستان سرای | یکی نامور بلبل خوش سرای
پسر صبحدم سوی بستان شتافت | جز آن مرغ بر طاق ایوان نیافت
بخندید کای بلبل خوش نفس | تو از گفت خود مانده در قفس
ندارد کسی با تو ناگفته کار | ولیکن چو گفتی دلیلش بیار
چو سعدی که چندی زبان بسته بود | ز طعن زبان آوران رسته بود
کسی گیرد آرام دل در کنار | که از صحبت خلق گیرد کنار
مکن عیب خلق ای خردمند فاش | بعیب خود از خلق مشغول باش
چو باطل سرایند مگمار گوش | چو بی ستر بینی بصیرت بپوش

حکایت

شنیدم که در بزم ترکان مست | مریدی دف و چنگ مطرب شکست
چو چنگش کشیدند حالی بموی | غلامان و چون دف زدندش بروی
شب از درد چوگان و سیلی نخفت | دگر روز پیرش بتعلیم گفت

اِس دکم گوئی) سے ہزاروں عیب لگانیوالے یہ کہتے ہیں۔ کہ سعدی لائق اور ملنسار نہیں
اگر وہ میرے عیب ظاہر کریں تو مضائقہ نہیں۔ کیونکہ مجھ میں اتنی طاقت نہیں کہ وہ میرا مغز چاٹیں

عَضُدُ الدَّولہ دَیلمی کی کہانی

عَضُد کا بیٹا نہایت بیمار تھا اور باپ (اس غم سے) بیقرار تھا
ایک پارسا نے اُس سے نصیحت کے طور پر کہا کہ وحشی پرند (جو تیرے ہاں بند ہیں) چھوڑ دے
صبح کے بولنے والے پرندوں کے پنجرے توڑ ڈالے جب قیدخانہ ٹوٹ گیا تو پھر کون قید رہتا؟
باغ کے محل کے دروازہ پر ایک نامی خوش آواز بلبل کو (قید میں) رہنے دیا
لڑکا صبح ہی باغ کی طرف گیا اُس پرندے کے سوا محل کے دروازہ پر (کوئی پرندہ نہ رہا)
ہنسکر بولا کہ اے خوش آواز بلبل! تو اپنے چہچہانے سے پنجرے میں (قید) رہا
بن بولے کوئی تجھ سے سروکار نہیں رکھتا مگر جب تو بولا تو اُس کی دلیل بھی دینی ہوگی
سعدی کی طرح کہ کچھ مدّت تک چُپ رہا اور زبان درازوں کی ملامت سے بچا رہا
اُس شخص کے دل کو چین ملتا ہے جو لوگوں کی صحبت سے الگ رہتا ہے

اے عقلمند! لوگوں کا عیب کھول خلقت کے عیبوں سے آنکھیں بند کرکے اپنے عیبوں کے دیکھنے میں مصروف رہ
جب بیہودہ بکیں تو تُو کان نہ لگا جب بے پردہ دیکھے تو آنکھ بند کرلے

کہانی

میں نے سُنا ہے کہ مست ترکوں کی محفل میں۔ ایک مُرید نے گویّے کا دف اور چنگ توڑ ڈالا
فوراً اُسکے بال پکڑکر غلاموں نے چنگ کی طرح کھینچا اور دف کی طرح مُنہ پر تھپیڑے مارے
چوب اور سیلی کی (چوٹ کے) دکھ سے رات کو نہ سویا۔ دوسرے دن پیر نے اُسے سمجھایا

ظرف مستقر خبر۔ جملہ فعلیہ استفہام انکاری۔ جزاے مقدم۔ جو ظرف زبان مفید معنی شرط۔ شکست فعل زندان فاعل۔ جملہ فعلیہ خبریہ شرط و مزاح

نخواهی که باشی چو دف روی ریش — چو چنگ ای برادر سر انداز پیش

تمثیل

دو کس گرد دیدند و آشوب جنگ — پراگنده نعلین و پرنده سنگ

یکی فتنه دید از طرف بر شکست — یکی در میان آمد و سر شکست

کسی خوشتر از خویشتن دار نیست — که با خوب و زشت کسش کار نیست

ترا دیده در سر نهادند و گوش — دهن جای گفتار و دل جای هوش

مگر باز دانی نشیب از فراز — نگوئی که این کوته است آن دراز

حکایت در فضیلت ستر پوشی

یکی پیش داود طائی نشست — که دیدم فلان صوفی افتاده مست

قی آلوده دستار و پیراهنش — گروه سگان حلقه پیرامنش

چو فرخنده خو این حکایت شنید — ز گوینده ابرو بهم درکشید

زمانی برآشفت و گفت ای رفیق — بکار آید امروز یار شفیق

برو زان مقام شنیعش بیار — که در شرع نهی است و بر خرقه عار

بپشتش برآور چو مردان که مست — عنان طریقت ندارد بدست

نیوشنده شد زین سخن تنگدل — بفکرت فرو رفت چون خر بگل

نه یارا که فرمان نگیرد بگوش — نه رغبت که مست اندر آرد بدوش

زمانی بپیچید و درمان ندید — ره سر کشیدن ز فرمان ندید

کہ اگر تو یہ نہیں چاہتا کہ دف کی طرح اپنا مُنہ زخمی کرائے۔ تو بھی چنگ کی طرح سر جُھکا کے رہ

مِثال

دو شخصوں نے غبار اور غُل غپاڑا اور لڑائی ۔۔۔ اور جوتیاں اُچھلتی اور پتھر پھنکتے دیکھے

ایک تو فساد دیکھکر وہاں سے طرح دیکر نکل گیا ۔۔۔ اور دوسرا بیچ بچاؤ کے لیے آیا اور اپنا سر تُڑوایا

زمانہ سے الگ تھلگ رہنے والے سے بڑھکر کوئی خوش نہیں ۔۔۔ کہ اُسے کسیکے بھلے بُرے سے سروکار نہیں

آنکھیں اور کان تیرے سر میں بنائے ۔۔۔ اور مُنہ کو بات چیت کی جگہ اور عقلکو ہوش کی جگہ بنایا

اِس اُمید پر کہ تو بھلائی بُرائی کو سمجھے ۔۔۔ نہ اسلیے کہ یہ کہے کہ یہ ٹھگنا ہے اور وہ لمبا

پردہ پوشی کی فضیلت کے بیان میں کہانی

ایک مُرید داؤد طائی پاس آکر بیٹھا ۔۔۔ اور کہا کہ فلاں صوفی کو میں نے مست پڑا ہوا دیکھا ہے

(شراب کی) نَے میں اُس کی پگڑی و عمامہ سنا ہوا ۔۔۔ بہت سے کُتے اُسکے گرد حلقہ باندھے ہوسے

جب اُس مبارک خصلت نے یہ بات سُنی ۔۔۔ تو کہنے والے سے ناخوش ہوا

تھوڑی دیر خفا ہو کر بولا کہ یار! ۔۔۔ ایسے ہی وقت مہربان یار کام آیا کرتے ہیں

جا اور اُس رُسوائی کی جگہ سے اُسکو اُٹھا لا ۔۔۔ کیونکہ یہ شرع میں منع ہے اور خرقہ درویشی پر عار

جُوانمردوں کی طرح اُسے پیٹھ پر ڈالکر لا کیونکہ مست۔ رستہ چلنے کی قدرت نہیں رکھتا

وہ سُننے والا اِس بات سے ملول ہوا۔ اور سوچ میں ایسا ڈوبا جیسے گدھا دلدل میں پھنستا ہے

نہ یہ مجال کہ حکم نہ مانے ۔۔۔ نہ یہ جی چاہے کہ مست کو کندھے پر ڈالکر لائے

کچھ دیر پیچ و تاب کھاتا رہا اور کچھ چارہ نہ دیکھا ۔۔۔ حکم سے انکار کرنے کا رستہ نہ پایا

ببسال بست بے اختیارش بدوش — درآورد شہرے بروعام جوش

یکے طعنہ میزد کہ درویش ہین — زہے پارسائی و تقوی و دین

یکے صوفیاں بین کہ مے خوردہ اند — مرقع ببیکی گرو کردہ اند

اشارت کناں این و آں را بدست — کہ ایں سرگراں ست و آں نیم مست

بگردن برازجور دشمن حسام — بہ از شنعت شہر و جوش عوام

بلاخور دو روزے بجنت گذشت — بناکام بردش بجائے کہ داشت

شب از شرمساری و فکرت نخفت — بخندید طائی دگر روز و گفت

فرستد آبروے برادر بکوے — کہ دہرت بریزد بشہر آبروے

در معنی نادیدن عیب کسے

بد اندر حق مردم نیک و بد — مگو اے جوانمرد صاحب خرد

کہ بدمرد را خصم خود میکنی — وگر نیک مرد است بد میکنی

ترا ہر کہ گوید فلاں کس بد است — یقیں داں کہ در پوستین خود است

کہ فعل فلاں را بباید بیاں — وزیں فعل بد مے تراید عیاں

بہ بدگفتن خلق چوں دم زدی — اگر راست گوئی سخن ہم بدی

مرا پیر دانائے مرشد شہاب — دو اندرز فرمود بر روے آب

یکے آنکہ بر خویش خودبیں مباش — دوم آنکہ بر غیر بدبیں مباش

حکایت

زباں کرد شخصے بہ غیبت دراز — بدو گفت دانندہ سرفراز

کمر باندھکر مجبور اُسے کندھے پر
ڈالا اور خلقت اُس پر ٹوٹی پڑتی تھی

ایک طعنہ دیتا تھا کہ درویش کو دیکھنا
داور سے پارسائی و پرہیزگاری و دینداری

ایک کہتا تھا صوفیوں کو دیکھنا کہ شراب پی ہے
گدڑی شراب کے بدلے گرو رکھی ہے

اِسکی اور اُسکی طرف اُنگلی سے اشارہ کرکے کہتے تھے۔ کہ یہ تو نشہ میں چور ہے اور وہ کچھ ہوش میں نہ

گردن پر دشمن کے ظلم سے تیز تلوار چلینی
اہلِ شہر کی ملامت اور عوام کے ہجوم سے تہر ہے

مصیبت اُٹھائی اور دن بھر محنت میں گزارا
اور مجبور اُسے اُسکے گھر پہنچایا

رات بھر شرمندگی اور سوچ کے سبب نہ سویا
دوسرے دن داؤد طائی نے ہنسکر کہا

کہ بھائی کو گلی میں رسوا نہ کر
تاکہ زمانہ تجھے شہر میں رسوا نہ کرے

کسی کا عیب نہ دیکھنے کے بیان میں

اے دانشمند جوانمرد کوئی بھلا ہو یا بُرا
تو اُس کی بُرائی نہ کر

کیونکہ بُرا ہے تو اُسے اپنا دشمن بنائیگا
اور بھلا ہے تو تو بُرا کریگا

جو کوئی تجھ سے یوں کہے کہ فلاں شخص بُرا ہے
تو تو یقین کر کہ وہ اپنے عیب کھول رہا ہے

کیونکہ اُس کی بُرائی ثابت ہونے کے لیے تو دلیل درکار ہے۔ اور تیری اس غیبت سے صریحاً بُرائی ٹپک رہی ہے

اگر تو نے لوگوں کی بدگوئی پر کمر باندھی
تو گو تو سچ کہتا ہے تو بھی یہ بُری بات ہے

مجھ کو دانشمند ہادی پیر شہاب الدین نے
دریا کے کنارہ (یا کشتی میں) دو نصیحتیں کیں

ایک یہ کہ اپنی عبادت پر نازاں نہو
دوسرے یہ کہ اوروں کی نسبت بدگمان نہو

کہانی

ایک شخص نے کسی کی غیبت کرنیکو زبان کھولی۔ ایک عالی مرتبہ عارف نے اُس سے کہا

که بادِ کساں پیشِ من بد مکن / مرا بدگماں در حقِ خود مکن

گرفتم ز تمکینِ او کم نمود / نخواهد بجاهِ تو اندر فزود

حکایت

کسے گفت و پنداشتم طیبت است / که دزدی بساماں تر از غیبت است

بدو گفتم اے یارِ آشفته هوش / شگفت آید ایں در استانم بگوش

بناراستی در چه دیدی بهی / که بر غیبتش مرتبت مے نهی

بگفتا که دزداں تهوّر کنند / ببازوے مردی شکم پُر کنند

ز غیبت چه میخواهد آں ساده مرد / که دیواں سیه کرد و چیزے نخورد

حکایت

مرا در نظامیّه ادرار بود / شب و روز تلقین و تکرار بود

مر استاد را گفتم اے پُر خرد / فلاں یار برمن حسد مے برد

چو من دادِ معنی دهم در حدیث / برآید بهم اندرونِ خبیث

شنید ایں سخن پیشواے ادب / به تندی برآشفت و گفت اے عجب

حسودی پسندت نیاید ز دوست / ندانم که گفتت که غیبت نکوست

گر او راهِ دوزخ گرفت از خسی / ازیں راهِ دیگر تو در وے رسی

حکایت

کسے گفت حجّاج خونخواره ایست / دلش همچو سنگِ سیه پاره ایست

نترسد همے زآه و فریادِ خلق / خدایا تو بستاں ازو دادِ خلق

جهاندیده پیرِ دیرینه زاد / جواں را یکے پندِ پیرانه داد

کہ میرے سامنے لوگوں کا بُری طرح ذکر کر	مجھے اپنی نسبت بدگمان نہ کر
میں نے فرض کیا کہ غیبت نے اُنکی عزت گھٹا دی	مگر تیرا مرتبہ نہیں بڑھا ئیگی

کہانی

ایک شخص نے کہا اور میں سمجھا نداق ہے	کہ چوری غیبت سے زیادہ فائدہ مند ہے
میں نے اُس سے کہا کہ اے پریشان عقل یار	مجھے تیری یہ بات انوکھی معلوم ہوتی ہے
تونے چوری میں کیا خوبی دیکھی	کہ اُسکو غیبت پر ترجیح دیتا ہے
بُولا کہ چور بڑی بہادری کرتے ہیں	اور مردانگی سے پیٹ بھرتے ہیں
غیبت سے وہ احمق کیا فائدہ اُٹھاتا ہے	کہ اعمال نامہ سیاہ کرتاہے اور کچھ نہیں کھاتا

کہانی

مدرسہ نظامیہ میں میرا وظیفہ مقرر تھا	رات دن پڑھانے اور تکرار کرنے سے کام تھا
مَیں نے اُستاد سے کہا کہ اے سراپا دانش!	فُلاں دوست مجھ سے جلتا ہے

جب میں فصاحت کے ساتھ مطلب (یا حدیث کے معنی) بیان کرتا ہوں۔ تو اُس پلید کا جی جل جاتا ہے

اور سکھانیوالے اُستاد نے یہ بات سُنی	اور نہایت غصہ ہوکر کہا کہ بڑا تعجب ہے
تجھ کو دوست کا حسد کرنا پسند نہیں آتا	اور میں نہیں جانتا یہ تجھ سے کس نے کہا کہ غیبت کرنی اچھی ہے
اگر اُس نے حسد کی وجہ سے دوزخ کا رستہ لیا	تو تو اِس دوسرے رستہ سے اُس میں داخل ہوگا

کہانی

ایک شخص نے کہا کہ حجاج بڑا ظالم ہے	اور اُسکا دل ایک کالے پتھر کے ٹکڑے جیسا ہے
خلقت کی آہ و فریاد سے نہیں ڈرتا	اے خدا تو اِس سے خلقت کا بدلا لے
ایک بہت بوڑھے جہاندیدہ شخص نے	اُس جوان کو ایک بڈھوں کی سی نصیحت کی

یا مفعول بہ بواسطہ حرف - جملہ فعلیہ خبریہ مستدرک - کل جملہ استدراکیہ

گزو وادِ مظلوم مسکین او | بخواهند واز دیگران کین او
تو دست از وی و روزگارش بدار | که خود زیر دستش کند روزگار
نه بیداد ازو بهره مند آمدم | نه نیز از تو غیبت پسند آمدم
به دوزخ برد مدبرے را گناه | که پیمانه پُر کرد و دیوان سیاه
دگر کس بغیبت پئش میدود | مبادا که تنها بدوزخ رود

حکایت

بطفلی درم رغبت روزه خاست | ندانستمے چپ کدام است و راست
یکے عابد از پارسایان کوے | همے شستن آموختم دست و روے
که بسم الله اول بسنّت بگوے | دوم نیت آور سوم کف بشوے
پس آنگه دهن شوے و بینی سه بار | مناخر بانگشت کوچک بخار
بسبابه دندان پیشین بمال | که نهی است مسواک بعد از زوال
وز آن پس سه مشت آب بر روے زن | ز رستنگه موے سر تا ذقن
دگر دستها تا بمرفق بشوے | ز تسبیح و ذکر آنچه دانی بگوے
دگر مسح سر بعد از آن غسل پاے | همین است و ختمش بنام خداے
کس از من نداند درین شیوه به | نه بینی که فرتوت شد پیر ده
شنید این سخن ده خداے قدیم | بشورید و گفت اے خبیث رجیم
نه مسواک در روزه گفتی خطاست | بنی آدم مرده خوردن رواست
دهان گو ز ناگفتنیها نخست | بشو آنگه از خوردنیها بشست
کسے را که نام آید اندر میان | به نیکوترین نام و نعتش بخوان

کھیے کہ جیسے غیبت و بدگوئی وغیرہ سے منہ بند کرکے پھر کھانے پینے سے۔ لفظ گو کے ساتھ زر کے اتصال سے جو قباحت پیدا ہوئی ہو صاحب فہم پر ظاہر ہے

کہ اُس سے تو اُسکے غریب مظلوم کا بدلا لینگے اور اوروں سے اُس کی دشمنی کا

تو اُس سے اور اُسکے حال سے تعرض کر کہ زمانہ آپ اُسے مقہور کریگا

مجھے نہ اُس کا ظلم پسند آیا اور نہ تیری غیبت کرنی بھلی معلوم ہوئی

اُس بدبخت کو گناہ دوزخ کی طرف لیے جاتا ہے جس نے عمر گنوائی اور اعمال نامہ سیاہ کیا

اور دوسرا شخص غیبت کرکے اُسکے پیچھے دوڑتا ہے۔ کہ کہیں وہ اکیلا ہی دوزخ میں نہ جاے

کہانی

چھٹپنے میں روزہ رکھنے کو میرا جی چاہا۔ (اُسوقت) میں بھی نجانتا تھا کہ بایاں کونسا اور دہنا کونسا

محلّے کے پرہیزگاروں میں سے ایک عابد نے مجھے وضو کرنا سکھایا

کہ پہلے سُنّت کے موافق بسم اللہ کہہ دوسرے نیت کر تیسرے ہاتھ دھو

پھر تین بار کُلّی کر اور ناک میں پانی دے اور نتھنوں میں چھنگلیا پھیر

کلمہ کی اُنگلی سے آگے کے دانت مل کیونکہ دن ڈھلے مسواک کرنی منع ہے

اسکے بعد تین چلّو پانی سے مُنہ دھو سر کے بالوں کی نکلنے کی جگہ سے ٹھوڑی تک

پھر ہاتھ کہنیوں تک دھو اور تسبیح و ذکرِ خدا جو کچھ جانتا ہے وہ کر

پھر سر کا مسح اُسکے بعد پانو دھونے (وضو کے ارکان) یہی ہیں۔ اور اُسے خدا کے نام پر ختم کر

یہ باتیں کوئی مجھ سے بہتر نہیں جانتا دیکھتا نہیں کہ گانو کا پیر بہت بوڑھا ہو گیا

گانو کے پُرانے رئیس نے یہ بات سُنی اور جھنجلا کر بولا کہ اے پلید مردود!

تو نے روزہ میں مسواک کرنی تو منع بتائی اور کیا مرے ہوئے آدمی کا (گوشت) کھانا جائز ہے

(اُس سے) کہدے کہ پہلے نہ کہنے قابل باتوں سے مُنہ کو بند کر۔ پھر نہ کھانے قابل چیزوں سے بند کیجو

جس شخص کا ذکر آئے اُس کو اچھے نام و لقب سے یاد کر

چو همواره گوئی که مردم خراند | مبر ظن که نامت به نیکی برند
چناں گوے سیرت بکوے اندرم | که گفتن توانی برو اندرم
وگر شرمت از دیدهٔ ناظر ست | نه بے بصر غیب داں حاضر است
نیاید ہمے شرمت از خویشتن | که حق حاضر و شرم داری ز من

حکایت

چه خوش گفت دیوانهٔ مرغزی | حدیثے کزاں لب بدنداں گزی
من ار نام مردم بزشتی برم | نگویم بجز غیبت مادرم
که دانند پروردگان خرد | که طاعت ہماں به که مادر برد
رفیقے که غائب شد اے نیکنام | دو چیزست ازو بر رفیقاں حرام
یکے آنکه مالش بباطل خورند | دوم آنکه نامش بزشتی برند
ہر آنکو برد نام مردم بعار | تو چشم نکو گوئی از وے مدار
که اندر قفاے تو گوید ہماں | که پیش تو گفت از پس مردماں
کسے پیش من در جہاں عاقل است | که مشغول خود و ز جہاں غافل است

حکایت

سه کس را شنیدم که غیبت رواست | چو زیں در گذشتی چهارم خطاست
یکے پادشاه ملامت پسند | کزو بر دل خلق بینی گزند
حلال ست ازو نقل کردن خبر | که تا خلق باشند ازو بر حذر
دوم پرده بر بیحیائے متن | که خود میدرد پردهٔ خویشتن
ز حوضش مدار اے برادر نگاه | که او مے درافتد بگردن بچاه

جب تو ہمیشہ یہ کہتا ہے کہ لوگ گدھے ہیں ۔ تو یہ گمان نہ کر کہ تیرا ذکر اچھی طرح کرینگے

میری خصلت محلہ میں اِس طرح بیان کر
جس طرح میرے مُنہ پر بھی کر سکے

اور اگر تجھے دیکھنے کی شرم ہے ۔ تو تو اندھا نہیں ہے (دیکھ کہ) چھپی باتوں کا جاننے والا (ہر جگہ) حاضر ہے

تجھے اپنے فعل سے شرم نہیں آتی
کہ خدا حاضر ہے اور تو مجھ سے شرماتا ہے

کہانی

مَرغزی کے دیوانہ نے کیسی عمدہ بات کہی ہے جس کو سنکر تو ہونٹ کاٹے گا

کہ اگر میں کسی شخص کی غیبت کروں
تو اپنی ماں کی غیبت کے سوا کسی کی نکروں

کیونکہ عقلمند جانتے ہیں
کہ وُہی عبادت اچھی ہے جسکا ثواب ماں کو ملے

اے نیکنام جو دوست (نظر سے) غائب ہو
دوستوں پر اُس کی دو چیزیں حرام ہیں

ایک یہ کہ اُس کا مال ناحق کھائیں
دوسرے یہ کہ اُس کی غیبت کریں

جو شخص لوگوں کی بدگوئی کرتا ہے
تو اُس سے بھلا کہنے کی آس نہ رکھ

کیونکہ تیرے پیٹھ پیچھے بھی وہی کہیگا
جو تیرے سامنے اوروں کے پیٹھ پیچھے کہا ہے

میرے نزدیک دنیا میں وہ شخص عقلمند ہے
جو اپنے کام میں مشغول اور جہان سے غافل ہے

کہانی

میں نے سُنا ہے کہ تین آدمیوں کی غیبت کرنی جائز ہے ۔ جب اِن سے گزرا تو چوتھے کی منع ہے

ایک ملامت کو پسند کرنیوالا (ڈِھیٹ) بادشاہ ۔ جس سے خلقت کا جی دُکھے

اُسکا حال بیان کرنا جائز ہے
تاکہ لوگ اُس سے بچتے رہیں

دوسرے اُس بیحیا کے عیب نہ چھُپا
جو آپ اپنے عیب کھولتا ہے

بھائی ! تو اُس کو حوض سے نہ بچا ۔ کیونکہ وہ تو خود گردن کے بَل کنوئیں میں گرتا ہے

کہ صلہ و صفت ایک ہی ہے فرق یہ ہے کہ جب صفت جملہ تام ہوتی ہے تو اُسکو صلہ کہتے ہیں اور موصوف کو موصول ۔ اور بعض میں ایک

سیوم گر ترازوی ناراست گوی / زفعل بدش هرچه دانی بگوی

حکایت

شنیدم که دزدی درآمد ز دشت / بدروازهٔ سیستان برگذشت

چو چیزی خرید از بقال کو / زماکول و طعمے که بالیست ازو

بدزدید بقال ازو نیم دانگ / برآورد دزد سیه کار بانگ

خدایا تو شب رو بآتش مسوز / که ره میزند سیستانی بروز

حکایت

یکی گفت با صوفی با صفا / ندانی فلانت چه گفت از قفا

بگفتا خموش ای برادر بخفت / ندانسته بهتر که دشمن چه گفت

کسانیکه پیغام دشمن برند / ز دشمن همانا که دشمن تراند

کسی قول دشمن نیارد بدوست / جز آنکس که در دشمنی یار اوست

نیارست دشمن جفا گفتنم / چنان کز شنیدن بلرزد تنم

تو دشمن تری کاوری بر دهان / که دشمن چنین گفت اندر نهان

سخن چین کند تازه جنگ قدیم / بخشم آورد نیک مرد سلیم

ازآن همنشین تا توانی گریز / که مر فتنهٔ خفته را گفت خیز

سیه چال و مرد اندر و بسته پای / به از فتنه از جای بردن بجای

میان دو تن جنگ چون آتش است / سخن چین بدبخت هیزم کش است

حکایت

فریدون وزیری پسندیده داشت / که روشن دل و دور بین دیده داشت

ایک شہر کا نام ہے جو رستم کا وطن تھا اس کا نام زابلستان و نیمروز بھی ہے ۵۳ بقال بنیے کو کہنا عوام عرب کا لغت ہے۔ خواص بدّال کہتے ہیں فارسی و اردو میں بقال ہی بہت مستعمل ہے

تیسرے کم تو سننے والا ڈھوکے باز | اُسکا جو کچھ عیب جانتا ہے کہدے

کہانی

میں نے سُنا ہے کہ دخست سے ایک چور آیا - اور سیستان کے دروازہ پر پہنچا

جب محلّہ کے بنیے سے کچھ کھانے پینے کی چیز جو درکار تھی مول لی

تو بنیے نے اُسکا آدھا دانگ چُرالیا | بدکار چور چلّایا

کہ الٰہی تو چور کو (دوزخ کی) آگ میں جلائیو | کیونکہ یہ سیستانی دن دہاڑے لُوٹتا ہے

کہانی

ایک شخص نے ایک صوفی صاف دل سے کہا - کہ سُنا بھی فلاں شخص نے تیرے پیٹھ پیچھے کیا کہا

بولا کہ بھائی خاموش رہ اور آرام کر | کیونکہ دشمن جو کچھ کہے اُس کی خبر نہونی اچھی

جو لوگ دشمن کا پیغام پہنچاتے ہیں - وہ بیشک دشمن سے بڑھکر دشمن ہیں -

اُس شخص کے سوا کوئی دشمن کی بات دوست سے آکر نہیں کہتا جو دشمنی میں اُسی جیسا ہے

دشمن مجھے اس طرح سخت سُست باتیں نہ کہہ سکا کہ اُنکے سُننے سے مجھے غصّہ آتا

تو اُس سے بڑھکر ہے کیونکہ میرے مُنہ پر لایا - کہ دشمن نے پیٹھ پیچھے یوں کہا

لُتر اپرانی لڑائی کو تازہ کر دیتا ہے | اور غمخور بھلے مانس کو بھڑکاتا ہے

اُس ہمنشین سے جہانتک ہوسکے کنارہ کر - جو سُوتے فتنہ کو جگائے

اندھے کنویں میں آدمی کا قید ہونا | فتنہ کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچانے سے بہتر ہے

دو شخصوں میں لڑائی مثل آگ کے ہے | اور بدبخت چغلخور (اُس میں) لکڑیاں ڈالنے والا

کہانی

فریدوں کے ہاں ایک نیک خصلت وزیر تھا | جو روشن دل اور دور اندیش تھا

دونو ملکر ظرف - است کلمہ رابطہ - جملہ اسمیہ معطوف علیہ - واو عاطفہ محذوف - سخن چین بدبخت مرکب وصفی مبتدا - ہیزم کش خبر - است کلمہ رابطہ

رضای حق اول نگهداشتی — دگر پاس فرمان شه داشتی

نهد عامل سفله بر خلق رنج — که تدبیر ملک است و توفیر گنج

اگر جانب حق نداری نگاه — گزندت رساند هم از پادشاه

یکی رفت پیش ملک بامداد — که هر روزت آسایش و کام باد

غرض مشنو از من نصیحت پذیر — ترا در نهان دشمن است این وزیر

کس از خاص لشکر نماندست و عام — که سیم و زر از وی ندارد بوام

بشرطیکه چون شاه گردن فراز — بمیرد دهند آن زر و سیم باز

نخواهد ترا زنده آن خودپرست — مبادا که نقدش نیاید بدست

یکی سوی دستور دولت پناه — بچشم سیاست نگه کرد شاه

که در صورت دوستی پیش من — بخاطر چرائی بداندیش من

زمین پیش تختش ببوسید و گفت — چو پرسیدی اکنون نشاید نهفت

چنین خواهم ای نامور پادشاه — که باشند خلقت همه نیکخواه

چو مرگت بود وعدهٔ سیم من — بقایت خواهندت از بیم من

نخواهی که مردم بصدق و نیاز — سرت سبز خواهند و عمرت دراز

غنیمت شمارند مردان دعا — که جوشن بود پیش تیر بلا

پسندید ازو شهریار آنچه گفت — گل رویش از تازگی بر شگفت

ز قدرش مکانی که دستور داشت — مکانش بیفزود و قدرش فراشت

ندیدم ز غماز سرگشته تر — نگون طالع و بخت برگشته تر

ز نادانی و تیره رائی که اوست — خلاف افگند در میان دو دوست

پہلے خدا کی رضامندی ملحوظ رکھتا | پھر بادشاہ کے حکم کا پاس کرتا
کمینہ عامل اس خیال سے خلقت کو تکلیف دیتا ہے | کہ اسمیں ملک کا انتظام اور خزانہ کی بڑھوتری ہے
اگر تو خدا (کی رضامندی) کا پاس نہ کریگا | تو وہ اُسی بادشاہ سے تجھ کو تکلیف پہنچوائیگا

ایک شخص صبح کو بادشاہ پاس گیا (اور دُعا دی) کہ تجھے ہر روز آرام اور کامرانی نصیب ہو

غرض نہ سمجھ (بلکہ) نصیحت (جانکر) مان | کہ یہ وزیر باطن میں تیرا دشمن ہے

لشکر کے اعلےٰ و ادنےٰ لوگوں میں سے کوئی ایسا نہیں جسکو اس نے روپیہ اشرفی قرض نہ دے رکھی ہو

اس وعدہ پر کہ جب بادشاہ سرفراز | مر جائے تو وہ روپیہ اشرفی چکادیں
وہ خود غرض تیری زندگی نہیں چاہتا | اسلیے کہ کہیں اُسکا روپیہ ہاتھ نہ لگے

ایک دفعہ وزیر کی طرف جو سلطنت کی پناہ تھا - بادشاہ نے غصہ کی نظر سے دیکھا

(اور کہا) کہ تو ظاہر میں تو میرا دوست ہے | (پھر) باطن میں کیوں میرا بدخواہ ہے
(وزیر نے) تخت کے سامنے مُجرا کرکے کہا | کہ تو نے پوچھا ہے تو اب مجھے چھپانا نہیں چاہیئے
اے نامور بادشاہ! میں یہ چاہتا ہوں | کہ لوگ تیرے خیر خواہ رہیں

جب میرا روپیہ ادا کرنے کا وعدہ تیری موت ہوگی۔ تو میرے وعدہ کی نسبت سے تیری زندگی زیادہ چاہیں گے
کیا تو نہیں چاہتا کہ لوگ سچائی اور عاجزی کے ساتھ۔ تیری خوشحالی اور درازیِ عمر کی دُعا مانگیں
مرد دعا کو غنیمت سمجھتے ہیں۔ کیونکہ (دُعا) بلا کے تیر کے روبرو بکتر کا کام دیتی ہے
اُس نے جو کچھ کہا وہ بادشاہ کو پسند آیا۔ اور اُسکے چہرہ کا پھول خوشی سے کھل گیا

وزیر کا جو مرتبہ اور درجہ تھا اُس سے | اُسکا مرتبہ و درجہ بڑھا دیا
میں نے چغلخور سے بڑھکر کوئی پریشان | اور بدبخت و بدنصیب نہیں دیکھا
اپنی نادانی و ناعاقبت اندیشی کے سبب | دو دوستوں میں لڑائی کروادیتا ہے

کنند این و آن خوش دگر باده دل
وے اندر میان کور بخت و خجل

میان دو کس آتش افروختن
نه عقل ست خود در میان سوختن

چو سعدی کسے ذوق خلوت چشید
که از هر دو عالم زبان در کشید

بگو آنچه دانی سخن سودمند
وگر هیچکس را نیاید پسند

که فردا پشیمان بر آرد خروش
که آیا چرا حق نکردم بگوش

گفتار در بیان تربیت اولاد

پسر چون ز ده بر گذشتش سنین
ز نامحرمان گو فراتر نشین

بر پنبه آتش نشاید فروخت
که تا چشم برهم زنی خانه سوخت

چو خواهی که نامت بماند بجاے
پسر را خردمندی آموز و راے

که گر عقل و رایش نباشد بسے
بمیری و از تو نماند کسے

بسا روزگارا که سختی برد
پسر چون پدر نازکش پرورد

خردمند و پرهیزگارش بر آر
گرش دوست داری بنازش مدار

بخردی درش زجر و تعلیم کن
به نیک و بدش وعده و بیم کن

نو آموز را ذکر و تحسین و زه
ز توبیخ و تهدید استاد به

بیاموز پرورده را دست رنج
وگر دست داری چو قارون به گنج

مکن تکیه بر دستگاهے که هست
که باشد که نعمت نماند بدست

بپایان رسد کیسهٔ سیم و زر
نگردد تهی کیسهٔ پیشه ور

چه دانی که گردیدن روزگار
بغربت بگرداندش در دیار

مگر وہ دونو پھر ملاپ کر لیتے ہیں — اور یہ بیچ میں ذلیل و شرمندہ ہوتا ہے

دو شخصوں میں (لڑائی کی) آگ بھڑکانی — اور آپ بیچ میں جلنا عقل کی بات نہیں

اُس شخص نے سعدی کی طرح خلوت کا مزا پایا — جس نے بھلے بُرے سب کے ذکر سے آنکھوں کا

جو اچھی بات تجھے معلوم ہو وہ کہدے — اگرچہ نالائق کو پسند نہ آئے

کیونکہ وہ کل پچھتا کر کہیگا — کہ ہے ہے میں نے سچی بات کیوں نہ مانی

اولاد کی تربیت کا ذکر

جب لڑکے کی عُمر دس برس سے گزر گئی — تو اُس سے کہہ کہ نامحرموں سے الگ رہ

روئی کے قریب آگ نہ جلانی چاہئے — کیونکہ پلک جھپکاتے میں گھر جل جائیگا

اگر تو یہ چاہتا ہے کہ تیرا نام برقرار رہے — تو لڑکے کو ہنر و علم سکھا

کیونکہ اگر اُسمیں عقل و علم بہت سا نہو گا — تو تیرے مرنیکے بعد تیرا یادگار نرہیگا

لڑکا مدتوں سختی اُٹھائے گا — اگر باپ اُسکو ناز و نعمت سے پالیگا

اُسے عقلمند اور پرہیزگار اُٹھا — اگر تجھے اُس سے محبت ہے تو لاڈ سے نہ پال

بچپنے میں اُسے (بُری بات سے) روک اور (اچھی باتیں) سکھا - اور بھلائی پر وعدہ کر اور شرارت پر دھمکا

نو آموز کے لیے تعریف اور شاباش — اُستاد کی تنبیہ اور دھمکی سے بہتر ہے

بچہ کو ہنر سکھا — اگرچہ تیرے پاس مثل قارون کے خزانہ ہو

تجھے جو آسودگی حاصل ہے اُس پر بھروسا نکر - کیونکہ شاید وہ دولت نہ رہے

روپیوں اشرفیوں کی تھیلی خالی ہوجاتی ہے - مگر پیشہ ور کی تھیلی خالی نہیں ہوتی

تجھے کیا معلوم ہے کہ زمانہ کی گردش — اُسے شہروں میں سفر کرائے

متعلق - جملہ انشائیہ مقولہ - قول و مقولہ ملکر جملہ انشائیہ جزا - جملہ شرطیہ خبر مبتدا - کل جملہ اسمیہ [illegible] عقل حوالے موصوف - بے صفت

چو بر پیشهٔ باشدش دسترس — کجا دستِ حاجت برد پیشِ کس
ندانی که سعدی مکاں از چه یافت — نه هاموں نوشت و نه دریا شگافت
بخُردی بخورد از بزرگاں قفا — خدا دادش اندر بزرگی صفا
هر آنکس که گردن بفرماں نهد — بسے برنیاید که فرماں دهد
هر آں طفل کو جورِ آموزگار — نبیند جفا بیند از روزگار
پسر رانکو دار و راحت رساں — که چشمش نماند بدستِ کساں
هر آنکس که فرزند را غم نخورد — دگر کس غمش خورد و آواره کرد
نگهدار ز آمیزگارِ بدش — که بد بخت و بے ره کند چوں خودش
پسر کو میانِ قلندر نشست — پدر گو ز خیرش فرو شوے دست
دریغش مخور بر هلاک و تلف — که پیش از پدر مرده به ناخلف

گفتار در عدمِ التفات بر قولِ اہلِ دنیا

اگر در جہاں از جہاں رستہ ایست — در از خلق بر خویشتن بستہ ایست
کس از دستِ جورِ زبانہا نرست — اگر خود نمائے است وگر حق پرست
اگر بر پری چوں ملک ز آسماں — بدامن در آویزدت بد گماں
بکوشش تواں دجلہ را پیش بست — نشاید زبانِ بد اندیش بست
فراہم نشینند تر دامناں — کہ ایں زہد خشک است و آں دامِ ناں
تو رو از پرستیدنِ حق مپیچ — بہل تا نگیرند خلقت ہیچ
چو راضی شد از بندہ یزدانِ پاک — گر اینہا نگردند راضی چہ باک

اگر کوئی کام ہاتھ میں پڑا ہوگا ۔ تو کسیکے سامنے مانگنے کو ہاتھ نہیں پھیلائیگا

تجھے معلوم نہیں کہ سعدی نے کس بات سے یہ رتبہ پایا۔ خشکی و تری کا سفر ہی نہیں کیا

(بلکہ) بچپنے میں بڑوں کی مار کھائی ۔ اسلیے خدانے اُسے بڑپن میں ممتاز کیا

جو شخص (بڑوں کا) حکم مانتا ہے ۔ وہ تھوڑی ہی مدت بعد حکومت کرنے لگتا ہے

جو لڑکا اُستاد کی مار ۔ نہیں کھاتا وہ زمانہ کی سختی اُٹھاتا ہے

لڑکے کو اچھی طرح رکھ اور تکلیف نہ دے ۔ تاکہ وہ اوروں کا ہاتھ نہ تکے

جس شخص نے اپنے بچّہ کی خبر نہ لی ۔ اُسکے بچّہ کی خبر اوروں نے لی اور آوارہ کیا

بُرے یاروں سے اُسے الگ رکھ ۔ کیونکہ وہ اپنی طرح اُسے بھی بدنصیب گمراہ کردینگے

جو لڑکا رندوں (کی صحبت) میں بیٹھا ۔ اُسکے باپ سے کہو کہ اُسکی بھلائی سے ہاتھ دھو

اُسکے مرنے اور کھوئے جانے پر افسوس کر ۔ کیونکہ نالائق بچّہ کا باپ سے پہلے مرجانا بہتر ہے

دُنیا داروں کی باتوں پر توجہ نکرنیکا بیان

اگر کوئی جہانمیں اہلِ جہان کی ملامت سے چھوٹا ہے۔ تو وہ شخص ہے جس نے خلقت سے ملنا جلنا چھوڑ دیا ہے

(لوگوں کی) بدزبانی سے کوئی نہیں چھوٹا ۔ ریاکار ہے تو اور عابدِ مخلص ہے تو

اگر تو فرشتوں کی طرح آسمان کے اوپر اُڑ جائے۔ تو بھی بدگمان تیرا پیچھا نہ چھوڑیگا

تو کوشش سے دجلہ کا منبع بند کر سکتا ہے ۔ مگر بد کی زبان بند نہیں کر سکتا

بدکار اکٹھے ہوکر بیٹھتے ہیں (اور کہتے ہیں) ۔ کہ یہ زہدِ خشک ہے اور وہ روٹی کمانیکے لیے جال

تو حق پرستی سے مُنہ نہ موڑ ۔ اُنکا کچھ خیال نہ کر یہانتک کہ لوگ تجھے کچھ بھی نہ سمجھیں

جب بندہ سے خدا پاک راضی ہوگیا ۔ تو اُنکے راضی نہونے کی کیا پروا

عہ پر ترکیب مبتدا / موصول باقی مصرعہ صلہ / دوسرا مصرعہ خبر مبتدا ۔ اسیے / یعنی زیادہ ریاضت فاعل پایا / مخذوف ہے / بیان الیہ / ع ترکیب فعل مبتدا / موصول ۔ کاف بیانیہ / کے لیے ۔ نہ مبتدا فعل ۔ اور / فاعل ۔ جو اسکا مرکب / فاعل ۔ جملہ فعلیہ خبر مبتدا

اضافی مفعول بہ ۔ باقی / سے ترکیب مبتدا موصوف / مصرع صلہ ۔ ضمیر مضاف ۔ وزیر مضاف / دونوں ملکر مفعول بہ ۔ جزو فعل / مرکب صفتی فاعل ۔ ضمیر مضاف / وزیر مضاف محذوف ۔ ش مضاف الیہ / مفعول ملکر مفعول بہ ۔ جملہ فعلیہ معطوف علیہ / اور آوارہ کرد / دونوں ملکر خبر مبتدا ۔ جملہ فعلیہ معطوف

للعہ پسر مبتدا ۔ سے موصول بحذف یا / موصول ۔ باقی مصرع صلہ ۔ گر فعل / با فاعل ۔ پدر مضاف ۔ ش / مضاف الیہ محذوف ۔ دونوں ملکر / مفعول بہ ۔ باقی مصرع ۔ معطوف جملہ / از ان ۔ خبر مبتدا ۔ عہ پیش مضاف / دجلہ مضاف الیہ

اضافی ۔ عہ ہیں کا / مفعول بہ ۔ خیال خلق / محذوف ہے ۔ خلقت / کی ۔ ت مفعول بہ ہے / عہ جملہ شرطیہ جزا ہے

بد اندیشِ خلق از حق آگاه نیست — ز غوغاے خلقش بحق راه نیست

ازاں رہ بجائے نیاوردہ اند — کہ اوّل قدم پے غلط بردہ اند

دو کس بر حدیثے گمارند گوش — یکے نکتہ چین و دگر مردِ ہوش

یکے پند گیرد دگر ناپسند — نہ پردازد از حرف گیری بہ پند

فروماندہ در کنجِ تاریک جاے — چہ دریابد از جامِ گیتی نماے

مپندار گر شیر وگر روبہی — کزیناں بمردی و حیلت رہی

اگر کنجِ خلوت گزیند کسے — کہ پرواے صحبت ندارد بسے

مذمت کنندش کہ زرق است وریو — ز مردم چناں میگریزد کہ دیو

وگر خندہ روے است و آمیزگار — عفیفش ندانند و پرہیزگار

غنی را بہ غیبت بکاوند پوست — کہ فرعون اگر ہست در عالم اوست

وگر مردِ درویش در سختی است — بگویند ز ادبار و بدبختی است

وگر کامرانے در آید ز پاے — غنیمت شمارند و فضلِ خداے

کہ تا چند ازیں جاہ و گردنکشی — خوشی را بود در قفا ناخوشی

وگر تنگدستے تنک مایۂ — سعادت بلندش کند پایۂ

بخایندش از کینہ دنداں بزہر — کہ دوں پرور است ایں فرومایہ دہر

چو بینند کارے بدستت درست — حریصت شمارند و دنیا پرست

وگر دستِ ہمت بدآری ز کار — گدا پیشہ خوانندت و پختہ خوار

وگر ناطقی طبلِ پُر یاوہ — وگر خامشی نقشِ گرماوہ

تحمل کناں را نخوانند مرد — کہ بیچارہ از بیم سر بر نکرد

خلقت کا بُرا چاہنے والا خدا سے بے خبر ہے۔ خلقت کے غل غپاڑے سے اُسے خدا کیطرف توجہ نہیں

(بدگو) اِس سبب سے کسی رُتبہ کو نہیں پہنچے | کہ پہلے ہی قدم پر کھوج بھولے -

دو شخص بات پر کان دھرتے ہیں | ایک عیب جُو - دوسرا سمجھدار -

ایک نصیحت مانتا ہے دوسرا نفرت کرتا ہے | اور عیب جوئی کے سبب نصیحت نہیں سنتا

اندھیرے کونے میں پڑا ہوا | جامِ گیتی نما سے کیا فائدہ اُٹھائے

تُو شیر ہے یا لومڑی ہے تو یہ نہ خیال کر | کہ اِن لوگوں سے بہادری یا مکر سے نجات پائیگا

اگر کوئی خلوت کے گوشہ میں بیٹھے | اِسوجہ سے کہ اُسکو میل جول سے بہت رغبت نہیں

تو اُسکو یہ عیب لگائینگے کہ ریا اور دُھوکا ہے | لوگوں سے ایسا بھاگتا ہے جیسے جِن

اور اگر ہنس مکھ اور ملنسار ہے | تو اُسکو پاکدامن و پارسا نہیں سمجھیں گے

مالدار کے پیٹھ پیچھے یہ عیب لگاتے ہیں | کہ اگر دنیا میں فرعون ہے تو یہی ہے

اور اگر مفلس مصیبت میں پھنسا ہوا ہے | تو کہتے ہیں کہ یہ اِدبار اور بدنصیبی سے ہے

اور اگر کوئی کامدار معزول ہو جائے | تو غنیمت سمجھیں اور خدا کا فضل جانیں

(اور کہیں) کہ یہ رُتبہ اور گھمنڈ کبتک رہتا | خوشی کے پیچھے رنج ہوتا ہی ہے

اور اگر اقبال کسی محتاج مفلس کا مرتبہ بڑھاوے

تو حسد سے جلکر دانت پیسیں (اور کہیں) کہ یہ کمینہ زمانہ سفلہ پرور ہے

جب تجھے کسی منصب پر دیکھیں | تو لالچی اور دُنیادار سمجھیں

اور اگر تو ہمت سے نوکری ترک کر دے | تو تجھے گدائی پیشہ اور پکی پکائی کھانیوالا (کہیں)

اگر تو گویا ہے تو بائیں بائیں کرتا طبلہ ہے | اور اگر چُپکا ہے تو حمّام کی تصویر ہے

بُردباروں کو نامرد سمجھتے ہیں (اور کہتے ہیں) کہ بودا ڈر کے مارے دب گیا

وگر در سرش هول مردانگی است | گریزند ازو کیں چه دیوانگی است
تعنت کنندش گر اندک خور است | که مالش مگر روزی دیگر است
وگر نغز و پاکیزه باشد خورش | شکم بنده خوانند و تن پرورش
وگر بی تکلف زید مالدار | که زینت بر اہل تمیز است عار
زبان در نهندش بایذا چو تیغ | که بدبخت زر دارد از خود دریغ
وگر کاخ و ایوان منقش کند | تن خویش را کسوت خوش کند
بجان آید از دست طعنه زنان | که خود را بیاراست همچون زنان
وگر پارسائی سیاحت نکرد | سفر کردگانش نخوانند مرد
که نارفته بیرون ز آغوش زن | کدامش هنر باشد و رای و فن
جهاندیده را هم بدرند پوست | که سرگشته بخت برگشته اوست
گرش حظ ز اقبال بودی و بهر | زمانه نراندی ز شهرش بشهر
عزب را نکوهش کند خرده بین | که میلرزد از خفتن و خیزش زمین
وگر زن کند گوید از دست دل | بگردن در افتاد چون خر بگل
نه از جور مردم رهد زشت روی | نه شاهد ز نامردم زشت گوی

حکایت

غلامی بمصر اندرم بنده بود | که چشم از حیا در بر افگنده بود
کسی گفت هیچ این پسر عقل و هوش | ندارد بمالش بتعلیم گوش
شبی بر زدم بانگ بر وی درشت | هم او گفت مسکین بجورش بکشت
گرت بر کند خشم روزی ز جای | سراسیمه خوانندت و خیره رای

اور اگر اُسمیں جوانمردی کی ہیبت ہے۔ تو اُسے بھاگتے (اور یہ کہتے) ہیں کہ یہ کیا دیوانہ پن ہے

اور اگر کم کھاتا ہے تو اُسے یہ دیکھکر ستاتے ہیں۔ کہ سوا اسکے نہیں ہے کہ اسکی دولت اوروں کی قسمت کی ہے

اور اگر اُس کی خوراک عمدہ و پاکیزہ ہو | تو اُسے کھاؤ اور اپنا آپا تکنے والا کہتے ہیں

اور اگر مالدار سیدھی سادی وضع رکھتا ہو | اسلیے کہ عقلمند ونکو آرایش سے شرم آتی ہے

تو اُسکے ستانیکے لیے تلوار کیطرح یوں زبان چلاتے ہیں۔ کہ کمبخت اپنے سے بھی تو روپیہ عزیز رکھتا ہے

اور اگر محلسرے و دیوانخانہ نقش و نگار سے آراستہ کرتا ہے۔ اور عمدہ لباس پہنتا ہے

تو بھی طعن کرنیوالوں کے ہاتھ سے دق ہوا ہے (کہتے ہیں) کہ عورتوں کی طرح بناؤ سنگار کیا ہے

اگر کسی پرہیزگار نے سفر نہیں کیا | تو جنہوں نے سفر کیے ہیں وہ اُسے مرد نہیں سمجھتے

(کہتے ہیں) کہ جورو کی بغل سے تو باہر نکلا ہی نہیں۔ اُسمیں ہنر اور عقل اور کمال کیا خاک ہوگا

جہان کی سیر کرنیوالے پر بھی عیب لگاتے ہیں | کہ سرگرداں اور بدبخت یہی ہے

اگر یہ اقبال سے بہرہ مند ہوتا | تو زمانہ اسے شہر بشہر نہ پھیراتا

مجرد کو عیب جُو یہ عیب لگاتا ہے | کہ اُسکے سونے اور اُٹھنے سے زمین کانپتی ہے

اور اگر شادی کرلے تو یہ کہے کہ نفس کے ہاتھ سے۔ گدھے کی طرح دلدل میں گردن کے بل گر پڑا

لوگوں کے ہاتھ سے نہ بدصورت بچتا ہے | اور نہ نالایق بدگو (کے ہاتھ) سے خوبصورت

کہانی

مصر میں میرا ایک غلام تھا | جسکی نظر شرم کے سبب سینہ پر (یعنی جھکی) رہتی تھی

ایک شخص نے کہا کہ اس لڑکے میں ذرا عقل و تمیز نہیں۔ تعلیم کے لیے اسکی گوشمالی کر

ایک رات میں اُس پر جھنجلایا | تو وہی بولا کہ غریب کو ظلم سے مار ڈالا

اگر تجھے کسی دن جھو بخل آجائے | تو دیوانہ و بے عقل کہیں گے

وگر بُرد باری کنی از کسے	بگویند غیرت ندارد بسے
سخی را باندرز گویند بس	کہ فردا دو دستت بود پیش و پس
وگر قانعِ و خویشتن دار گشت	بہ تشنیعِ خلقے گرفتار گشت
کہ ہمچوں پدر خواہد ایں سفلہ مرد	کہ دنیا رہا کرد و حسرت ببرد
کہ یارد بکنجِ سلامت نشست	کہ پیغمبر از خبثِ دشمن نرست
رہائی نیابد کس از دستِ کس	گرفتار را چارہ صبر است و بس

حکایت

جُوانے ہنرمند و فرزانہ بود	کہ در وعظ چالاک و مردانہ بود
نکونام و صاحبدل و حق پرست	خطِ عارضش خوشتر از خطِ دست
قوی در بلاغات و در نحو چست	ولے حرفِ ابجد نگفتے درست
یکے را بگفتم ز صاحبدلاں	کہ دندانِ پیشیں ندارد فلاں
برآمد ز سودائے من سُرخ روے	کزیں جنسِ بیہودہ دیگر مگوے
تو در وے ہماں عیب دیدی کہ ہست	ز چنداں ہنر چشمِ عقلت ببست
یقیں بشنو از من کہ روزِ یقیں	نہ بینند بدی مردمِ نیک بیں
یکے را کہ علم است و تدبیر و راے	گرش پاے عصمت بلغزد ز جاے
بیک خردہ مپسند بروے جفا	بزرگاں چہ گفتند خُذ ما صفا
بود خار و گل باہم اے ہوشمند	چہ در بندِ خاری تو گلدستہ بند
کرا زشت خوئی بود در سرشت	نبیند ز طاؤس جز پاے زشت
صفائے بدست آور اے خیرہ روے	کہ ننماید آئینۂ تیرہ روے

اور اگر کسی کی زیادتی پر تحمل کرے | تو کہیں گے اسمیں کچھ غیرت نہیں

سختی کو نصیحت کرتے ہیں کہ بس کر۔ کیونکہ (بس نکریگا) تو کل تیرے دونو ہاتھ آگے پیچھے ہونگے

اور اگر قناعت اور میانہ روی اختیار کی ہے | تو بھی خلقت کی ملامت میں گرفتار ہے

کہ یہ سفلہ بھی اپنے باپ کیطرح مرجائیگا | جو مال چھوڑ گیا اور حسرت لے گیا

اور کون گوشۂ سلامت میں بیٹھ سکتا ہے | جب پیغمبر صاحب دشمنوں کے طعن سے نہ بچے

کوئی خلقت کے ہاتھ سے نہیں بچ سکتا۔ اور جو اُنکے ہاتھ میں پھنس گیا اُسکے لیے صبر کے سوا کوئی علاج نہیں

کہانی

ایک جوان صاحب کمال و دانشمند تھا | جو نصیحت کرنے میں چالاک اور دلیر تھا

نیکنام و عارف و خدا پرست | اُسکے رُخسار کا خط اُسکے ہاتھ کے خط سے زیادہ عمدہ

بلاغت میں کامل اور نحو میں چُست تھا | مگر حروفِ تہجی صحیح ادا نکر سکتا تھا

میں نے ایک صاحبدل سے کہا | کہ (شاید) اسکے آگے کے دانت نہیں ہیں

وُہ مجھ پر غصہ سے سُرخ ہو گیا | (اور بولا) کہ ایسی بیہودہ بات پھر نہ کہیو

تو نے اُسکا وہی ایک عیب دیکھا۔ اور اتنے کمالوں (کے دیکھنے) سے تیری عقل کی آنکھ بند رہی

میری یہ بات یقین کر کہ قیامت کے دن | بھلائی دیکھنے والوں پر سختی نہو گی

جسمیں علم اور تدبیر اور دانش ہے | اگر اُسکی پاکدامنی کا پانو ڈگمگا جائے

تو ایک عیب پر اُس کی بُرائی نہ کر۔ بزرگوں کا قول ہے کہ جو اچھی بات ہے اُسے حاصل کر لے

اے ہوشمند کانٹا اور پھول پاس پاس ہیں | تو کانٹے کے فکر میں کیا پڑا ہے گلدستہ بنا

جس کسیکی طبیعت میں عیب جوئی ہوتی ہے | وہ مور کے بدصورت پانو ہی دیکھتا ہے

اے بے شرم صفائی حاصل کر۔ کیونکہ اندھے آئینہ میں صورت نہیں دکھائی دیتی

طریقے طلب کز عقوبت رهی | نه حرفے که انگشت بر وے نهی
منه عیب خلق اے فرومایه پیش | که چشمت فرو دوزد از عیب خویش
چرا دامن آلوده را حد زنم | چو در خود شناسم که تر دامنم
نشاید که بر کس درشتی کنی | چو خود را بتأویل پشتی کنی
چو بد ناپسند آیدت خود مکن | پس آنگه بهمسایه گو بد مکن
من ار حق شناسم وگر خود نمای | برون با تو دارم درون با خدای
چو ظاهر بعفّت بیاراستم | تصرّف مکن در کژ و راستم
تو خاموش اگر من به ام یا بدم | که حمّال سود و زیان خودم
وگر سیرتم خوب وگر منکر است | خدایم بسر از تو داناتر است
نه چشم از تو دارم به نیکی ثواب | که بیشم بجرم از تو چندین عذاب
نکوکاری از مردم نیک رای | یکے را بده مینویسد خدای
تو نیز اے عجب هر کرا یک هنر | ببینی زده عیبش اندر گذر
نه یک عیب او را بر انگشت پیچ | جهانے فضیلت بر آور بهیچ
چو دشمن که در شعر سعدی نگاه | بنفرت کند ز اندرون تباه
ندارد بصد نکته نغز گوش | چو حرفے ببیند بر آرد خروش
جز این علتش نیست کان بدپسند | حسد دیده نیک بینش بکند
نه مخلوق را صنع باری سرشت | سیاه و سپید آمد و خوب و زشت
نه هر چشم و ابرو که بینی نکوست | بخور پسته مغز و بنداز پوست

باب هشتم در شکر

ایسا رستہ ڈھونڈھ کہ عذاب سے نجات پائے ‖ نہ ایسا حرف (یا عیب) جس پر نام دھرے

اے کمینہ خلقت کے عیب نہ کھول ‖ کیونکہ یہ بات تیری آنکھ کو تیرے عیب دیکھنے سے بند کر دیگی

میں گنہگار کو کیوں سزا دوں ‖ جب اپنے تئیں دیکھوں کہ گنہگار ہوں

زیبا نہیں کہ تو کسی کو سزا دے ‖ جب حیلہ سے اپنی تائید کرے

جب بدی تجھے پسند نہ آتی (اول) خود نکر ‖ اسکے بعد پڑوسی سے کہہ کہ بدی نہ کر

میں خدا پرست ہوں تو اور ریا کار ہوں تو ‖ ظاہر کا معاملہ تجھ سے ہے اور باطن کا معاملہ خدا سے

(پس) جب میں نے ظاہر کو پرہیزگاری سے آراستہ کر لیا تو تو میرے (باطن) کے بُرے بھلے میں دخل نہ دے

میں بھلا ہوں یا بُرا ہوں تو خاموش رہ ‖ کیونکہ میرا ثواب عذاب میری گردن پر ہے

میری خصلت بھلی ہے یا بُری ‖ خدا میری چھپی باتوں کو خوب جانتا ہے

میں نیکی کے بدلے تجھ سے ثواب کی توقع نہیں رکھتا۔ کہ قصور کی عوض میں تجھ سے بہت عذاب اٹھاؤں

نیکبخت کی ایک نیکی کے بدلے خدا دس نیکیاں دیتا ہے۔

پس تو بھی کیا خوب ہو کہ جس کسی کا ہنر دیکھے اسکے دس عیبوں سے چشم پوشی کرے

نہ یہ کہ اسکے ایک عیب کا تو خیال کرے ‖ اور بہت سی خوبیوں کو کچھ نہ سمجھے

(سعدی کے) دشمن کی طرح جو کہ حسد کے سبب سعدی کے شعر سے نفرت کرتا ہے

سینکڑوں عمدہ نکتوں کا خیال نہیں کرتا ‖ اور ایک عیب دیکھ لیتا ہے تو غل مچانے لگتا ہے

اسمیں اسکے سوا کوئی مرض نہیں ہے کہ حسد نے اس عیب جو کی ہنر دیکھنے والی آنکھیں نکال ڈالی ہیں

خدا ہی کی صنعت نے مخلوق کو پیدا کیا ہے ‖ جو بد و نیک اور خوبصورت و بدصورت ہے

ہر ایک آنکھ اور بھوں جو تو دیکھتا ہے بھلی نہیں ہے ‖ پس پستہ کی گری کھالے اور چھلکا پھینکدے

آٹھواں باب شکر کے بیان میں

نفس بر نیارم زد از شکر دوست ۔ که شکری ندانم که در خورد اوست

عطائیست هر موی ازو بر تنم ۔ چگونه بهر موئی شکری کنم

ستایش خداوند بخشنده را ۔ که موجود کرد از عدم بنده را

کرا قوت وصف احسان اوست ۔ که اوصاف مستغرق شان اوست

بدیعی که شخص آفریند ز گل ۔ روان و خرد بخشد و هوش و دل

ز پشت پدر تا بپایان شیب ۔ نگر تا چه تشریف دادت ز غیب

چو پاک آفریدت بهش باش و پاک ۔ که ننگست ناپاک رفتن بخاک

پیاپی بیفشان ز آئینه گرد ۔ که مصقل نگیرد چو زنگار خورد

نه در ابتدا بودی آب منی ۔ اگر مردی از سر بدر کن منی

چو روزی بسعی آوری سوی خویش ۔ مکن تکیه بر زور بازوی خویش

چرا حق نمی بینی ای خود پرست ۔ که بازو بگردش در آورد دست

چو آید بکوشیدنت خیر پیش ۔ بتوفیق حق دان نه از سعی خویش

بسر پنجگی کس نبردست گوی ۔ سپاس خداوند توفیق گوی

تو قائم بخود نیستی یک قدم ۔ ز غیبت مدد میرسد دمبدم

نه طفل زبان بسته بودی ز لاف ۔ همی روزی آمد بجوفش ز ناف

چو نافش بریدند روزی گسست ۔ به پستان مادر در آویخت دست

غریبی که رنج آردش دهر پیش ۔ بدارو دهند آبش از شهر خویش

پس او در شکم پرورش یافتست ۔ ز انبوب معده خورش یافتست

دو پستان که امروز دلخواه اوست ۔ دو چشمه هم از پرورش گاه اوست

میں خدا کا شکر ادا نہیں کر سکتا
کیونکہ میں ایسا شکر نہیں جانتا جو اُسکے قابل ہو

ایک ایک رونگٹا میرے بدن پر اُس کی بخشش ہے
پس ہر ایک رونگٹے سے شکر کیونکر کروں

خداوند کریم کا شکر ہے
جس نے (یا اس بات پر کہ) بندہ کو عدم سے موجود کیا

اُسکے احسان کی تعریف کرنیکی کس میں طاقت ہے۔ کیونکہ (بندہ کی) ساری تعریفیں اُسکی توفیق پر موقوف ہیں

اُس خالق نے جو مٹی سے جسم بناتا ہے
اور روح و عقل و حواس و دل بخشتا ہے

جب باپ کی پیٹھ میں نطفہ تھا اُسوقت سے لیکر بڑھاپے کے اخیر تک۔ دیکھ کہ تجھے کیسے خلعت غیب سے دیئے

جب تجھے پاک پیدا کیا ہے تو ہوشیار رہ پاک رہ
کیونکہ قبر میں ناپاک جانا شرم کی بات ہے

(دل کے) آئینہ پہ دم بدم (گناہ کی) گرد جھاڑتا رہ۔ کیونکہ جب زنگ لگ گیا تو مصقل اثر نکریگا

کیا تو اول قطرۂ منی نہ تھا
پس اگر مرد ہے تو (اب بھی) غرور نہ کر

جب تو اپنی سعی سے روٹی کھائے
تو اپنے بازو کی قوت پر بھروسا نہ کر

اے مغرور خدا کو کیوں نہیں دیکھتا
(اُسکی مدد بغیر) کون ہاتھ ہلاسکتا ہے

جب تیری کوشش سے بھلا کام ہو
تو (اُسے) خدا کی توفیق سے سمجھ نہ اپنی کوشش سے

زور آوری سے کوئی کامیاب نہیں ہوا
توفیق بخشنے والے کا شکر ادا کر

تو اپنی قوت سے قدم بھر بھی قائم نہیں رہ سکتا
(بلکہ) تجھے دم بدم غیب سے مدد پہنچتی ہے

کیا یہ بات نہیں ہے کہ بچہ ڈینگ مارنے سے زبان بند کیے ہوئے تھا۔ اور اُسکے بدن میں ناف کے رستہ سے رزق پہنچتا تھا

پھر جب اُسکی آنون نال کاٹی اور وہ رزق بند ہوا۔ تو ماں کی چھاتیوں پر ہاتھ ڈالا

جس مسافر کو زمانہ بیمار ڈالتا ہے
اُسکو دوا کے لیے اُسکے دیس کا پانی دیتے ہیں

پس بچہ بھی پیٹ میں پلا ہے
اور نلی جیسے پیٹ سے خوراک پاتا رہا ہے

یہ دونوں چھاتیاں جو اُسکو مرغوب ہیں
اُسی کے دیس (یعنی ماں کے پیٹ) کے دو چشمے ہیں

کنار و بر مادر دلپذیر | بهشت است و پستان در او جوی شیر
درختیست بالای جان پرورش | پسر میوهٔ نازنین در برش
نه رگهای پستان درون دل است | پس ار بنگری شیر خون دل است
به خونش فرو برده دندان چو نیش | سرشته در او مهر خونخوار خویش
چو بازو قوی کرد و دندان ستبر | براندایدش دایه پستان بصبر
چنان صبرش از شیر خامش کند | که پستان شیرین فرامش کند
تو نیز ای که در توبه طفل راه | بصبرت فراموش گردد گناه

حکایت

جوانی سر از رای مادر بتافت | دل دردمندش چو آذر بتافت
چو بیچاره شد پیشش آورد مهد | که ای سست مهر فراموش عهد
نه گریان و درمانده بودی و خرد | که شبها ز دست تو خوابم نبرد
نه در مهد نیروی حالت نبود | مگس راندن از خود مجالت نبود
تو آنی کز آن یک مگس رنجهٔ | که امروز سالار سرپنجهٔ
بحالی شوی باز در قعر گور | که نتوانی از خویشتن دفع مور
دگر دیده چون برفروزد چراغ | چو کرم لحد خورد پیه دماغ
چو پوشیده چشمی ببینی که راه | نداند همی وقت رفتن ز چاه
تو گر شکر کردی که با دیده | وگرنه تو هم چشم پوشیدهٔ
معلم نیاموختت فهم و رای | سرشت این صنعت در وجودت خدای
گرت منع کردی دل حق نیوش | حقت عین باطل نمودی بگوش

پیاری ماں کی گود جنّت ہے اور اُسمیں چھاتیاں دُودھ کی نہریں

ماں کا قد جو بچہ کی جان کی پرورش کرتا ہے درخت ہے - اور بچہ اُسکی گود میں نازنین میوہ

کیا چھاتیوں کی رگیں دل سے پیوستہ نہیں ہیں - پس تو غور کرے تو دُودھ دل کا خون ہے،

بچہ اُسکا خون پینے کے لیے نشتر کیطرح دانت چُبھوتا ہے ! ور (خدا نے) ماں میں اُس خونخوار کی محبت پیدا کر دی ہے

جب بازو طاقتور اور دانت مُوٹے ہو جاتے ہیں - تو دُودھ پلانیوالی چھاتیوں پر ایلوا لگا دیتی ہے

ایلوا اُسے دُودھ مانگنے سے ایسا خاموش کر دیتا ہے - کہ پیاری چھاتیوں کو بھول جاتا ہے،

اے شخص تو بھی جو کہ توبہ کے باب میں مثل بچہ کے ہے - صبر سے گناہ بھلا سکتا ہے

کہانی

ایک جوان نے (اپنی) ماں کا حکم نہ مانا — اُسکا دُکھیارا دل آگ کی طرح جلا

جب لاچار ہوئی تو اُسکے سامنے گہوارہ اُٹھا لائی (اور بولی) کہ اے مہر چھٹنے کے زمانہ کو بھول جانیوالے

کیا تو ایسا رُونا اور عاجز اور ننّھا سا نہ تھا — کہ راتوں تیرے ہاتھ سے مجھے نیند نہیں آئی

تجھے گہوارہ میں اب جیسی طاقت کہاں تھی — اپنے پر سے مکھی اُڑانیکی بھی قدرت نہ تھی

تو جو آج ایسا زبردست سردار ہو رہا ہے جو اُس ایک مکھی سے دق ہو جاتا تھا (یا ہو گیا تھا)

قبر کے گڑھے میں پھر تیرا ایسا حال ہوگا — کہ اپنے پر سے چیونٹیوں کو نہ ہٹا سکے گا

پھر آنکھ اپنا چراغ کیونکر روشن کر سکتی ہے - جب قبر کے کیڑے بھیجا کھا چکے

جب تو کسی اندھے کو دیکھے کہ چلتے میں رستہ اور کنوئیں میں تمیز نہیں کر سکتا

(اُسوقت) اگر تو شکر کرے تو آنکھوں والا ہے - نہیں تو تو بھی اندھا ہی ہے

سکھانیوالے نے تجھے سمجھ اور دانش نہیں سکھائی - تیری ذات میں تو خدا نے سیکھنے کی قوت رکھی ہے

وہ اگر تجھے حق بات کا سمجھنے والا دل نہ دیتا - تو تجھے سچ بات بالکل جھوٹ معلوم ہوتی

کی صفت کے بیان کے لیے ہے مصرع ثانی صفت ۔ عص تو گر شکر کردی شرط - کاف زائد - با دیدہ جزا - جملہ شرطیہ جزاے بیت سابق - با تو موصو

گفتار

ببیں تا یک انگشت از چند بند — بصنعِ الٰہی بہم در فگند
پس آشفتگی باشد و ابلہی — کہ انگشت بر حرفِ صنعش نہی
تأمل کن از بہرِ رفتارِ مرد — کہ چند استخواں پے زد و وصل کرد
کہ بے گردشِ کعب و زانوے و پاے — نشاید قدم بر گرفتن ز جاے
ازاں سجدہ بر آدمی سخت نیست — کہ در صلبِ او مہرہ یک لخت نیست
دو صد مہرہ بر یکدگر ساخت است — کہ گل مہرہ چوں تو پرداخت است
رگت در تن است اے پسندیدہ خوے — زمینے درو سی صد و شصت جوے
بصر در سر و فکر و راے و تمیز — جوارح بدل دل بدانش عزیز
بہائم برو اندر افتادہ خوار — تو ہمچوں الف بر قدمہا سوار
نگوں کردہ ایشاں سر از بہرِ خور — تو آری بعزت خورش پیشِ سر
نزیبد ترا با چنیں سروری — کہ سر جز بطاعت فرود آوری
ولیکن بدیں صورتِ دلپذیر — فریفتہ مشو سیرتِ خوب گیر
رہِ راست باید نہ بالاے راست — کہ کافر ہم از روے صورت چو ماست
ترا آنکہ چشم و دہن داد و گوش — اگر عاقلی در خلافش مکوش
گرفتم کہ دشمن بکوبی بسنگ — مکن بارے از جہل با دوست جنگ
خردمند طبعانِ منت شناس — بدوزند نعمت بمیخِ سپاس

حکایت

نبرد آزمائے زادہم فتاد — بگردن درش مہرہ درہم فتاد

نصیحت کی بات

دیکھ کر ایک اُنگلی کئی جوڑوں سے ۔۔ خدا کی صنعت کے سبب جڑی ہے

پس دیوانگی و حماقت ہے ۔۔ کہ تو اُسکی صنعت پر اعتراض کرے

غور کر کہ آدمی کے چلنے پھرنے کے لیے ۔۔ کتنی ہڈیاں پٹھوں سے جوڑی اور ملائی ہیں

کیونکہ ٹخنے اور زانو اور پاؤں کی حرکت بغیر ۔۔ جگہ سے قدم اُٹھانا ممکن نہیں

آدمی پر سجدہ کرنا اسواسطے دشوار نہیں ۔۔ کہ اُسکی پیٹھ میں اُدھر ادھر ایک ہڈی نہیں

بہت سی ہڈیاں باہم جوڑی ہیں ۔۔ جب یہ تیرا جیسا جسم بنایا ہے

اے نیکخو تیرا بدن جسمیں رگیں ہیں ۔۔ ایک زمین ہے جسمیں تین سو ساٹھ ندیاں ہیں

سر بینائی اور فکر اور عقل اور تمیز سے ۔۔ اور ہاتھ پانو وغیرہ دل سے اور دل دانش سے عزیز و مکرم ہے

چوپایے ذلت کے ساتھ سرنگوں ہیں ۔۔ اور تو الف کی طرح راست قامت ہے

وہ کھانیکے لیے سر کو جھکاتے ہیں ۔۔ اور تو عزت کے ساتھ کھانیکو اپنے سر کے سامنے لاتا ہے

تجھ کو اِس فضیلت پر یہ زیبا نہیں ۔۔ کہ بندگی کے سوا سر کو جھکائے (یعنی بندگی کرنی چاہئے)

مگر اس اچھی صورت پر ۔۔ نازاں نہو اچھی سیرت حاصل کر

طریق سیدھا چاہیے نہ قد سیدھا ۔۔ کیونکہ صورت میں تو بیدین بھی ہم ہی جیسے ہیں

جسنے تجھے آنکھ اور منہ اور کان دیے ۔۔ عقل رکھتا ہے تو اُسکی رضا کے خلاف نہ کر

بیوقوف فرض کیا کہ تو دشمن کے سرپر پتھر نہیں مار سکتا ۔۔ اچھا نادانی سے دوست سے تو نہ لڑ

عقلمند احسان شناس ۔۔ دولت کو شکر کی میخ سے پایدار کرتے ہیں

کہانی

ایک بہادر گھوڑے پر سے گرا ۔۔ اور اُسکی گردن کے مہرے (ٹوٹکر) درہم برہم ہو گئے

چو بلیش فرو رفت گردن بتن | نگشتے سرش تا نگشتے بدن
بنزشکان بماندند حیران دریں | مگر فیلسوفے زیوناں زمیں
سرش باز پیچید و تن راست شد | وگرنے بنودے زمن خواست شد
دگر نوبت آمد بنزدیک شاہ | نکرد آں فرومایہ دروے نگاہ
خردمند را سر فرو شد زشرم | شنیدم کہ میرفت و میگفت نرم
اگر دی نہ پیچیدے گردنش | نہ پیچیدے امروز رو از منش
فرستاد تخمے بدست رہی | کہ باید کہ برعود سوزش نہی
ملک را یکے عطسہ آمد زدود | سر و گردنش ہمچناں شد کہ بود
بعذر از پے مرد بشتافتند | بجستند بسیار و کم یافتند
تو ہم گردن از شکر منعم مپیچ | کہ روزے پسیں سر برآری ہیچ

حکایت

شب از بہر آسایش تست و روز | مہ روشن و مہر گیتی فروز
صبا از برائے تو فراش وار | ہمے گسترانَد بساط بہار
اگر باد و برف است و باران و میغ | وگر رعد چوگاں زند برق تیغ
ہمہ کارداران فرماں برند | کہ تخم تو در خاک مے پرورند
وگر تشنہ مانی زسختی مجوش | کہ سقائے ابر آبت آرد بدوش
زخاک آورد رنگ و بوے طعام | تماشاگہ دیدہ و مغز و کام
عسل دادت از نحل و مَن از ہوا | رطب دادت از نخل و نخل از نوا
ہمہ نخلبنداں بخایند دست | زحیرت کہ نخلے چنیں کس نبست

نوا۔ بنایا کیونکہ اسکے بالکہ سارے پرندوں کے اکثر اجزاے ترکیبی ہوائی ہیں۔ نخل کھجور کا درخت۔ نخیل جمع۔ نوا مخفف نواۃ چھوہارے کی گٹھلی

تتمہ صفحہ ۱۳۸ سے ستم تخلیہ درخت میں

پیوند لگانیوالا - باغبان - اور بنیز سوم و کا غذ کا درخت

نا بنیوالا و دست نا پیدن

حیرت سے فعل ناقص

اُسکی گردن ہاتھی کی طرح دھڑ میں گھس گئی ۔ اُسکا سر پھرتا تھا جبتک کہ جسم نہ پھرتا تھا

سارے طبیب اسمیں حیران ہوئے ۔ ایک یونانی حاذق حکیم کے سوا

(اُسنے) اُسکے سر کو موڑا اور بدن سیدھا ہو گیا ۔ اگر وہ نہوتا تو جگہ سے ہل جل بھی نہ سکتا

(حکیم) پھر بادشاہ کے پاس آیا ۔ اور اُس ناشکر نے اُسکی طرف دیکھا بھی نہیں

دانشمند نے حیا سے سر جھکا لیا ۔ میں نے سُنا ہے کہ چپکے چپکے یہ کہتا ہوا چلا گیا

کہ اگر میں کل اُس کی گردن نہ موڑتا ۔ تو آج اُسکا منہ میری طرف سے نہ مُڑتا

(حکیم نے) غلام کے ہاتھ ایک بیج بھیجا ۔ (اور کہدیا) کہ اسے انگیٹھی پر دھر یو

(اُسنے ایسا ہی کیا) اور بادشاہ کو (بیج کے) دُھوئیں سے ایک چھینک آئی (جسسے) اُسکا سر اور گردن ویسی ہی ہو گئی جیسی پہلے تھی

عذر کرنیکو اُس حکیم کے پیچھے لوگ دوڑے ۔ بہت ڈھونڈا مگر نہ پایا

تو بھی خدائے مُنعم کے حکم سے گردن نہ موڑ ۔ کیونکہ (اگر موڑیگا) تو قیامت کے دن سر نہ اُٹھا سکیگا

کہانی

رات اور دن تیرے آرام کے لیے ہیں ۔ اور روشن چاند اور جہان کو روشنی بخشنے والا سورج

ہوا تیرے لیے فراش کی طرح ۔ سبزہ کا بچھونا بچھاتی ہے

ہوا - برف - مینہہ - اور ابر ہے تو ۔ اور کڑک گرجتی - اور بجلی کوندتی ہے تو

سب خدا کے فرمانبردار کارگزار ہیں ۔ کہ تیرے لیے مٹی میں سے اناج اُگاتے ہیں

اور اگر تجھے پیاس لگے تو تکلیف سے نراس نہو ۔ کیونکہ ابر کا سقا تیرے لیے کندھے پر پانی لاتا ہے

(خدا) مٹی میں سے رنگین و خوشبودار و لذیذ میوہ پیدا کرتا ہے ۔ جسسے آنکھ اور دماغ اور حلق لطف اُٹھاتا ہے

تجھے شہد مکھی سے بخشا اور مکھی ہوا سے پیدا کی تجھے کھجوریں کھجور کے درخت سے دیں اور کھجور کا درخت گٹھلی سے اُگایا

سارے باغبان (یا سوم و کاغذ کا درخت بنا ہوا ہے) حیرت سے ہاتھ کاٹتے ہیں کہ ایسا درخت کسی نے نہیں لگایا

متعلق ادوات کا حرف استثنا - فاعل موصوف - یونان زمین ترکیب مقلوب صفت - ملک صفت - نکتہ کا بیان - یہ مصرع لفظ محذوف کا بیان - حال - فعل ناقص - اُسکا اسم مفعول بیان

علامت لیار مفعول مطلق - کی صفت یعنی جستن - بجائے نون ناقص کاف کے آگے - قاعدہ ہے کہ نفی وغیرہ کے بعد - اگر محذوف کر دیا کرتے ہیں

لفظ محذوف ہے - بیج دونوں کی صفت - مصرع اول - کا فاعل - مفعول - بطور

خور و ماه و پروین برای تو اند — قنادیل سقف سرای تو اند

زخارت گل آورد و از نافه مشک — زر از کان و برگ تر از چوب خشک

بدست خودت چشم و ابرو نگاشت — که محرم باغیار نتوان گذاشت

توانا که آن نازنین پرورد — بالوان نعمت چنین پرورد

بجان گفت باید نفس بر نفس — که شکرش نه کار زبان است و بس

خدایا دلم خون شد و دیده ریش — که می بینم انعامت از گفت بیش

نگویم دد و دام و مور و سمک — که فوج ملائک بر اوج فلک

هنوزت سپاس اندکے گفته اند — ز بیور هزاران یکے گفته اند

برو سعدیا دست و دفتر بشوی — براهی که پایان ندارد مپوی

حکایت

یکے گوش کودک بمالید سخت — که ای بوالعجب رای برگشته بخت

ترا تیشه دادم که هیزم شکن — نگفتم که دیوار مسجد بکن

زبان آمد از بهر شکر و سپاس — بغیبت نگرداندش حق شناس

گذرگاه قرآن و پندست گوش — به بهتان و باطل شنیدن مکوش

دو چشم از پے صنع باری نکوست — ز عیب برادر فرو گیر و دوست

گفتار اندر نظر کردن در حال ناتوان و شکر نعمت او تعالی

نداند کسے قدر روز خوشی — مگر روزے افتد بسختی کشی

زمستان درویش در تنگ سال — چه سهل است پیش خداوند مال

ہو سکنے سبب دھوڑ الزام مراد ہوسکتی ہے - راہ سے مراد طریق ادائے شکر باریتعالی ۵۵ بوالعجب اصل میں ابوالعجب ہے یعنی تعجب دصفحہ ۱۴۱ دیکھو

تتمہ صفحہ ۱۴۰

سورج چاند اور ستارے تیرے لیے ہیں | تیرے گھر کی چھت کی لالٹینیں ہیں

کانٹے سے تیرے لیے پھول نکالا اور نافے سے مشک کان سے سونا اور سوکھے ٹھنڈے سے ہرے پتے

اپنے دستِ قدرت سے تیرے اعضا بنائے | اسلیے کہ اپنے کو غیروں پر نہیں چھوڑا جاتا

وہ قادر جو اُس نازنین کی پرورش کرتا ہے | رنگ برنگ کی نعمتوں سے اسطرح پالتا ہے

اُسکا شکر دم بدم جان سے کرنا چاہئے | کیونکہ اُسکا شکر صرف زبان ہی کا کام نہیں ہے

اے خدا میرا دل خون اور آنکھیں زخمی ہو گئیں | کیونکہ تیرے احسان بیان سے باہر دیکھتا ہوں

میں یہ نہیں کہتا کہ درندے اور چرندے اور کیڑے اور دریائی جانور (تیرا شکر بجا لاتے ہیں) بلکہ یہ کہتا ہوں کہ فرشتوں کی فوج آسمان

ابھی تیرا شکر تھوڑا ہی ادا کیا ہے | بلکہ کروڑوں میں سے ایک ادا کیا ہے

اے سعدی! جا (شکر) لکھنا موقوف کر | جس منہ کی انتہا نہیں اسمیں نہ دوڑ

کہانی

ایک نے لڑکے کا کان زور سے مروڑا (اور کہا) کہ اے ناسمجھ بد نصیب!

میں نے تجھے کلہاڑی لکڑیاں چیرنے کو دیدی تھی یہ نہیں کہا تھا کہ مسجد کی دیوار توڑ ڈالیو

زبان شکر کرنے کے لیے بنی ہے | عارف اُسے غیبت کرنے کے لیے نہیں لاتا

کان قرآن (شریف) اور نصیحت سننے کا مقام ہے بس تہمت اور جھوٹ سننے میں کوشش نکر

دونو آنکھیں خدا کی صنعت کا تماشا دیکھنے کے لیے بھلی ہیں تو انہیں بھائی اور دوست کے عیب دیکھنے سے بند کر

ضعیفوں کے حال پر نظر کرنے اور خدا تعالیٰ کا شکر کرنے کا بیان

آرام کے زمانہ کی کوئی قدر نہیں کرتا | مگر جب مصیبت میں پھنستا ہے

جاڑے میں کال کے مارے فقیر کا حال دیکھ | مالدار کے آگے تو (جاڑا کاٹنا) بہت آسان ہے

ہے ۵۵ نداند فعل کسے فاعل - قدر در ذرحوشی مفعول - ہیچ روز مستثنیٰ منہ محذوف - مگر کلمہ استثنا - روزے موصول - کاف بیان صلہ کا - مگر
نعمتوں میں نہیں ہے تو بہت صاف ہو جاتا ہے اس صورت میں زمستان مبتدا مضاف بادنی ملابست ہوگا - اور دوسرا مصرع خبر ۵

سلیمے کہ یک چند نالاں نخفت / خداوند را شکرِ صحت نگفت

چو مردانہ رو باشی و تیز پاے / بشکرانہ با کُند پویاں بپاے

بہ پیرِ کہن بر ببخش اے جواں / توانا کند رحم بر ناتواں

چہ دانند جیحونیاں قدرِ آب / ز واماندگاں پرس در آفتاب

عرب را کہ بر دجلہ باشد قعود / چہ غم دارد از تشنگان زرود

کسے قیمتِ تندرستی شناخت / کہ یک چند بیچارہ در تب گداخت

ترا تیرہ شب کے نماید دراز / کہ غلطی ز پہلو بہ پہلو بناز

براندیش ز افتان و خیزانِ تب / کہ رنجور داند درازیِ شب

ببانگِ دہل خواجہ بیدار گشت / چہ داند شبِ پاسباں چوں گذشت

حکایت

شنیدم کہ طغرل شبے در خزاں / گذر کرد بر ہندوِ پاسباں

ز باریدن برف و باران و سیل / بلرزش در افتاد ہمچوں سہیل

دلش بر وے از رحمت آورد جوش / کہ اینک قبا پوستینم بپوش

دمے منتظر باش بر طرفِ بام / کہ بیروں فرستم بدستِ غلام

درین بود و بادِ صبا در وزید / شہنشہ در ایوانِ شاہی خزید

وثاقے پریچہرہ در خیل داشت / کہ طبعش بدو اندکے میل داشت

تماشاے ترکش چناں خوش فتاد / کہ ہندوے مسکیں برفتش زیاد

قبا پوستینی گذشتش بگوش / ز بد بختیش در نیامد بدوش

مگر رنجِ سرما برو بس نبود / کہ جورِ سپہر انتظارش فزود

جو تندرست کچھ دن (دُکھ سے) جیتا نہیں رہا — اُسنے تندرستی کا شکر خدا کی جناب میں ادا نہیں کیا

جب تو چالاک و تیز قدم ہے۔ تو (اسکے) شکریہ میں سُست رفتاروں کے ساتھ ٹھیر ٹھیر کر چل

اے جوان بوڑھے پر ترس کھا — اور طاقتوروں کو ناطاقت پر رحم کرنا چاہیے

جیحون کے کنارہ پر رہنے والوں کو پانی کی کیا قدر — دھوپ میں تھکے ہاروں سے (اسکی قدر) پُوچھ

جو عرب دجلہ کے کنارہ پر بیٹھا ہو — اُسے زَرُود کے پیاسوں کا کیا غم۔

تندرستی کی قدر وہ شخص کرتا ہے۔ جو بیچارگی کی حالت میں کچھ مدت بخار میں گُھلا ہو۔

تو جو آرام سے پڑا کروٹیں لے رہا ہے اندھیری رات تجھے کیا دراز معلوم ہو۔

بخار میں تڑپنے والوں سے پوچھ — کیونکہ رات کی درازی کا حال بیمار ہی بتا سکتا ہے

بیاں نوبت کی آواز سے چونکے ہیں — اُنھیں کیا خبر کہ چوکیدار کی رات کیسی گزری

کہانی

میں نے سُنا ہے کہ طغرل جاڑے کے موسم میں ایک رات۔ چوکیدار ہندو پر گزرا جو برف۔ اور مینہ۔ اور ندی کے بہنے کے سبب سُہیل کی طرح کپکپا رہا تھا اُسکے دلمیں رحم نے جوش مارا۔ (بولا) کہ ابھی میری قبا پوستین پہن لیجو

ذرا کوٹھے کے گوشہ میں انتظار کر — کہ میں غلام کے ہاتھ بھیجتا ہوں

یہ کہہ ہی رہا تھا کہ ٹھنڈی ہوا چلی — اور بادشاہ اپنے محل میں گھس گیا

اُسکے ہاں ایک خوبصورت غلام تھا — جسپر بادشاہ کی طبیعت کو کچھ میلان تھا

اُس غلام کا جلوہ اُسے ایسا بھلا معلوم ہوا۔ کہ غریب ہندو کو بھول گیا

اُسکے کان میں قبا پوستین کی آواز تو آئی۔ مگر بدنصیبی سے اُسکا پہننا نصیب نہوا

شاید ٹھنڈ کی تکلیف اُسکے لیے کافی تھی — کہ آسمان سے ظلم نے انتظار کی مصیبت بڑھائی

اسمیں تن، دوش کا مضاف الیہ ہے

نگہ کن چو سلطاں بغفلت بخفت | کہ چوبک زنش بامداداں چہ گفت
مگر نیک بختت فراموش شد | چو دستت در آغوش آغوش شد
ترا شب بعیش و طرب میرود | چہ دانی کہ برما چہ شب میرود
فرو بردہ سر کاروانی بدیگ | چہ از پا فرو رفتگانش بریگ
بدار اے خداوند زورق بر آب | کہ بیچارگاں را گذشت از سر آب
توقف کنید اے جواناں چست | کہ در کاروانند پیران سست
تو خوش خفتہ در ہودج کارواں | مہار شتر در کف سارواں
چہ ہامون و کوہست چہ سنگ و رمال | ز رہ باز پس ماندگاں پرس حال
ترا کوہ پیکر ہیونی ہمے برد | پیادہ چہ دانی کہ خوں میخورد
بآرام دل خفتگاں در بنہ | نہ دانند حال شکم گرسنہ

حکایت

یکے را عسس دست بر بستہ بود | ہمہ شب پریشان و دل خستہ بود
بگوش آمدش در شب تیرہ رنگ | کہ شخصے ہمے نالد از دست تنگ
سخن بد دزد دستبہ کار و گفت | تو بارے ز دوراں چہ نالی بخفت
برو شکر یزداں کن اے تنگدست | کہ دستت عسس تنگ برہم نہ بست
مکن نالہ از بینوائی بسے | چو بینی ز خود بینواتر کسے

حکایت

برہنہ تنے یکدرم وام کرد | تن خویش را کسوت خام کرد
بنالید کاسے طالع بدلگام | بگرما بپختم دریں زیر خام

یہ تعقید بہت بھونڈی معلوم ہوتی ہے پس یہ نسخہ عمدہ ہے۔ بگرما بپختیم در زیر خام ۔ بپختی بجائے خطاب مخاطب بنا دی۔ م مفعول ہے ۔

جب بادشاہ غافل ہو کر سو رہا تو غور کر۔ کہ چوکیداروں کے افسر نے اُس سے صبح کو کیا کہا

شاید نیک بخت تجھے یاد نہیں رہا
جب محبوب کی بغل میں ہاتھ دیکر سو رہا

تیری رات عیش و نشاط میں بسر ہوتی ہے
تجھے کیا خبر کہ ہم پر رات کو کیا گزرتی ہے

قافلہ والا جب کجاوہ میں (آرام سے) لیٹتا ہے۔
اُسے ریت میں پانو دھسے ہوؤں کی کیا پروا

اے ناخدا! کشتی پانی میں ٹھیرا لے
کیونکہ پانی بیچاروں کے سر سے گزر چکا

اے چالاک جوانو! (ذرا) توقف کرو
کیونکہ قافلہ میں ضعیف بوڑھے بھی ہیں

تو جب قافلہ میں ہودہ کے اندر آرام سے سوتا ہے۔ اور اونٹ کی نکیل ساربان کے ہاتھ میں ہے
سخت زمین اور پہاڑ اور پتھر اور ریت تجھے برابر ہے۔ پیچھے تھکے ہاروں کا حال پوچھ
تجھے پہاڑ جیسے جسم کا اونٹ لیے جاتا ہے۔ پیدل کی تجھے کیا خبر کہ سخت مصیبت میں ہے

گھر میں چین سے سونے والے
بھوکے کا حال نہیں جانتے

کہانی

کوتوال نے ایک کی مشکیں باندھ دی تھیں۔
وہ ہر وقت اُداس اور غمگین تھا

اندھیری رات میں اُسنے سنا
کہ ایک شخص تنگدستی کے سبب فریاد کر رہا ہے

بدکار چور نے ہنس کر کہا
کہ تو زمانہ کی کیا شکایت کرتا ہے۔ چپ رہ

اے مفلس! جا خدا کا شکر کر
کہ کوتوال نے تیری مشکیں نہیں جکڑی ہیں

(پھر) بے سامانی سے نہ چیخ چلّا
جب تو کسیکو اپنے سے بڑھکر بے سامان دیکھے

کہانی

ایک ننگے نے ایک درم قرض لیکر
اپنے لیے پن کمائی کھال کا لباس بنایا

پھر فریاد کی کہ اے سرکش نصیب
میں تو اس کھال کے لباس سے گرمی کے مارے جل گیا

چو ناپخته آمد ز سختی بجوشش	یکے گفتش از چاهِ زندان خموشش
بجا آور اے خام شکرِ خدا اے	کہ چوں ماندہ خام بر دست و پاے

حکایت

یکے گرد بر پارسائے گذر	بصورت جہود آمدش در نظر
قفائے فرو کوفت بر گردنش	بہ بخشید درویش پیراہنش
خجل گفت کانچه از من آمد خطاست	ببخشائے بر من چه جاے عطاست
بشکرانه گفتا به شر نایستم	کہ آنم کہ پنداشتی نیستم
نکوسیرتِ بے تکلف برون	بہ از نیک نامِ خراب اندرون
بنزدیکِ من شب رو راہزن	بہ از فاسقِ پارسا پیرہن

حکایت

زرہ بازبس ماندہ میگریست	کہ مسکیں تر از من دریں دشت کیست
خرے بارکش گفتش اے بے تمیز	ز جورِ فلک چند نالی تو نیز
برو شکر کن چوں بخر بر نہ	کہ آخر بزیر کساں خر نہ

حکایت

سرشت است باری شفا در عسل	بچندانکہ زور آورد بر اجل
عسل خوش کند زندگاں را مزاج	ولے دردِ مردن ندارد علاج
ہمیدوں بسے منفعت در نبات	اگر شخص را ماندہ باشد حیات
رمق ماندہ را کہ جاں از بدن	برآمد چہ سود انگبیں در دہن
یکے گرز پولاد بر مغز خورد	کسے گفت صندل بمالش بدرد

جب وہ کم عقل تکلیف سے جوش میں آیا | ایک نے چاہ زنداں میں سے آہستے کہا کہ چپ رہ
اے بیوقوف! خدا کا شکر کر | کہ ہماری طرح تیرے ہاتھ پاؤں تسمے سے بندھے ہوئے نہیں ہیں

کہانی

ایک شخص ایک پرہیزگار پاس گیا | اور اسکی صورت اسے یہودی کی سی نظر آئی
ایک دھول اسکی گردن پر جڑی | اور اس (پارسا) فقیر نے اسے (اپنا) کرتہ عطا کیا
شرمندہ ہوکر بولا کہ مجھ سے خطا ہوئی | تو (وہی) مجھے معاف کر۔ عطا کرنا کیسا

بولا نہیں (تجھے) ایذا نہیں پہنچایا (اس مرکے) شکریہ میں۔ کہ تونے مجھے جیسا خیال کیا تھا ویسا میں نہیں

ظاہر کا سیدھا سادہ نیک خصلت | نیک نام بد باطن سے بہتر ہے
(بلکہ) میرے نزدیک بٹ مار چور۔ پرہیزگاروں کا سا لباس پہنے والے بدکار سے اچھا ہے

کہانی

ایک تھک کر پیچھے رہگیا ہوا رو رہا تھا | کہ اس جنگل میں مجھ سے بڑھکر عاجز کون ہے
ایک لدے ہوئے گدھے نے اس سے کہا کہ اے بے شعور۔ تو آسمان کے ظلم کی کب تک شکایت کریگا
اگرچہ تو گدھے پر سوار نہیں ہے۔ تو بھی جا شکر کر کہ لوگوں کی سواری ہیں تم گدھے کیطرح نہیں ہے

کہانی

خدا نے شہد میں تندرستی رکھی ہے | مگر نہ اسقدر کہ موت پر غالب آجاسے
شہد مندوں کی طبیعت تو درست کر دیتا ہے لیکن موت کے دکھ کا دکوئی علاج نہیں
اسیطرح روئیدگی (یعنی دواؤں) میں بھی بہت نفع رکھا ہے بشرطیکہ جسم میں زندگی باقی ہو
اخیر وقت جسکی جان بدن سے نکلنے کو ہو اسکے منہ میں شہد ڈالنے سے کیا فائدہ
ایک نے فولادی گرز کی چوٹ سر پر کھائی | ایک شخص بولا کہ اسکے درد کی جگہ صندل لگادو

مرکب اضافی فاعل۔ علاج مفعول ہے۔ جملہ فعلیہ خبریہ مستدرک۔ کل جملہ استدراکیہ ۵ اس بیت میں تقدیر کلام یوں ہے، رمق ماندہ کہ جانش از بدن

زپیشِ خطر تا توانی گریز — و لیکن مکن با قضا پنجه تیز

درونش تا بود قابلِ شرب و اکل — بروں تازه روییست و پاکیزه شکل

خراب آنکه ایں خانه گردد تمام — که باہم نسازند طبع و طعام

مزاجست تر و خشک و گرم است و سرد — مرکب ازیں چار طبع است مرد

یکے زیں چو بر دیگرے یافت دست — ترازوے عدلِ طبیعت شکست

اگر بادِ سرد از نفس نگذرد — تفِ سینه جانش در خروش آورد

وگر دیگِ معده بجوشد طعام — تنِ نازنیں را شود کار خام

درایناں نه بندد دل اہلِ شناخت — که پیوسته باہم نخواہند ساخت

توانائی تن مداں از خورش — که لطفِ حقت میدہد پرورش

بحقش که گر دیده بر تیغ و کارد — نہی حقِ شکرش نخواہی گزارد

چو روئے بخدمت نہی بر زمیں — خدارا ثنا گوے و خود را مبیں

گدائیست تسبیح و ذکر و حضور — گدارا نباید که باشد غرور

گرفتم که خود خدمتے کرده — نه پیوسته اقطاعِ او خورده

گفتار در سابقهٔ حکمِ ازل و توفیقِ خیر

نخست او ارادت بدل در نہاد — پس ایں بنده بر آستاں سر نہاد

گر از حق نه توفیقِ خیرے رسد — کے از بنده خیرے بغیرے رسد

زباں را چه بینی که اقرار داد — ببیں تا زباں راکه گفتار داد

درِ معرفت دیدهٔ آدمی است — که بگشاده بر آسمان و زمی است

جہاں تک ہو سکے خطر کی جگہ سے بھاگ | مگر خدا کے حکم سے مقابلہ کرنے کو آمادہ نہو

معدہ میں جبتک کھانا پینا رہتا ہے | بدن پر شگفتگی اور چہرہ پر رونق ہے

یہ گھر اُسوقت بالکل اُجڑ جاتا ہے | جب کھانا انگ نہیں لگتا۔

تیرا مزاج تر و خشک و گرم و سرد سے بنا ہے | آدمی ان چار عناصر سے مرکب ہے

جہاں انمیں سے ایک دوسرے پر غالب آیا | طبیعت کے اعتدال کی ترازو ٹوٹی

اگر ہوا سانس کے ذریعہ سے اندر نہ جائے | تو اندر کی گرمی ہلاک کرڈالے

اور اگر معدہ غذا کو نکال دے (یعنی تخمہ ہوجائے) | تو بدن نازک کا کام بگڑ جاے

عارف انکا بھروسا نہیں کرتا | کیونکہ یہ ہمیشہ باہم موافق نرہیں گے

بدن کی طاقت کھانے سے نہ سمجھ۔ (بلکہ یہ سمجھ کہ) خدا کی مہربانی تیری پرورش کرتی ہے

خدا کے حق کی قسم کہ اگر تو آنکھ کو تلوار و چھری پر بھی دھرے تو اُسکے شکر کا حق ادا نہ کرسکے

جب تو عبادت کے لیے سجدہ کرے | تو خدا ہی کی تعریف کر۔ اپنا کام نہ سمجھ

تسبیح و یادِ الہی اور دل کی حضوری گدائی ہے۔ اور گدا کو مغرور ہونا نہ چاہیے

میں نے مانا کہ تو نے اُسکی بڑی عبادت کی (مگر کیا) ہمیشہ اُسکی نعمتیں نہیں کھائیں

حکمِ ازلی کے پہچاننے اور نیک کام کی توفیق کا بیان

پہلے خدا نے اُسکے دلمیں ارادہ کیا | پھر بندہ (عبادت کے لیے) سر جھکایا

اگر خدا کی طرف سے بھلائی کی توفیق نہو | تو بندہ کب کسیکے ساتھ بھلائی کرسکتا ہے

تو زبان کو جس نے اقرار کیا ہے کیا دیکھتا ہے | یہ دیکھ کہ زبان کو گویائی کس نے بخشی

آدمی کی آنکھ (یا تمیز) پہچان کا دروازہ ہے | جو آسمان اور زمین پر کھلا ہوا ہے

کیست فهم بودے نشیب و فراز — گر این در نکردے بروے تو باز
سر آورد و دست از عدم در وجود — درین جود بنهاد و در روے سجود
وگرنه کے از دست جود آمدے — محال ست کز سر سجود آمدے
بحکمت زبان داد و گوش آفرید — که باشند صندوق دل را کلید
اگر نه زبان قصه بر داشتے — کس از سر دل کے خبر داشتے
وگر نیستے سعی جاسوس گوش — خبر کے رسیدے بسلطان هوش
مرا لفظ شیرین خواننده داد — ترا سمع دراک داننده داد
مدام این دو چون حاجبان بر درند — ز سلطان بسلطان خبر میبرند
چه اندیشی از خود که فعلم نکوست — ازاں در نگه کن که تقدیر اوست
برد بوستاں بان بایوان شاه — به تحفه ثمر هم ز بستان شاه

باب نهم در توبه

بیا اے که عمرت بهفتاد رفت — مگر خفته بودی که بر باد رفت
همه برگ بودن همے ساختی — بتدبیر رفتن نپرداختی
قیامت که بازار مینو نهند — منازل باعمال نیکو دهند
بضاعت بچندانکه آری بری — وگر مفلسی شرمساری بری
که بازار چندانکه آگنده تر — تهیدست را دل پراگنده تر
چو سرمایه امروز باطل کنی — ندانم که فردا چه حاصل کنی
ببازار محشر بضاعت فرست — پسندیده اے بنده طاعت فرست

تجھ کو پستی و بلندی کی تمیز کب ہوتی — اگر (خدا) اس دروازہ کو تیرے چہرہ پر کھولتا

سر اور ہاتھ عدم سے وجود میں لایا — اور اسمیں بخشش اسمیں سجدہ کی قابلیت رکھی

نہیں تو ہاتھ سے بخشش کب ہو سکتی — ممکن نہیں کہ سر سے سجدہ ہو سکتا

اپنی حکمت سے زبان اور کان پیدا کیے — تاکہ (دونو) دل کے صندوق کی کنجی بنیں

اگر زبان قصہ بیان نہ کرتی — (تو متکلم کے) دل کے بھید سے کون واقف ہوتا

اور اگر کان کا مخبر کوشش نہ کرتا — تو (سامع کے) دل کو کیونکر خبر پہنچتی

مجھے میٹھی اور بھید ظاہر کرنیوالی زبان دی — اور تجھے نہایت سمجھنے اور تاڑنیوالے کان دیے

یہ دونو ہمیشہ دربانوں کی طرح دروازہ پر رہتے ہیں ایک بادشاہ کا پیغام دوسرے بادشاہ کو پہنچاتے ہیں

اپنے سے اچھا فعل صادر ہونا اپنی طرف سے نہ سمجھ — بلکہ درگاہِ الٰہی کی طرف سے سمجھ کیونکہ اُسکی توفیق سے ہے

باغبان بادشاہ کے محل میں تحفہ کے طور پر بادشاہ ہی کے باغ کا پھل لیجاتا ہے

نواں باب توبہ کے بیان میں

اے کہ تیری بہت سی عمر گزر چکی اب توبہ کر — مگر تو پڑا سوتا تھا کہ یہ (اتنی عمر) ضایع ہو گئی

عمر بھر رہنے ہی کا سامان کرتا رہا — چلنے کی تدبیر کی طرف توجہ نہ کی

قیامت کے دن جب بہشت (یا آخرت) کا بازار کھولینگے۔ جتنے اچھے عمل ہونگے اُتنے ہی رتبے دینگے

جتنی پونجی لائیگا اُتنا ہی فائدہ اُٹھائیگا۔ — اور اگر تہیدست ہے تو پچھتائیگا

کیونکہ بازار جتنا (مال و اسباب سے) زیادہ بھرا ہوگا۔ اُتنی ہی زیادہ مفلس کو حسرت ہوگی

عجب تو آج پونجی گنوا بیٹھے گا۔ تو میں نہیں جانتا کہ کل کیا فائدہ اُٹھائیگا

قیامت کے بازار میں بضاعت بھیجدے — اے بندہ پسندیدہ طاعت بھیجدے

بودے کا اسم ت یعنی تر اظرف مستقر خبر ۵ آری کا مفعول بضاعت اور بری کا مفعول نفع محذوف۔ بجیناں مع جملہ بیانیہ کے بوی متعلق

زنخچه درم پنج اگر کم شود ... دلت ریش سرپنجۂ غم شود
چو پنجاه سالت بروں شد ز دست ... غنیمت شمر پنج روزے کہ ہست
اگر مردہ مسکیں زباں داشتے ... بفریاد و زاری فغاں داشتے
کہ اے زندہ چوں ہست امکانِ گفت ... لب از ذکر چوں مردہ برہم مخفت
چو ما را بغفلت بشد روزگار ... تو بارے دمے چند فرصت شمار

حکایتِ پیرمرد و تحسّر بر روزگارِ جوانی

شبے در جوانی و طیبِ نعم ... جواناں نشستیم چندے بہم
چو بلبل سرایاں چو گل تازہ روے ... ز شوخی درافگندہ غلغل بکوے
جہاندیدہ پیرے ز ما بر کنار ... ز دورِ فلک لیلِ مویش نہار
چو فندق زباں از سخن بستہ بود ... نہ چوں ما لب از خندہ چوں پستہ بود
جوانے بدو گفت کاے پیر مرد ... چہ در کنجِ حسرت نشینی بدرد
یکے سر برآر از گریبانِ غم ... بآرامِ دل با جواناں بچم
برآورد سر سالخورد از نہفت ... جوابش نگر تا چہ پیرانہ گفت
چو بادِ صبا بر گلستاں وزد ... چمیدن درختِ جواں را سزد
چمد تا جوان است و سرسبز خوید ... شکستہ شود چوں بزردی رسید
بہاراں کہ باد آورد بید مشک ... بریزد درختِ کہن برگِ خشک
نزیبد مرا با جواناں چمید ... کہ بر عارضم صبحِ پیری دمید
بقید اندرم جرّہ بازے کہ بود ... دمادم سرِ رشتہ خواہد ربود

گر جنگی یہاں مراد دم ہے یعنی پیری ندگی کا رشتہ دمبدم منقطع ہوتا ہے + خواہد ربود بمعنی ربودن مے خواہد ؛

پچاس رہموں میں سے اگر پانچ کم ہو جائیں ۔ تو غم کے پنجہ سے تیرا دل گھائل ہو جاوے

جب (عمر میں سے) پچاس برس تیرے ہاتھ سے نکل گئے ۔ تو خیر ان باقی دو چار ہی دن کو غنیمت سمجھ

اگر غریب مُردہ بول سکتا ۔ تو رو رو کر چیختا چلاتا

کہ اے زندہ! جب تجھے گویائی کی طاقت ہے ۔ تو اسطرح نہ سو کہ ہونٹ مردہ کیطرح یادِ الٰہی سے بند ہو جائیں

جب ہماری عُمر غفلت میں گزر گئی ۔ تو خیر تو ہی ان چند سانسوں کو غنیمت سمجھ

بُڈھے اور جوانی کے زمانہ پر اُس کے حسرت کرنیکی کہانی

جوانی اور ناز و نعمت کی خوشی (کے زمانہ) میں ایک رات ۔ ہم چند جوان اکھٹے بیٹھے تھے

بلبل کی طرح گاتے اور پھول کی طرح شگفتہ ۔ اُمنگ سے محلہ میں دُھند مچا رکھی تھی

ایک جہان کی سیر کیے ہوئے بڈھے نے جو ہم سے الگ بیٹھا تھا ۔ اور آسمان کی گردش سے اُسکے بالوں کی رات دن ہو گئی تھی

فندق کی طرح بات چیت سے زبان بند کر رکھی تھی اُسکے ہونٹ ہماری طرح خندہ سے پستہ کی مانند کُھلے نہ تھے

ایک جوان نے اُس سے کہا کہ اے بڑے میاں! گوشہ میں درد سے افسوسناک کیوں بیٹھے ہو

غم کے گریبان سے ذرا سر باہر نکالو ۔ اور خوشی خوشی جوانوں کے ساتھ ٹہلو

بڈھے نے گریبان سے سر نکالا ۔ اور دیکھ کہ کیسا بزرگانہ جواب دیا

جب پُروا ہوا باغ میں چلتی ہے ۔ تو لہلہاتا ہرے ہی درختوں کو زیب دیتا ہے

خوید جب ہی تلک لہلہاتی ہے کہ جوان اور سرسبز ہوتی ہے ۔ جہاں زرد ہوئی اور ٹوٹی

بہار کے موسم میں جب ہوا بید مشک کی خوشبو پھیلاتی ہے ۔ پُرانے درخت سوکھے پتے جھاڑ دیتے ہیں

مجھے جوانوں کے ساتھ ٹہلنا نہیں پھبتا ۔ کیونکہ میرے رخسار پر بڑھاپے کی سفیدی آ گئی ہے

جو چُڑہ میری قید میں تھا ۔ دمبدم ڈور کا سرا چھڑانا چاہتا ہے

شما راست نوبت بریں خواں نشست
که ما از تنعم بشستیم دست

چو بر سر نشست از بزرگی غبار
دگر چشم عیش جوانی مدار

مرا برف بارید بر پر زاغ
نشاید چو بلبل تماشای باغ

کند جلوه طاؤس صاحب جمال
چه میخواهی از باز بر کنده بال

مرا غله تنگ آمد اندر درو
شما را کنوں میدمد سبزه نو

گلستان ما را طراوت گذشت
که گلدسته بندد چو پژمرده گشت

مرا تکیه جان پدر بر عصاست
دگر تکیه بر زندگانی خطاست

مسلم جواں راست برپای جست
که پیراں برند استعانت بدست

گل سرخ رویم نگر زر ناب
فرو رفت چوں زرد شد آفتاب

هوس پختن از کودک ناتمام
چناں زشت نبود که از پیر خام

مرا می بباید چو طفلاں گریست
ز شرم گناهاں نه طفلانه زیست

نکو گفت لقماں که نازیستن
به از سالها بر خطا زیستن

هم از بامداداں در کلبه بست
به از سود و سرمایه دادن ز دست

جواں تا رساند سیاهی بنور
برد پیر مسکیں سپیدی بگور

حکایت

کهن سالے آمد بنزد طبیب
ز نالیدنش تا بمردن قریب

که دستم برگ بر نه اے نیک رائے
که پایم همے بر نیاید ز جائے

بداں ماند ایں قامت خفته ام
که گوئی بگل در فرو رفته ام

بدو گفت دست از جهاں برگسل
که پایت قیامت برآید ز گل

اس خوان پر بیٹھنے کا تمہارا زمانہ ہے | کیونکہ ہم تو عیش و آرام سے ہاتھ دھو چکے

جب بڑھاپے کی سفیدی سر پر چھا گئی | تو پھر جوانوں کے سے عیش منانے کی توقع نہ رکھو

میرے کوے کے پروں جیسے سیاہ بالوں پر برف پڑ گئی - اب بلبل کی طرح باغ کی سیر کرنی نہیں زیب دیتی

خوبصورت مور ناچتا بھلا معلوم ہوتا ہے | تو پر کٹے باز میں کیا لطف ڈھونڈتا ہے

میرا اناج کٹنے کے بہت قریب آ پہنچا | اور تمہارا سبزہ ابھی نیا ہی اُگ رہا ہے

ہمارے باغ کی تازگی کا زمانہ گزر گیا | کون گلدستہ بنائے جب پھول کملا گئے

اے باپ کی جان میرا سہارا لکڑی پر ہے | بس زندگی پر اعتماد کرنا غلطی ہے

جوانوں کو اچھلنا کودنا زیبا ہے | کیونکہ بڈھے تو ہاتھ کا سہارا تکتے ہیں

دیکھ کہ میرے چہرہ کا لال پھول بالکل زرد ہو گیا - اور جہاں سورج زرد پڑا غروب ہوا

ہوس نکالنی طفل نابالغ سے - اتنی بدنما نہیں ہے جتنی پیر نابالغ سے

مجھے بچوں کی طرح رونا چاہیے - گناہوں کی شرم سے بچوں کیطرح زندگی بسر کرنی نہیں چاہیے

لقمان نے خوب کہا کہ مر جانا | برسوں ناراستی کے ساتھ جینے سے بہتر ہے

صبح ہی سے دوکان کا دروازہ بند کر دینا - نفع اور اصل مال کے گنوا دینے سے بہتر ہے

جوان کے سیاہ بال جبتک سفید ہوں | غریب بوڑھا سفید بال لیکر قبر میں پہنچیگا

کہانی

ایک بوڑھا طبیب کے پاس آیا | اسکی چیخ پکار مرنیکے قریب قریب تھی

(ٹُولا) کہ اے نیک لڑکے میری نبض دیکھ | کہ میرے پانو جگہ سے نہیں اُٹھتے

میرا یہ دوہرا قد ایسا معلوم ہوتا ہے | کہ گویا کیچڑ میں دھس گیا ہوں

اُس نے کہا کہ زندگی سے ہاتھ دھو | کیونکہ تیرا پانو قیامت کو قبر کی مٹی میں سے نکلیگا

اگر در جوانی زدی دست و پای
در ایام پیری بهش باش و رای

چو دوران عمر از چهل بر گذشت
مزن دست و پا کآبت از سر گذشت

نشاط آنگه از من رمیدن گرفت
که شامم سپیده دمیدن گرفت

بباید هوس کردن از سر بدر
که دورِ هوسبازی آمد بسر

بسبزی کجا تازه گردد دلم
که سبزی بخواهد دمید از گلم

تفرج کنان در هوا و هوس
گذشتیم بر خاک بسیار کس

کسانیکه دیگر بغیب اندر اند
بیایند و بر خاک ما بگذرند

دریغا که فصل جوانی برفت
بلهو و لعب زندگانی برفت

دریغا چنان روح پرور زمان
که بگذشت بر ما چو برقِ یمان

ز سودای آن پوشم و این خورم
نپرداختم تا غم دین خورم

دریغا که مشغول باطل شدیم
ز حق دور ماندیم و غافل شدیم

چه خوش گفت با کودک آموزگار
که کاری نکردیم و شد روزگار

گفتار اندر غنیمت شمردن قوتِ جوانی پیش از ضعفِ پیری

جوانا رهِ طاعت امروز گیر
که فردا جوانی نیاید ز پیر

فراغ دلت هست و نیروی تن
چو میدان فراخ است گوئی بزن

من این روز را قدر نشناختم
بدانستم اکنون که در باختم

قضا روزگاری ز من در ربود
که هر روزی از وی شبِ قدر بود

چه کوشش کند پیر خر زیر بار
تو میرو که بر بادپائی سوار

شکسته قدح گر ببندند چست
نیاورد خواهد بهای درست

طرف ہے ۔ در باختم ہار دیا ۔ گنوا دیا ۔ شبِ قدر معروف مشہور رات ہے جسکا ذکر اور وصف قرآن شریف میں بھی آیا ہے (صفحہ ۱۵۰ دیکھو)

اگر تونے جُوانی میں بیہودہ حرکتیں کی ہیں - تو بڑھاپے میں تو سمجھ بوجھ کر اُسکی تلافی کر

جب تیری عُمر چالیس برس سے گزر گئی ‏ — ‏ تو ہاتھ پانو مارنا چھوڑ دے کیونکہ پانی تیرے سر سے گزر گیا

خوشی اُسوقت سے مجھ سے بھاگنے لگی ‏ — ‏ جب سے میری شام صبح ہونے لگی

اب ہوا و ہوس کو سر سے دور کر ‏ — ‏ کیونکہ ہوس نکالنے کا زمانہ گذر گیا

اب سبزہ سے میرے دل کو تازگی کہاں ‏ — ‏ کہ عنقریب میری قبر پر سبزہ اُگنے کو ہے

ہم ہوا و ہوس میں بہتیروں کی قبروں پر سیر کرتے گزرے

اَور لوگ جو ابھی پیدا نہیں ہوئے ‏ — ‏ وہ آکر ہماری قبروں پر گزرینگے

افسوس ہے کہ جوانی کی رُت نکل گئی ‏ — ‏ کھیل اور بیہودہ باتوں میں زندگی گزر گئی

ایسا جاں پرور زمانہ افسوس ہے ‏ — ‏ کہ ہم پر برق یمنی کی طرح گزر گیا

میں اس فکر سے کہ وہ پہنوں اور یہ کھاؤں - دین کا فکر کرنیکی طرف متوجہ نہوا

افسوس ہے کہ ہم واہیات میں مصروف رہے ‏ — ‏ عبادت سے دور اور غافل رہے

اُستاد نے لڑکے سے کیا خوب بات کہی ‏ — ‏ کہ تمنے کچھ نہ کیا اور عُمر گزر گئی

جوانی کی طاقت کو بڑھاپے کے ضعف سے پہلے غنیمت سمجھنے کا بیان

اے جوان! آج عبادت کرلے ‏ — ‏ کیونکہ بڑھاپے میں جوانی کے سے کام نہو سکینگے

تیرے دل کو اطمینان اور بدن میں قوت ہے - جب میدان فراخ ہے تو گیند بلا کھیل لے

میں نے اس دن کی قدر نہ کی ‏ — ‏ اب سمجھا جب اُسے گنوا چکا

قضا نے میرے ہاتھ سے وہ زمانہ کھو دیا ‏ — ‏ جسکا ایک ایک دن شب قدر تھی

بوڑھا گدھا بوجھ لدا کیا دوڑ سکتا ہے ‏ — ‏ تو دوڑ کہ گھوڑے پر سوار ہے

ٹوٹے پیالہ کو اگرچہ خوب وصل کریں ‏ — ‏ تو بھی ثابت کی قیمت نہیں پائیگا

جملہ بیان - مبین و بیان ملکر مجرور - جار مجرور متعلق فعل - جملہ فعلیہ خبریہ ہوا ۔

کنوں کو فتادت بغفلت ز دست — طریقے ندارد بجز باز بست
که گفتت به جیحون در انداز تن — چو افتاده دست و پائے بزن
بغفلت بدادی ز دست آب پاک — چه چاره کنوں جز تیمم بخاک
چو از چابکاں در دویدن گرو — نبردی هم افتان و خیزان برو
گر آں بادپایاں برفتند تیز — تو بے دست و پا از نشستن بخیز

حکایت در معنی ادراک پیش از فوت

شبے خوابم اندر بیاباں فید — فرو بست پاے دویدن به قید
شتربانے آمد بهول و ستیز — زمام شتر بر سرم زد که خیز
مگر دل نهادی بمردن ز پس — که برمے نخیزی ببانگ جرس
مرا همچو تو خواب خوش در سر است — ولیکن بیاباں بپیش اندر است
تو کز خواب نوشین ببانگ رحیل — نخیزی دگر کے رسی در سبیل
فرو کوفت طبل شتر ساروان — بمنزل رسید اولیں کاروان
خنک هوشیاران فرخنده بخت — که پیش از دهل زن بسازند رخت
بره خفتگاں تا برآرند سر — نه بینند ره رفتگاں را اثر
سبق برد ره رو که برخاست زود — پس از نقل بیدار بودن چه سود
چو شیبت در آمد بروے شباب — شبت روز شد دیده برکن ز خواب
من آں روز برکندم از عمر امید — که افتادم اندر سیاهی سپید
دریغا که بگذشت عمر عزیز — بخواهد گذشت ایں دمے چند نیز

۱۳ شیب بڑھاپا - شباب جوانی یعنی جوانی کے بعد بڑھاپے کا آنا ایسا ہے جیسے رات گزر کر صبح کا ہونا - پس تو بیدار ہو - کہانتک غافل پڑا رہیگا:

با کہ وہ غفلت کے سبب ہاتھ سے چھوٹ پڑا۔ اُس کے جوڑنیکے سوا کوئی چارہ نہیں

تجھ سے کس نے کہا کہ جیحون میں گر پڑ — اور جب گر پڑا تو (نکلنے کے لیے) ہاتھ پانو مار

تو نے غفلت کرکے پاک پانی ہاتھ سے کھو دیا — اب خاک سے تیمم کرنیکے سوا علاج نہیں

جب تو چالاکوں سے دوڑنے میں سبقت — نہ لیگیا تو خیر گرتا پڑتا ہی چل

اگر وہ تیز رو دوڑ کر نکل گئے — تو تو لولا لنگڑا بیٹھے بیٹھے ہی چوتڑوں کے بل چل

وقت کے نکل جانے سے پہلے تدارک کرنیکے باب میں کہانی

قید کے جنگل میں ایک رات نیند۔ — میرے پانو چلنے سے جکڑ دیے

ایک ساربان آیا اور تندی و غصہ سے — اونٹ کی نکیل میرے سر پر مار کر بولا کہ اٹھ

شاید تو نے پیچھے رہکر مرنے کی ٹھان لی — کہ زنگ کی آواز سے نہیں اُٹھتا

میری آنکھوں میں بھی تیری ہی طرح سے مزے کی نیند بھری ہے۔ لیکن بیابان درپیش ہے

تو جو خوابِ شیریں سے کوچ کی آواز سنکر — نہیں اُٹھتا پھر قافلہ سے رستہ میں کب ملا

ساربان نے کوچ کا نقّارہ بجایا — اور قافلے کے اگلے لوگ منزل پر جا اُترے

وہ مبارک نصیب ہوشیار خوشحال ہیں۔ جو نقّارہ بجانیوالے سے پہلے اسباب باندھ لیتے ہیں

رستہ میں سوئے ہوئے جب جاگیں گے — تو چلنے والوں کا نشان بھی نہ پائیں گے

وہ راہگیر آگے بڑھا جو جلدی اُٹھا — قافلہ کے نکل جانیکے بعد جاگنے سے کیا فائدہ

جب بڑھاپے کی سفیدی جوانی کی سیاہی پر چھا گئی۔ تو رات گزر کر دن ہو گیا اب تو نیند سے ہوشیار ہو

میں نے اُس دن زندگی کی امید منقطع کی — کہ میری سیاہی پر سفیدی آئی

افسوس ہے کہ پیاری عمر گزر گئی — اور یہ چند سانس بھی گزر جائیں گے

گذشت آنچه در ناصوابی گذشت — ورین نیز دم در نیابی گذشت

کنون وقت تخم است اگر پروری — گر امیدواری که خرمن بری

بشهر قیامت مرو تنگدست — که وجهی ندارد بحسرت نشست

گرت چشم عقل است تدبیر گور — کنون کن که چشمت نخوردست مور

بمایه توان ای پسر سود کرد — چه سود افتد آنرا که سرمایه خورد

کنون کوش کآب از کمر در گذشت — نه وقتی که سیلاب از سر گذشت

کنونت که چشم است اشکی ببار — زبان در دهان است عذری بیار

نه پیوسته باشد روان در بدن — نه همواره گردد زبان در دهن

ز دانندگان بشنو امروز قول — که فردا نکیرت بپرسد ز هول

غنیمت شمار این گرامی نفس — که بی مرغ قیمت ندارد قفس

مکن عمر ضائع بافسوس و حیف — که فرصت عزیز است والوقت سیف

حکایت

قضا زنده‌ای را رگ جان برید — دگر کس بمرگش گریبان درید

چنین گفت بیننده‌ای تیزهوش — چو فریاد و زاری رسیدش بگوش

ز دست شما مرده بر خویشتن — گرش دست بودی دریدی کفن

که چندین ز تیمار و دردم مپیچ — که روزی دو پیش از تو کردم بسیچ

فراموش کردی مگر مرگ خویش — که مرگ منت ناتوان کرد و ریش

محقق چو بر مرده ریزد گلش — نه بر وی که بر خود بسوزد دلش

ز بهر آن طفلی که در خاک رفت — چه نالی که پاک آمد و پاک رفت

جتنی عمر گزری بدکاری میں گزری — اور اگر اس سانس میں کچھ نکریگا تو یہ بھی گزرا

اگر تو بوئے تو اب بیج بونے کا وقت ہے — اگر تجھے خرمن حاصل کرنے کی تمنا ہے

قیامت کے شہر میں خالی ہاتھ نہ چل — کیونکہ (وہاں تیرا) حسرتناک بیٹھنا معقول نہیں

اگر تیری عقل کی آنکھ کھلی ہے تو قبر کی تدبیر اب کرسکہ (قبر کی) چیونٹیوں نے تیری آنکھ نہیں کھائی ہے

اے لڑکے! تو سرمایہ سے فائدہ اُٹھا سکتا ہے — جو شخص سرمایہ کھا گیا اُسے کیا نفع ہوگا

اب (نکلنے کی) کوشش کرلے کہ پانی کمر ہی تک اونچا ہوا ہے۔ اُسوقت کیا کریگا جب پانی سر سے گزر جائیگا

اب کہ آنکھیں قائم ہیں رُو لے — اور زباں منہ میں ہے عذر تقصیر کرلے

نہ جان ہمیشہ بدن میں رہیگی — نہ زبان ہمیشہ دہن میں

عالموں سے آج باتیں یاد کرلے — کیونکہ کل (قبر میں) نکیر تجھے دھمکی سے پوچھیگا

اس بیش قدر حیات کو غنیمت سمجھ — کیونکہ پنجرے کی جانور بغیر کچھ قیمت نہیں

عمر کو افسوس اور ظلم سے نہ گنوا — کیونکہ فرصت بڑی چیز ہے اور وقت تلوار ہے

کہانی

اجل نے ایک زندہ کو ہلاک کیا — دوسرے شخص نے اُسکے ماتم میں کپڑا چاک کیا

ایک ہوشمند دیکھنے والے نے یوں کہا — جب اُسنے ہائے واویلا سُنی

کہ اگر مردہ کو قدرت ہوتی تو تمھارے ہاتھ سے اپنا کفن پھاڑ کر یہ کہتا

کہ میری غمخواری اور (جدائی کے) درد سے اتنا نہ تڑپ۔ کیونکہ مینے تجھے دو ہی دن پہلے سفر کیا ہے

شاید تجھے اپنی موت یاد نہیں آتی — کہ میرے مرنے نے تجھے ناطاقت اور گھائل کردیا

عارف جب مردہ کو مٹی دیتا ہے — تو اُسکا نہیں بلکہ اپنا غم کرتا ہے

جو بچہ مرگیا ہے اُس کی جدائی سے — تو کیا روتا بیٹھا ہے وہ تو پاک آیا اور پاک چلا گیا

ظرف مبین۔ کہ چشم ترا حاصل است جملہ اسمیہ بیاں۔ دوسرے مصرع میں پہلے مصرع کے قرینہ سے کنوں کر۔ محذوف ہے اور ترکیب سیطرح اور وہاں طرف

تو پاک آمدی بر حذر باش و پاک | که ننگ است ناپاک رفتن بخاک
کنوں باید این مرغ را پای بست | نه وقتے که سر رشته بردت ز دست
نشستی بجاے دگر کس بسے | نشیند بجاے تو دیگر کسے
اگر پهلوانی وگر تیغ زن | نخواهی بدر بردن الا کفن
خر وحشی گر بگسلاند کمند | چو در ریگ ماند شود پای بند
ترا نیز چندان بود دست زور | که پایت نرفتست در ریگ گور
منه دل برین سالخورده مکان | که گنبد نپاید برو گردگان
چو دی رفت و فردا نیاید بدست | حساب از همین یک نفس کن که هست

حکایت

فرو رفت جم را یکے نازنین | کفن کرد چوں کرمش ابریشمین
بدخمه در آمد پس از چند روز | که بروے بگرید بزاری و سوز
چو پوسیده دیدش حریرین کفن | بفکرت چنین گفت با خویشتن
من از کرم برکنده بودم بزور | بکندند ازو باز کرمان گور
دو بیتم جگر کرد روزے کباب | که میگفت گوینده با رباب
دریغا که بے ما بسے روزگار | بروید گل و بشگفد لاله زار
بسے تیر و دے ماه و اردیبهشت | بر آید که ما خاک باشیم و خشت

حکایت

یکے پارسا سیرت حق پرست | فتادش یکے خشت زرین بدست
سر هوشمندش چنان خیره کرد | که سودا دل روشنش تیره کرد

خس سے وہ ریشم کے اندر مرجاتا ہے اور ریشم اسکے اوپر مثل کفن کے رہتا ہے ۵ دخمہ ایک قسم کوا کا سا ہوتا ہے اور اسمیں بہت سے طاق ہوتے ہیں

تو کہ پاک آیا ہے (خود) خائف اور پاک رہ — کیونکہ قبر میں ناپاک جانا شرم کی بات ہے

ابھی اس پرند کو قید میں کر لینا چاہیے — نہ جب کہ ڈورا تیرے ہاتھ سے چھڑا لگیا

تو مدتوں اوروں کی جگہ بیٹھا ہے — (آیندہ) اَور تیری جگہ بیٹھیں گے

تو خواہ پہلوان ہے خواہ تلوریا — (یہاں سے) کفن کے سوا نہیں لیجائیگا

گورخر اگرچہ رسّی تُڑا لیتا ہے — لیکن ریت میں پھنسکر ہل بھی نہیں سکتا

تیرے ہاتھ میں بھی جب ہی تک قوت ہے — کہ تیرا پانو قبر کے ریتے میں نہیں پھنسا

اِس پُرانے مکان پر اعتماد نہ کر — کیونکہ گنبد پر اخروٹ نہیں ٹھیرتا

جب کل گزر گئی اور کل کی خبر نہیں کہ ہویا نہو پس ایک ایسی سانس کو جو لے رہا ہے حساب میں لگا

کہانی

جمشید کا ایک نازنیں بٹیا مر گیا — اُسکا کفن ریشم کے کپڑے کی طرح ریشمیں بنایا

چند روز بعد سردابہ میں آیا — تاکہ درد و غم سے اُس پر رُوئے

جب اُسکا ریشمیں کفن گلا ہوا دیکھا — تو سوچکر اپنے دل میں یہ کہا

میں نے (یہ ریشم) کیڑے پر سے زبردستی اُتارا تھا — پھر قبر کے کیڑوں نے اُس پر سے اُتار لیا

ایک دن دو بیتوں نے میرا جگر (غم سے) کباب کر دیا جنھیں ایک گوّیا رباب کے ساتھ گا رہا تھا

افسوس کہ ہمارے بعد مدتوں تک — پھول اُگیں گے اور لالہ کھلیگا

بہتیرے ساون اور ماگھ اور جیٹھ — آئنگے جب کہ ہم خاک اور اینٹیں ہو گئے ہونگے

کہانی

پرہیزگاروں کی سی خصلت والے عابد کے ہاتھ ایک سونے کی اینٹ لگ گئی

اُسنے اسکے ہوشمند سر کو ایسا تباہ کیا — کہ بیہودہ خیالات نے اسکے روشن دل کو تاریک کر دیا

پارس یعنی پاس و رالف فاعلیت سے یعنی نگہبان و محافظ چونکہ پرہیزگار اپنے نفس کا محافظ ہوتا ہے — اس لیے اُس کو پارسا کہتے ہیں -

همه شب در اندیشه کین گنج و مال / درو تا زیم ره نیاید زوال

دگر قامت عجزم از بهر خواست / نباید بر کس دوتا کرد راست

سرایی کنم پایه بستش رخام / درو چوب سقفش همه عود خام

یکی حجره خاص از پی دوستان / در حجره اندر سرا بوستان

بفرسودم از رقعه بر رقعه دوخت / تف دیگدان چشم و مغزم بسوخت

وگر زیردستان پزندم خورش / براحت دهم روح را پرورش

بسختی بکشت این نمد بسترم / روم زین سپس عبقری گسترم

فراغ مناجات و رازش نماند / خور و خواب و ذکر و نمازش نماند

بصحرا برآمد سر از عشوه مست / که جائی نبودش قرار و نشست

یکی بر سر گور گل می سرشت / که حاصل کند زان گل گور خشت

باندیشه در خود فرو رفت پیر / که ای نفس کوته نظر پند گیر

چه بندی درین خشت زرین دلت / که یک روز خشتی کنند از گلت

طمع را نه چندان دهان است باز / که بازش نشیند بیک لقمه آز

بدار ای فرومایه زین خشت دست / که جیحون نشاید بیک خشت بست

تو غافل در اندیشه سود و مال / که سرمایه عمر شد پایمال

برین خاک چندان صبا بگذرد / که هر ذره از ما بجائی برد

غبار هوا چشم عقلت بدوخت / سموم هوس کشت عمرت بسوخت

بکن سرمه غفلت از چشم پاک / که فردا شوی سرمه در زیر خاک

حکایت

رات بھر اسی خیال میں (رہتا) کہ یہ خزانہ او رمال
میری زندگی تک نہ ٹھہرے گا

اب مجھے نہیں چاہیے کہ سُوال کے لیے عاجزی سے - اپنے قد کو کسی کے سامنے جھکاؤں او رسید ھا کروں

ایک گھر بناؤں جسکی بنیاد سنگِ مرمر کی ہو
اور اُسکے کواڑ اور چھت کی کڑیاں نری اگر کی

ایک کمرہ خاص دستوں کے لیے (بناؤں)
اور کمرہ کا دروازہ پائیں باغ کی طرف رکھوں

پیوند پر پیوند لگانے سے میرا بنڈا اچھل گیا
چُولے کی گرمی نے میری آنکھیں اور بھیجا جلادیا

اب میرا کھانا نوکر چاکر پکائیں گے
(اور میں) آرام سے اپنی جان پالونگا

اِس نمدہ کے بچھونے کی سختی نے مجھے مارڈالا
اب میں چلکر عبقری (کا بچھونا) بچھاؤنگا

اُسکو دعا و مناجات کرنیکی فرصت باقی نہ رہی
کھانا۔ سونا۔ خدا کو یاد کرنا۔ نماز پڑھنی چھٹ گئی

سر میں خیالاتِ فاسد بھرے ہوے جنگل میں نکلگیا۔ کیونکہ اُسے کہیں قرار و قیام نہ تھا

ایک شخص قبر پر (بیٹھا) گارا بنا رہا تھا
اسلیے کہ قبر کی مٹی کی اینٹیں بنا لے

اُس بوڑھے نے اپنی حالت پر غور کی (اور بولا) کہ اے ناعاقبت اندیش نفس! عبرت پکڑ

تو اِس سُونیکی اینٹ پر کیا فریفتہ ہے (یعنی ہو) کیونکہ ایک دن تیری مٹی سے بھی اینٹیں بنا ئینگے

لالچ کا مُنہ اتنا کُھلا ہوا نہیں ہے
کہ ایک نوالے سے اُس کی خواہش بُجھے

اے کمینہ! اِس اینٹ سے ہاتھ اُٹھا
کیونکہ جیحون ایک اینٹ سے نہیں رُک سکتا

تو نفع اور دولت کی دُھن میں (دبے) غافل ہو رہا ہے اور عمر کا سرمایہ غارت ہوا جاتا ہے

اِس خاک پر اسقدر ہوا چلیگی
کہ ہمارا ہر ایک ذرّہ پریشان کردیگی

خواہش کے غبار نے تیری عقل کی آنکھیں بند کردیں۔ اور ہوس کی لُو نے تیری عمر کی کھیتی جلادی

غفلت کا سرمہ آنکھوں سے دُور کر
کیونکہ کل مٹی تلے خود سرمہ ہو جائیگا

کہانی

میان دو تن دشمنی بود و جنگ — سر از کبر بر یکدگر چون پلنگ

ز دیدار هم تا بحدّی رمان — که بر هر دو تنگ آمدی آسمان

یکی را اجل بر سر آورد جیش — سر آمد برو روزگاران عیش

بد اندیش وی را درون شاد گشت — بگورش پس از مدتی برگذشت

شبستان گورش در اندوده دید — که وقتی سرایش زر اندوده دید

ز روی عداوت بہ بازوی زور — یکی تختہ برکندش از روی گور

سر تاجور دیدش اندر مغاک — دو چشم جہان بینش آگندہ خاک

وجودش گرفتار زندان گور — تنش طعمۂ کرم و تاراج مور

ز دور فلک بدر رویش ہلال — ز جور زمان سرو قدش خلال

کف دست و سرپنجۂ زورمند — جدا کردہ ایام بندش ز بند

چنانش برو رحمت آمد ز دل — کہ بسرشت بر خاکش از گریہ گل

پشیمان شد از کردہ خوی زشت — بفرمود بر سنگ گورش نبشت

مکن شادمانی بمرگ کسی — کہ دہرت پس از وی نماند بسی

شنید این سخن عابدی ہوشیار — بنالید کای قادر کردگار

عجب گر تو رحمت نیاری برو — کہ بگریست دشمن بزاری برو

تن ما شود نیز روزی چنان — کہ بر وی بسوزد دل دشمنان

مگر در دل دوست رحم آیدم — چو بیند کہ دشمن ببخشایدم

بجائی رسد کار سر دیر و زود — کہ گوئی در و دیدہ ہرگز نبود

زدم تیشہ یک روز بر تل خاک — بگوش آمدم نالۂ دردناک

۱۹ تل خاک، مٹی کا تودہ ✱ یعنی زبان حال سے اس خاک نے نالہ و زاری کرکے مجھ سے یوں کہا:

دو شخصوں میں دشمنی اور لڑائی تھی - ہر ایک کے سر میں دوسرے کی طرف سے غرور (یا کینہ) تیندوے کی مانند بھرا ہوا تھا
وہ ایک دوسرے کی ملاقات سے یہانتک بھاگتے تھے - کہ آسمان دونو پر تنگ تھا

موت نے ایک پر فوج کشی کی	اور اُسکی زندگی کا زمانہ ختم ہو گیا
اُسکے دشمن کا جی خوش ہوا	اور ایک مدت کے بعد اُسکی قبر پر گیا

اُسکی قبر کی خوابگاہ کا دروازہ مٹی سے لسا ہوا پایا - جسکے گھر پر کبھی سونا چڑھا ہوا دیکھا تھا

دشمنی سے زور کر کے	اُس کی قبر کا ایک تختہ اُکھیڑا

اُس کا تاجدار سر گڑھے میں دھڑا ہوا دیکھا - اور اُسکی جہان کو دیکھنے والی دونو آنکھوں میں خاک بھری ہوئی
اُسکا وجود قبر کے قیدخانہ میں گرفتار - اُس کا بدن کیڑوں کا کھاجا اور چیونٹیوں کی لوٹ
اُسکے چہرہ کا پورا چاند آسمان کی گردش سے ہلال جیسا - اور اُسکے قد کا سرو زمانہ کے ستم سے خلال جیسا
زمانہ اُس کی ہتیلی اور طاقتور پنجہ کے جوڑ جوڑ الگ کر چکا

اُسے اُس پر ایسا رحم آیا	کہ اُسکی قبر پر رو رو کے مٹی کو گارا کر دیا

اور اپنی بدخوئی سے جو کام کیا تھا اُسسے پشیمان ہوکر - نوکر کو اُسکی قبر کے پتھر پر یہ لکھنے کا حکم دیا

تو کسی کے مرنے سے خوش نہ ہو	کیونکہ زمانہ تجھے بھی بہت دن زندہ نہ رکھیگا
ایک ہوشیار عابد نے یہ بات سُنی	اور رو کر عرض کی کہ اے خداوند توانا
اگر تو اُس پر رحم نہ کرے تو تعجب کی بات ہے	کیونکہ دشمن اُس پر زار زار رویا ہے
ہمارا جسم بھی ایک دن ایسا ہو جائیگا	کہ اُس پر دشمنوں کو ترس آئیگا
اُمید ہے میرے دوست کے دلمیں رحم آجاے	جب یہ دیکھے کہ میرا دشمن مجھپر ترس کھاتا ہے
سر کی عنقریب یہ نوبت ہونی ہے	کہ گویا اسمیں آنکھیں کبھی تھیں ہی نہیں

میں نے ایک دن مٹی کے ٹیلے پر کلھاڑی ماری - (اسمیں) سے میرے کان میں ایک دردناک آواز آئی

اور کبھی اتمام فعل کے واسطے آتی ہے جیسے یہاں ہے یعنی کر چکا - اور کبھی قربت کے واسطے یعنی وہ ماضی قریب ہو جاتی ہے - اور کبھی مفعول ...

که زنهار اگر مردی آهسته تر | که چشم و بناگوش و روی است و سر

حکایت پدر و دختر

شبی خفته بودم بعزم سفر | اگر رفتم پی کاروانی سحر

بر آمد یکی سهمگین باد گرد | که بر چشم مردم جهان تیره کرد

بره بر یکی دختر خانه بود | بمعجر غبار از پدر می زدود

پدر گفتش ای نازنین چهر من | که شوریده داری دل از مهر من

نه چندان نشیند درین دیده گرد | که بازش بمعجر توان پاک کرد

ترا نفس رعنا چو سرکش ستور | دوان می برد تا بسر شیب گور

اجل ناگهت بگسلاند رکیب | عنان باز نتوان گرفت از نشیب

خبر داری از استخوانی قفس | که جان تو مرغ است و نامش نفس

چو مرغ از قفس رفت و بگسست قید | دگر ره نگردد بسعی تو صید

نگهدار فرصت که عالم دمی است | دمی پیش دانا به از عالمی است

ق

سکندر که بر عالمی حکم داشت | در آن دم که بگذشت و عالم گذاشت

میسر نبودش کزو عالمی | ستانند و مهلت دهندش دمی

برفتند و هر کس درود آنچه کشت | نماند بجز نام نیکو و زشت

چرا دل برین کاروانگه نهیم | که یاران برفتند و ما بر رهیم

پس از ما همین گل دمد بوستان | نشینند با یکدگر دوستان

دل اندر دلارام دنیا مبند | که ننشست با کس که دل برنکند

چو در خاکدان لحد خفت مرد | قیامت بیفشاند از روی گرد

کارواں گاہ قافلہ کے اُترنے کی جگہ۔ مراد دنیا کہ لوگوں کے قافلے یہاں آکر اُترتے ہیں اور کچھ دیر ٹھہر کر کوچ کر جاتے ہیں (صفحہ ۱۶۹ دیکھو)

کیونکہ (یہ کسی کی) آنکھیں کان کی لو چہرہ اور سر ہے	کہ دیکھ اگر جوانمرد ہے تو کلہاڑی آہستہ مار

باپ اور بیٹی کی کہانی

میں ایک رات سفر کے ارادہ سو رہا تھا۔ کہ صبح کو کسی قافلہ کے پیچھے ہو لونگا

ایسی دہشت ناک آندھی چلی
کہ لوگوں کی آنکھوں میں جہان اندھیر ہو گیا

رستہ پر ایک لڑکی کا گھر تھا
وہ اوڑھنی سے باپ پر سے گرد و غبار جھاڑ رہی تھی

باپ نے اُس سے کہا اے میری خوبصورت (بیٹی)، کہ تو نے اپنے دل کو میری محبّت میں پریشان کر رکھا ہے

اِس آنکھ میں اتنی خاک پڑیگی
کہ پھر اُسکو اوڑھنی سے نہ جھاڑ سکیگی

تجھے نفسِ ہیاک سرکش گھوڑے کی طرح
قبر کے گڑھے تک دوڑائے لیے جاتا ہے

موت یکایک تیری رکاب توڑ ڈالیگی
اور پھر تو گڑھے سے (بچنے کو) باگ نہ روک سکیگا

تجھے ہڈیوں کے پنجرے کی بھی خبر ہے
جسمیں تیری جان پرندہ ہے اور اُسکا نام نفس ناطقہ ہے

جب پرندہ پنجرے سے اُڑ گیا اور قید نہ رہی
تو پھر تیری کوشش سے بند نہیں ہو سکتا

(زندگی کی) فرصت غنیمت سمجھ کہ دنیا دم بھر کی ہے۔ اور سمجھدار کے آگے ایک دم سارے عالم سے بہتر ہے

سکندر جو ایک عالم کا حکمراں تھا
جب دنیا کو چھوڑ کر چلا گیا

تو اُسے یہ نصیب ہوا کہ اُس سے عالم
لیکر (دنیا میں) دم بھر ٹھیرنیکی مہلت دیں

چلے گئے اور ہر ایک نے جیسا کیا ویسا بھرا
نیکنامی و بدنامی کے سوا کچھ باقی نہیں رہتا

اِس پڑاؤ میں کیا دل لگانا ہیں
کہ بابا چلے گئے اور ہم چلنے کو ہیں

ہمارے بعد بھی یونہی باغ میں پھول لگیں گے۔ اور دوست مِل جلکر بیٹھیں گے

معشوقۂ دنیا سے دل لگی نہ کر
کیونکہ یہ جس پاس اُٹھی بیٹھی اُسکے ساتھ نباہ نہ کیا

جب آدمی قبر میں سو رہا
پھر قیامت ہی کے دن اُٹھکر گرد جھاڑیگا

و ہندش کا شین مفعول اوّل از رحلت مفعول ثانی ۵ یہ مصرع پہلے مصرع کے مضمون کی علت ہے۔ پہلا کاف تعلیلیہ ہے اور دوسرا

سر از جیب غفلت برآور کنون	که فردا نماند بحسرت نگون
تو چون خواهی آمد بشیراز در	سر و تن بشوئی ز گرد سفر
پس اے خاکسار گنه عنقریب	سفر کرد خواهی بشهر غریب
بران از دو سر چشمهٔ دیده جوے	ور آلایشے داری از خود بشوے

حکایت در بیان عالم طفولیت

ز عهد پدر یادم آید همے	که باران رحمت برو هر دمے
که در خردیم لوح و دفتر خرید	ز بهرم یکے خاتم زر خرید
بدر کرد ناگه یکے مشتری	بخرمائے از دستم انگشتری
چو نشناسد انگشتری طفل خرد	بشیرینے از وے تواند برد
تو هم قیمت عمر نشناختی	که در عیش شیرین برانداختی
قیامت که نیکان بر اعلی رسند	ز قعر ثری تا ثریا رسند
ترا خود بماند سر از ننگ پیش	چو گردت برآید عملهاے خویش
برادر ز کار بدان شرم دار	که در روے نیکان شوی شرمسار
در آن روز کز فعل پرسند و قول	اولو العزم را تن بلرزد ز هول
بجائیکه دهشت خورند انبیا	تو عذر گنه را چه داری بیا
زنانے که طاعت برغبت برند	ز مردان ناپارسا بگذرند
ترا شرم ناید ز مردی خویش	که باشد زنان را قبول از تو بیش
زنان را بعذرے معین که هست	ز طاعت بدارند گه گاه دست
تو بے عذر یکسو نشینی چو زن	رو اے کم ز زن لاف مردی مزن

ثری نمناک مٹی جو پانی سے ملی ہوئی ہے - یعنی زمین کا سب سے نیچا طبقہ + ثریا کچھ چند ستارے ہیں جنکا محل آٹھواں آسمان یعنی کرسی ہے

غفلت کے گریبان سے اب سر نکال (یعنی غفلت دور کر) تاکہ وہ کل پشیمانی سے جھکا نہ رہے

توجب شیراز میں داخل ہونیکو ہوتا ہے | تو سر اور بدن پر سے سفر کی خاک دھوتا ہے
پس اے گناہ کی مٹی میں سنے ہوئے | تو نئے شہر میں سفر کرنے کو ہے
اپنی دونو آنکھوں کے چشمہ سے ندی بہا | اور ساری آلائشوں کو اپنے سے دھو

لڑکپن کے زمانہ کے بیان میں کہانی

مجھے باپ کے زمانہ کی ایک بات یاد آتی ہے | اُس پر رحمت کا مینہ ہر دم برستا رہے
کہ اُسنے چھٹپن میں میرے لیے تختی اور کتاب خریدی | اور ایک سونے کی انگوٹھی بھی مول لی
ایک کھجور والے نے یکایک وہ انگوٹھی | ایک کھجور کی قیمت میں میرے ہاتھ سے اُتار لی
چونکہ چھوٹا بچہ انگوٹھی کی قدر نہیں جانتا | ذرا سی میٹھی چیز دیکر اُس سے لے سکتے ہیں
تونے بھی اپنی عُمر کی قیمت نہ جانی | کیونکہ اُسے دنیا کے آرام کے عوض گنوادیا
قیامت کے دن جب نیکوکار بہشت میں جائینگے | زمین کے سب سے نیچے کے طبقہ سے آٹھویں آسمان پر پہنچینگے
تیرا سر شرمندگی سے نیچا ہو گا | جب تیرے اعمال تجھے گھیر لیں گے
اے بھائی بُرے کام کرنے سے شرم کر | نہیں تو (قیامت کو) نیکوں کے سامنے شرمندہ ہوگا
جس دن فعل و قول کی پوچھ گچھ ہو گی | اُولوالعزم پیغمبر ڈر کے مارے تھر تھر کانپینگے
قیامت میں جہاں انبیا ہاک کٹ بچائینگے | تیرے پاس گناہوں کا کیا عذر ہے؟ آ اور پیش کر
جو عورتیں خوشی سے عبادت کرتی ہیں | وہ نا پرہیزگار مردوں سے (مرتبہ میں) بڑھ جائینگی
تجھے اپنے مرد ہونے سے شرم نہیں آتی | کہ عورتیں تجھ سے زیادہ (خدا کے ہاں) مقبول ہونگی
عورتیں اپنے ایک مقرری عذر کے سبب | کبھی کبھی عبادت سے باز رہتی ہیں

تو بغیر عذر کے عورتوں کی طرح (عبادت) چھوڑ بیٹھا ہے بس اے عورت سے بھی کم چل - مرد ہو نیکی ڈینگ نہ مار

مشہو ہیں سیطرح تونے بھی ہمت ہار دی اور عبادت چھوڑ رکھی ہے - واالاوّل اَولےٰ ترکیب تقدیر کلام یوں ہے - توجیوں بشیراز در آمدن بیخواہی

مرا خود چه باشد زبان آوری | چنیں گفت شاهِ سخن عنصری
مرا خود مبیں اے عجب در میاں | مبیں تا چه گفتند پیشینیاں
چو از راستی بگذری خم بود | چه مردے بود کز زنے کم بود
بناز و طرب نفس پرورده گیر | بایّام دشمن قوی کرده گیر
یکے بچهٔ گرگ مے پرورید | چو پرورده شد خواجه برہم درید
چو بر پہلوے جاں سپردن بخفت | جہاندیده بر سرش رفت و گفت
تو دشمن چنیں نازنیں پروری | ندانی که ناچار زخمش خوری
نه ابلیس در حقِّ ما طعنه زد | کز اینان نیاید بجز کارِ بد
فغان از بدیها که در نفسِ ماست | که ترسم شود ظنّ ابلیس راست
چو ملعوں پسند آمدش قہرِ ما | خدایش بر انداخت از بہرِ ما
کجا سر بر آریم ازیں عار و ننگ | که با او بصلح ایم و با حق بجنگ
نظرِ دوست نادر کند سوے تو | چو در روے دشمن بود روے تو
گرت دوست باید کزو بر خوری | نباید که فرمانِ دشمن بری
ندیم سپیه تا چه خواهی خرید | که خواهی دل از مهرِ یوسف برید
روا دار داز دوست بیگانگی | که دشمن گزیند بہم خانگی
ندانی که کمتر نہد دوست پاے | چو بیند که دشمن بود در سراے

حکایت

یکے بُرد با پادشاہے ستیز | بدشمن سپردش که خونش بریز
گرفتار در دستِ آں کینه توز | همیگفت با خود بزاری و سوز

یہ بات ایک میں ہی نہیں کہتا	سخن کے بادشاہ عنصری نے بھی یوں کہا ہے
اے تو العجب! مجھے بیچ میں کچھ نہ سمجھ	دیکھ کہ اگلے لوگ کیا کہہ گئے ہیں

جب تو نے راستی چھوڑ دی تو دیکھ تجھ میں کجی ہی کجی۔ بس وہ مرد کیا جو عورت سے بھی کم ہو

تو اپنے نفس کو ناز و نعمت سے پرورش کیا ہوا سمجھ لے۔ چند روز بعد دشمن کو طاقتور ہوا سمجھ لے

ایک شخص نے بھیڑیے کا بچہ پالا تھا	جب پل گیا تو مالک کو اُسنے پھاڑ ڈالا
جب اُسکا دم نکلنے کو ہوا	ایک جہاندیدہ نے اُسکے سرہانے آکر کہا
تو نے دشمن کو اس طرح ناز سے پالا	یہ نہ سمجھا کہ ضرور اُسکا زخم کھائیگا

شیطان نے ہماری نسبت یہ طعن نہیں کیا۔ کہ ان سے بُرے کام کے سوا کچھ نہ ہوگا

ہائے اُن بدیوں کے سبب جو ہمارے نفس میں ہیں۔ کہیں شیطان کا گمان صحیح نہ ہو جائے

جب اُس ملعون کو ہماری ذلت پسند آئی	خدا نے اُسے ہمارے واسطے (جنت سے) نکال دیا

ہم اس شرمندگی سے کب سر اُٹھا سکتے ہیں۔ کہ اُس ملعون کے ساتھ تو موافقت کر رکھی ہے اور خدا سے مخالفت

دوست تیری طرف بہت کم نگاہ کریگا	جب تیرا منہ دشمن کی طرف ہوگا
اگر تو دوست سے فائدہ اُٹھانا چاہتا ہے	تو تجھے دشمن کی فرمانبرداری کرنی نہیں چاہئے
کھوٹی چاندی سے تو کیا خریدیگا	جو یوسف ؑ کی محبت دل سے دور کرتا ہے
وہ دوست سے جدا ہونا گوارا کرتا ہے	جو دشمن کو اپنے ساتھ گھر میں رکھتا ہے

تو نہیں جانتا کہ دوست اُس گھر میں بہت کم قدم دھرتا ہے جسمیں دشمن کو دیکھتا ہے

کہانی

ایک شخص نے بادشاہ سے بغاوت کی	بادشاہ نے اُسکے دشمن کے حوالہ کردیا کہ اُسے قتل کرے
وہ اُس کینہ کش کے ہاتھ میں پھنسا ہوا	رو کر اور آہ بھر کر اپنے دل میں یہ کہہ رہا تھا

اگر دوست بر خود نیازردمی
کے از دست دشمن جفا بردمی

تو از دوست گر عاقلی بر مگرد
کہ دشمن نیارد نگہ در تو کرد

بناچار دشمن بدرّد پوست
رفیقے کہ بر خود بیازرد دوست

تو با دوست یکدل شو و یک سخن
کہ خود بیخ دشمن برآید ز بن

نہ پندارم ایں زشت نامی نکوست
بخوشنودئے دشمن آزارِ دوست

حکایت

یکے مالِ مردم بہ تلبیس خورد
چو برخاست لعنت بر ابلیس کرد

چنیں گفت ابلیس اندر رہے
کہ ہرگز ندیدم چنیں ابلہے

ترا با من است از نہاں آشتی
چرا تیغِ پیکار بر داشتی

دریغست فرمودۂ دیوِ زشت
کہ دستِ ملک بر تو خواہد نوشت

روا داری از جہل و بیباکیت
کہ پاکاں نویسند ناپاکیت

طریقے بدست آر و صلحے بجوے
شفیعے برانگیز و عذرے بگوے

کہ یک لحظہ صورت نہ بندد اماں
چو پیمانہ پر شد بدورِ زماں

وگر دستِ قوت نداری بکار
چو بیچارگاں دستِ زاری برآر

وگر رفت زاندازہ بیروں بدی
چو گفتی کہ بد رفت نیک آمدی

فرا شو چو بینی درِ صلح باز
کہ ناگہ درِ توبہ گردد فراز

مرو زیرِ بارِ گنہ اے پسر
کہ حمالِ عاجز شود در سفر

پے نیک مرداں بباید شتافت
کہ ہر کہ ایں سعادت طلب کرد یافت

ولیکن تو دنبالِ دیوِ خسی
ندانم کہ در صالحاں چوں رسی

کہ اگر میں دوست کو اپنے سے خفا کرتا | تو دشمن کی سختی کاہے کو اُٹھاتا

تو اگر عقلمند ہے تو دوست سے نہ بھڑ - کیونکہ اُسے بلا رہیگا تو دشمن تیری طرف نگاہ بھر کر نہیں دیکھیگا

جس رفیق نے دوست کو اپنے سے خفا کیا | دشمن ضرور اُسکی کھال اُتار یگا

تو دوست کے ساتھ دل سے بلا رہ اور جو کہے وہی کہہ - کیونکہ (ایسا کرے گا) تو دشمن کی جڑ بنیاد خود اُکھڑ جائیگی

میں اس بدنامی کو اچھا نہیں خیال کرتا - (یعنی) دشمن کے راضی کرنیکے لیے دوست کو ناراض کرنا

کہانی

ایک شخص نے دُھوکا دیکر لوگوں کا مال چٹ کیا - جب کر چکا تو شیطان پر لعنت بھیجی

اُس سے شیطان نے ایک رستہ میں یوں کہا - کہ میں نے کبھی ایسا بیوقوف نہیں دیکھا

تجھے تو مجھ سے دلی دوستی ہے - پھر (مجھ سے) لڑنے کو تو نے تلوار کیوں اُٹھائی

افسوس ہے، کہ پلید شیطان کے حکم - (یعنی تیرے برے عمل) کو (پاک) فرشتوں کے ہاتھ تیرے اعمالنامہ میں لکھینگے

تو اپنی نادانی اور گستاخی سے (یہ بات) جائز رکھتا ہے - کہ پاک فرشتے تیری ناپاکی لکھیں

کوئی راہ نکال اور صلح کرنیکی تدبیر کر | شفاعت کرنیوالا پیدا کر اور عذر پیش کر

کیونکہ جب زمانہ کے دور میں (عمر کا) پیالہ بھر گیا | تو پھر دم بھر کی بھی امان نہ دیں گے

اور اگر تجھے کام کرنیکی قدرت نہیں ہے | تو عاجزوں کی طرح گریہ وزاری کر

اگرچہ گناہ اندازہ سے باہر ہو | جب تو نے یہ کہا کہ مجھ سے خطا ہوئی پاک ہو گیا

توبہ کا دروازہ کھلا دیکھے تو آگے بڑھ | کیونکہ یکایک یہ دروازہ بند ہو جائیگا

اے لڑکے! گناہوں کے بوجھ تلے لدا ہوا نجا | کیونکہ بوجھ اُٹھانیوالا سفر میں عاجز ہو جاتا ہے

نیک لوگوں کے پیچھے دوڑنا چاہیے | کیونکہ جس نے یہ سعادت ڈھونڈی وہ کامیاب ہوا

مگر تو تو کمینہ شیطان کے پیچھے چل رہا ہے | دیکھیے نیکو کاروں تک کیونکر پہنچتا ہے

کے بعد پہلا مصرع اُس کی جزا ... لیے پیہ ندا و منادی قائم مقام جملۂ فعلیہ مرو ض فاعل ذو الحال - زیر بار گنہ مرکب منافی حال - جملۂ ثانیہ

پیمبر کسے را شفاعت گر است	که بر جادهٔ شرع پیغمبر است

حکایت

گِل آلوده راه مسجد گرفت	ز بخت نگون طالع اندر شگفت
یکے زجر کردش که تبّت یداک	مرو دامن آلوده در جاے پاک
مرا رقّتے در دل آمد برین	که پاک است و خرّم بهشت برین
در آن جاے پاکان امیدوار	گِل آلودهٔ معصیت را چه کار
بهشت آن ستاند که طاعت برد	کرا نقد باشد بضاعت برد
مرو دامن از گرد زلّت بشوے	که ناگه ز بالا ببندند جوے
مگو مرغ دولت ز قیدم بجست	هنوزش سر رشته داری بدست
وگر دیر شد گرم رو باش و چست	ز دیر آمدن غم ندارد درست
هنوزت اجل دست خواهش نبست	برآور بدرگاه دادار دست
ق چو حکم ضرورت بود کآبروے	بریزند باری برین خاک کوے
مخسپ اے گنه کردهٔ خفته خیز	بعذر گنه آب چشمے بریز
در آیت نماند شفیع آر پیش	کسے را که هست آبرو از تو بیش
بقهر ار براند خدا از درم	روان بزرگان شفیع آورم

حکایت

همے یادم آید ز عهد صغر	که عیدے برون آمدم با پدر
ببازیچه مشغول مردم شدم	در آشوب خلق از پدر گم شدم
برآوردم از هول و دهشت خروش	پدر ناگهانم بمالید گوش

ادراین کوے سے اشارہ درگاہ الٰہی کی طرف ہے یا دنیا سے مراد ہے۔ یعنی حسب آیات و احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ قیامت کے دن علماے (صفحہ ۱۱ دیکھو)

پیغمبر صاحب اُس شخص کی شفاعت کرینگے	جو اُنکی شریعت کے رستہ پر چلتا ہے

کہانی

ایک مٹی میں سنا ہوا مسجد میں آیا	اپنی بدنصیبی سے حیران و پریشان تھا
ایک شخص نے اُسے جھڑکا کہ مار جا یئو!	پاک مقام میں سنا ہوا! تجا
اس خیال سے میرا جی بھر آیا	کہ جنت اعلیٰ بھی پاک اور عمدہ مقام ہے
(پس) اُس مقدس سید واروں کے مقام میں	گناہوں کی مٹی میں سنے ہوئے کا کیا کام
بہشت وہ لیگا جو (وہاں) عبادت لیکر جائیگا	جس ہیں وہ یہ ہوتا ہے وہی سباب لیتا ہے
جا گناہ کی گرد سے دامن کو دھو	کیونکہ یکایک اوپر سے ندی بند کر دینگے
یہ نہ کہہ کہ دولت کا پرندہ میری قید سے نکلگیا	ابھی تو اُسکے ڈورے کا سرا تیرے ہاتھ میں ہے
اور اگر دیر ہوگئی تو تیز روی اور پھرتی کر	(کیونکہ) جو درست ہوسکے اُسکے دیر میں آنیکا اندیشہ نہیں
ابھی تیرے توبہ کا ہاتھ نہیں باندھا	خدا کی درگاہ میں ہاتھ اُٹھا کر توبہ کرلے

جب ضروری بات ہے کہ گنہگاروں کی خواری۔ کرینگے تو (اے گنہگار) اسی گلی کی خاک (یعنی خوار ہوئیں)

اے غافل گنہگار! سو نہیں۔ اُٹھ	اور ذرا آنکھ سے آنسو بہاکر توبہ کر

اور اگر تیری آبرو نہیں ہی تو جس شخص کی آبرو تجھ سے زیادہ ہے اُسے شفیع بنا

اگر خدا خفگی سے مجھے اپنے دروازہ سے نکال دے۔ تو میں بزرگوں کی روح کو شفیع بناؤں

کہانی

مجھے بچپن کی (یہ بات) یاد آتی ہے	کہ ایک دفعہ عید کو میں باپ کے ساتھ بازار گیا

کھیل سے لوگوں کا تماشا دیکھنے میں (ایسا) مشغول ہوا۔ کہ بھیڑ میں باپ سے الگ ہو گیا

ڈر کے مارے چیخنے لگا	باپ نے ایکدفعہ ہی میرا کان مروڑ کر کہا

مجرور۔ جار مجرور متعلق فعل۔ اسیطرح ہر جار۔ ابن بین مجرور۔ کہ بیانیہ۔ بہشت بریں مبتدا۔ پاک خبر۔ و۔ کہ عاطفی خبر است کلمۂ رابط جملہ اسمیہ بیان او دیگے۔

که ای شوخ چشم آخرت چند بار
نگفتم که دستم ز دامن مدار

بتنها نداند شدن طفل خرد
که مشکل بود راه نادیده برد

تو هم طفل راهی بسعی ای فقیر
برو دامن نیک مرداں بگیر

مکن با فرومایه مردم نشست
چو کردی ز هیبت فروشوی دست

بفتراک پاکاں درآویز چنگ
که عارف ندارد ز دریوزه ننگ

مریداں بقوت ز طفلاں کم اند
مشائخ چو دیوار مستحکم اند

بیاموز رفتار ازاں طفل خرد
که چوں استعانت بدیوار برد

ز زنجیر ناپارسایاں برست
که در حلقهٔ پارسایاں نشست

اگر حاجتے داری ایں حلقه گیر
که سلطاں ازیں در ندارد گزیر

برو خوشه چیں باش سعدی صفت
که گرد آوری خرمن معرفت

حکایت خرمن سوز

یکے غله مرداد مه توده کرد
ز تیمار وے خاطر آسوده کرد

شبے مست شد و آتشے بر فروخت
نگوں بخت کالیوه خرمن بسوخت

دگر روز در خوشه چیدن نشست
که یک جو ز خرمن نماندش بدست

چو سرگشته دیدند درویش را
یکے گفت پروردهٔ خویش را

نخواهی که باشی چنیں تیره روز
بدیوانگی خرمن خود مسوز

گر از دست عمرت شد اندر بدی
تو آنی که در خرمن آتش زدی

فضیحت بود خرمن اندوختن
پس از خرمن خویشتن سوختن

مکن جان من تخم دیں بره و داد
مده خرمن نیکنامی بباد

کہ اے بغیرت بیٹے تجھے کئی دفعہ۔ نہیں کہا کہ میرا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑ یو
چھوٹا بچہ اکیلا چلنا نہیں جانتا - کیونکہ اُسے اَن دیکھا رستہ چلنا دشوار ہے
اے فقیر! تو بھی کوشش میں ایسا ہے جیسا رستہ میں بچہ۔ بس جا اور نیکمردوں کا دامن پکڑ لے

کمینے لوگوں کی صحبت میں نہ بیٹھ — اور بیٹھا ہے تو عزت سے ہاتھ دھو
پاک آدمیوں کے شکاربند میں ہاتھ ڈال — کیونکہ عارف کو گدائی سے عار نہیں آتی
مُرید قوّت میں بچّوں سے کم ہیں — اور مشایخ مضبوط دیوار کی مانند ہیں
تو اُس چھوٹے بچے سے چلنا سیکھ — کہ اُسنے کس طرح دیوار کا سہارا ڈھونڈا
بدکاروں کی زنجیر سے چھوٹ گیا — جو کوئی پرہیزگاروں کی صحبت میں بیٹھا
اگر تجھے کچھ حاجت ہے تو اُن کے دروازہ کی کُنڈی پکڑ۔ کیونکہ اس دروازہ کے بادشاہ بھی محتاج ہیں
جا سعدی کی طرح خوشہ چینی اختیار کر — تاکہ معرفت کا کھلیان جمع کرے

کھلیان جلادینے والے کی کہانی

ایک شخص نے بھادوں کے مہینے میں اناج بھرا — اور ماگھ کے فکر سے مطمئن ہو گیا
ایک رات مستی کی حالت میں آگ جلائی — اور بدنصیب احمق نے وہ اناج کا ڈھیر جلادیا
دوسرے دن سِلّہ بیننے بیٹھا۔ کیونکہ اپنے اناج کے ڈھیر میں سے ایک جَو بھی اُسکے پاس نہ رہا

جب لوگوں نے فقیر کو پریشان دیکھا — تو ایک شخص نے اپنے بیٹے سے یہ کہا
کہ اگر تو ایسا بدنصیب ہونا نہیں چاہتا — تو دیوانہ پن سے اپنے اناج کا ڈھیر نہ جلا
اگر تو نے عمر گناہ میں گنوا دی — تو تو وہی ہے کہ اناج کے ڈھیر میں آگ لگادی
اپنے اناج کے ڈھیر کو جلا کر اوروں کے ڈھیر میں سے مانگ مانگ کر اناج جمع کرنا رسوائی کی بات ہے
اے میری جان! غفلت نہ کر اور دین انصاف کا بیج بو۔ اور نیکنامی کے کھلیان کو نہ گنوا

چو برگشته بختے در افتد ببند
ازو نیک بختاں بگیرند پند

تو پیش از عقوبت در عفو کوب
که سودے ندارد فغاں زیر چوب

برآر از گریبان غفلت سرت
که فردا نماند خجل در برت

حکایت

یکے متفق بود بر منکرے
گذر کرد بر وے نکو محضرے

نشست از خجالت عرق کردہ روے
کہ آیا خجل گشتم از شیخ کوے

شنید این سخن پیر روشن رواں
بروبر بشورید و گفت اے جواں

نیاید ہمے شرمت از خویشتن
کہ حق حاضر و شرم داری ز من

نیاسائی از جانب ہیچ کس
برو جانب حق نگہدار و بس

چناں شرم دار از خداوند خویش
کہ شرمت ز بیگانگان ہست و خویش

حکایت

پلیدی کند گربہ بر جاے پاک
چو زشتش نماید ہمی پوشد بخاک

تو آزادی از ناپسندیدہا
نترسی کہ بروے فتد دیدہا

بیندیش از آں بندۂ پر گناہ
کہ از خواجہ آبق شود چند گاہ

اگر باز گردد بصدق و نیاز
بزنجیر و بندش نیارند باز

بکیں آوری با کسے برستیز
کہ از وے گزیرت بود یا گریز

کنوں کرد باید عمل را حساب
نہ وقتے کہ منشور گردد کتاب

کسے گرچہ بد کرد ہم بد نکرد
کہ پیش از قیامت غم خود بخورد

گر آئینہ از آہ گردد سیاہ
شود روشن آئینۂ دل بآہ

بترس از گناہان خویش این نفس
کہ روز قیامت نترسی ز کس

ہے۔ گزیر چارہ و مخلص۔ گریز گریختن کا حاصل مصدر۔ حساب شمار گنتی یعنی اپنے اعمال کو دیکھنا کہ اُن میں کون سے اچھے ہیں (صفحہ ۱۸۱ دیکھو)

جب کوئی بدنصیب آفت میں پھنستا ہے ۔ تو اُس سے نیک بخت عبرت پکڑتے ہیں

تو سزا پانے سے پہلے گناہ کی معافی چاہ ۔ کیونکہ ہٹتے وقت چیخنا کچھ فائدہ نہیں بخشتا

(آج) غفلت کے گریباں سے اپنا سر نکال (یعنی غفلت چھوڑ) تاکہ کل شرمندگی سے جھکا نہ رہے

کہانی

ایک شخص اتفاق سے ایک برا کام کر رہا تھا ۔ ایک نیک خو اُس کے پاس آ پہنچا

وہ ایسا شرمندہ ہو کر بیٹھا کہ چہرہ پر پسینا آگیا ۔ (کہنے لگا) کہتے ہیں محلہ کے بزرگ کے روبرو شرمندہ ہوا

پیر روشندل نے یہ بات سُنی ۔ اور اُس پر خفا ہو کر بولا کہ اے جوان!

تجھے اپنے اس فعل سے شرم نہیں آتی ۔ کہ خدا حاضر ہے اور تو مجھ سے شرم کرتا ہے

تو کسی کا پاس کر کے سُکھ نہ پائیگا ۔ جا۔ بس خدا ہی کا پاس کر

اپنے خدا سے ایسی شرم کر۔ جیسی (تجھے) بیگانوں اور اپنوں سے شرم ہے

کہانی

بلّی پاک جگہ ہگ دیتی ہے ۔ مگر وہ اُسے بُرا معلوم ہوتا ہے اسلیے مٹی سے (چھپا دیتی ہے)

تو گناہوں کی پروا نہیں کرتا ۔ اور نہیں ڈرتا کہ انھیں آدمی اور فرشتے دیکھینگے

اُس قصوروار غلام سے عبرت حاصل کر ۔ جو آقا پاس سے کئی دفعہ بھاگ جاے

اگر وہ سچائی اور عاجزی سے (توبہ کرکے) پھر چلا آئے۔ تو اُسے زنجیر سے باندھکر اور قید کرکے (آقا پاس) نہیں لاتے

بدلا لینے کے لیے اُس سے لڑ ۔ جس سے تو رہائی پا سکے یا بھاگ سکے

اپنے اعمال کا حساب کرنا چاہیے ۔ نہ جب کہ اعمالنامے پراگندہ ہونگے

جس شخص نے قیامت سے پہلے اپنا فکر کرلیا اُسنے اگرچہ گناہ کیا ہو پھر بھی گویا نہیں کیا

آئینہ اگرچہ آہ سے دُھندلا پڑ جاتا ہے ۔ لیکن دل کا آئینہ آہ سے چمک جاتا ہے

اپنے گناہوں سے اسوقت ڈر ۔ تاکہ قیامت کے دن کسی کا ڈر نہ رہے

حکایت

غریب آمدم در سواد حبش / دل از دهر فارغ سر از عیش خوش

به ره بر یکے دکہ دیدم بلند / تنے چند مسکیں در او پاے بند

بسیچ سفر کردم اندر نفس / بیاباں گرفتم چو مرغ از قفس

یکے گفت کیں بندیاں شب روند / نصیحت نگیرند و حق نشنوند

چو بر کس نیامد ز دستت ستم / ترا گر جہاں شحنہ گیرد چہ غم

نکونام را کس نگیرد اسیر / بترس از خدا و مترس از امیر

نیاوردہ عامل غش اندر میاں / نیندیشد از رفع دیوانیاں

وگر عفتش را فریب است زیر / زبان حسابش نگردد دلیر

چو خدمت پسندیدہ آرم بجاے / نیندیشم از دشمن تیرہ راے

اگر بندہ کوشش کند بندہ وار / عزیزش بدارد خداوندگار

وگر کند راے است در بندگی / ز جانداری افتد بخربندگی

قدم پیش نہ کز ملک بگذری / کہ گر باز مانی ز دد کمتری

حکایت

یکے را بچوگاں مہ دامغاں / بزد تا چو طبلش بر آمد فغاں

شب از بیقراری نیارست خفت / برو پارسائے گذر کرد و گفت

بشب گر ببردی بر شحنہ سوز / گنہ آبرویت نبردے بروز

کسے روز محشر نگردد خجل / کہ شبہا بدرگہ برد سوز دل

اگر ہوشمندی ز داور بخواہ / شب توبہ تقصیر روز گناہ

ہنوز ار سر صلح داری چہ بیم / در عذر خواہاں نہ بندد کریم

(صفحہ ۱۸۳ دیکھو)

کہانی

میں نگبار کے نواح میں مسافرانہ گیا۔ دل زمانہ کے فکر سے خالی تھا اور سر میں عیش سے خوشی بھری تھی رستہ میں میں نے ایک اونچا چبوترہ (یا حوالات خانہ) دیکھا۔ چند غریب اسمیں قید تھے فوراً میں نے سفر کی تیاری کر دی۔ اور زنجیر سے چھوٹے ہوئے پرندہ کی طرح جنگل کا رستہ لیا

ایک بولا کہ یہ قیدی چور ہیں — نصیحت نہیں مانتے اور حق (بات) نہیں سنتے

جب تیرے ہاتھ سے کسی پر ظلم نہو — تو تجھ کو حاکم کے پکڑ لینے سے کیا خوف

نیکو کار کو کوئی قید نہیں کرتا — خدا سے ڈر اور حاکم سے نہ ڈر

جس عامل نے خیانت نہیں کی — وہ کچہری کے اہلکاروں کے حساب لینے سے نہیں ڈرتا

اور اگر اسکی پاکدامنی ڈھوکے کی ہے — تو حساب دیتے وقت اسکی زبان لڑکھڑائیگی

جب میں کام اچھا کر دوں — تو مجھے حاسد دشمن سے کچھ ڈر نہیں

اگر بندہ بندہ کی طرح تندہی کرتا ہے — تو مالک سے عزیز رکھتا ہے

اور اگر خدمتگزاری میں ہوشیار نہیں۔ تو بادشاہ کی خدمت سے گدھوں کی خدمت پر آپڑتا ہے قدم آگے بڑھاے جا تاکہ فرشتوں سے بڑھجاے۔ کیونکہ اگر پیچھے رہگیا تو درندوں سے بھی گیا گزرا ہوا

کہانی

ایک مجرم کو دامغان کے بادشاہ نے ڈنڈے سے — ایسا مارا کہ اُسنے طبلہ کی طرح چیخ پکار مچائی

رات بھر بیتابی سے نہ سو سکا — اُسکے پاس ایک پرہیزگار پہنچا اور بولا

کہ اگر تو رات کو توال کے سامنے منت عاجزی کرتا — تو دن کو گناہ تجھے بے آبرو نہ کرتا

وہ شخص قیامت کے دن شرمندہ نہو گا — جو راتوں کو خدا کی درگاہ میں عذر گناہ کرتا ہے

تو اگر ہوشیار ہے تو خداے عادل سے — رات کو توبہ کے وقت دن کے گناہوں کا عذر کر

اگر تجھے اسوقت توبہ کا خیال ہے تو کچھ خوف نہیں — خداے کریم توبہ کرنیوالوں کیلئے اپنا دروازہ بند نہیں کرتا

عامل ذوالحال باقی مصرع حال ضرورت شعری کے سبب ذوالحال حال کے بیچ میں آگیا ہے اور دونو ملکر نہ دیئے کا فاعل +

کریمی که آوردت از نیست هست — عجب گر بیفتی نگیردت دست
اگر بنده دست حاجت برآر — وگر شرمسار آب حسرت ببار
نیامد برین در کسی عذر خواه — که سیل ندامت نشستش گناه
نریزد خدا آبروی کسی — که ریزد گناه آب چشمش بسی

حکایت

بصنعا درم طفلی اندر گذشت — چه گویم کز آنم چه بر سر گذشت
قضا نقش یوسف جمالی نکرد — که ماهی گورش چو یونس نخورد
درین باغ سروی نیامد بلند — که باد اجل بیخش از بن نکند
عجب نیست بر خاک اگر گل شگفت — که چندین گل اندام در خاک خفت
بدل گفتم ای ننگ مردان بمیر — که کودک رود پاک و آلوده پیر
ز سودا و آشفتگی بر قدش — برانداختم سنگی از مرقدش
ز هولم در آن جای تاریک و تنگ — بشورید حال و بگردید رنگ
چو باز آمدم زان تغیر بهوش — ز فرزند دلبندم آمد بگوش
گرت وحشت آمد ز تاریک جای — بهش باش و با روشنائی درآی
شب گور خواهی منور چو روز — ازینجا چراغ عمل بر فروز
تن کارکن می بلرزد ز تب — مبادا که نخلش نیارد رطب
گروهی فراوان طمع ظن برند — که گندم نیفشانده خرمن برند
بر آن خورد سعدی که بیخی نشاند — کسی برد خرمن که تخمی فشاند

باب دهم در مناجات

منظوب مراد قبر ہا۔ روشنائی درآ یعنی ایسے عمل کر کہ قبر میں روشنی کے ساتھ آئے ۱۲ کارکن سے یہاں درخت لگانیوالا مراد ہے۔ (صفحہ ۱۸۵ دیکھو)

جس کریم نے تجھے نیست سے ہست کیا ہے | وہ تعجب ہے کہ تو اُسکے آگے گر پڑے تو نہ اُٹھائے

تو اگر بندۂ (نیکوکار) ہے تو حاجت مانگنے کے لیے ہاتھ اُٹھا۔ اور اگر (گناہوں سے) شرمندہ ہے تو ندامت سے رو

جو کوئی اس دروازہ پر آکر توبہ کرتا ہے | پشیمانی سے زار زار رونا اُسکے گناہوں کو دھوتا ہے

خدا اُس شخص کی آبرو نہ کھوئیگا | جسکو گناہوں کی ندامت بہت رُلاتی ہے

کہانی

صنعا میں میرا ایک لڑکا مر گیا | کیا کہوں کہ اُس غم سے مجھپر کیا گزری

حکم الٰہی نے کوئی یوسف جیسا خوبصورت نہیں پیدا کیا۔ جسکو قبر کی مچھلی یونس کی طرح نہ نگل گئی ہو

اِس باغ میں کوئی سرو بلند نہوا | جسکی جڑ فنا کی ہوا نے تہ سے نہ اُکھیڑ ڈالی ہو

زمین پر پھولوں کے کھلنے کا تعجب نہیں | کیونکہ بہتیرے پھول جیسے بدن والے زمین میں دفن ہیں

میں نے جی میں کہا کہ اے مردوں کے لیے عار کے باعث! (اِس شرم سے) مر جا کہ بچہ تو دنیا سے پاک جا اور بوڑھا گناہوں میں آلودہ

دیوانگی اور اُسکے قد پر فریفتگی کے سبب | میں نے اُسکی قبر کا ایک پتھر اُٹھایا

اُس اندھیری اور تنگ جگہ میں ہیبت کے سبب | میرا حال بگڑ گیا اور رنگ بدل گیا

جب میں اُس بیخودی سے ہوش میں آیا | تو اُس فرزندِ دلبند سے مینے یہ بات سُنی

اگر اندھیری قبر سے تیرا جی گھبرایا | تو ہوشیار رہ اور روشنی لیکر آ

اگر تو چاہتا ہے کہ قبر کی رات دن کی طرح روشن ہو | تو یہاں سے (اچھے) اعمال کا چراغ جلالے

باغبان کا جسم اِس خوف سے کانپتا ہے | کہ کہیں ایسا نہو کہ اُسکے درخت میں کھجوریں نہ لگیں

اور بہت لالچی آدمی یہ گمان کرتے ہیں | کہ گیہوں بوئے بغیر کھلیان حاصل کرلینگے

اے سعدی! پھل اُسی نے کھایا جسنے درخت لگایا۔ اور کھلیان اُسی نے اُٹھایا جسنے بیج بویا

دسواں باب مناجات کے بیان میں

ترکیب بے فائدہ

کبھی آوردن دو مفعولوں کا بھی مقتضی ہوتا ہے جیسے زیارا حاضر آوردم اور ایسے موقع پر دو حقیقت میں ساختن کی جگہ ہوتا ہے اسیطرح اِس شعر میں تو اور مہت دونو آوردن کے مفعول ہیں۔ یعنی

ـــہ مولم کا میم حال کا مضاف الیہ ہے، اور وہ شوریدہ کا فاعل۔ دراں جائے تاریک و تنگ جار مجرور متعلق ہول ہے اور وہ جار مجرور متعلق فعل

بیا تا برآریم دستے ز دل | که نتواں برآورد فردا ز گل
بفصلِ خزاں در نه بینی درخت | که بے برگ ماند ز سرمائے سخت
برآرد تهی دستهائے نیاز | ز رحمت نگردد تهی دست باز
مپندار ازیں در که هرگز نبست | که نومید گردد برآورده دست
همه طاعت آرند و مسکیں نیاز | بیا تا بدرگاهِ مسکیں نواز
چو شاخِ برهنه برآریم دست | که بے برگ ازیں بیش نتواں نشست
خداوندگارا نظر کن بجود | که جرم آمد از بندگاں در وجود
گناه آید از بندهٔ خاکسار | بامیدِ عفوِ خداوندگار
کریما برزقِ تو پرورده ایم | بانعام و لطفِ تو خو کرده ایم
گدا چوں کرم بیند و لطف و ناز | نگردد ز دنبالِ بخشنده باز
چو ما را بدنیا تو کردی عزیز | بعقبیٰ همیں چشم داریم نیز
عزیزی و خواری تو بخشی و بس | عزیزِ تو خواری نبیند ز کس
خدایا بعزت که خوارم مکن | بذلِ گنه شرمسارم مکن
مسلط مکن چوں منے بر سرم | ز دستِ تو به گر عقوبت برم
بگیتی بتریں نباشد بدے | جفا بردن از دستِ همچوں خودے
مرا شرمساری ز روئے تو بس | دگر شرمسارم مکن پیشِ کس
گرم بر سر افتد ز تو سایهٔ | سپهرم بود کمتریں پایهٔ
اگر تاج بخشی سر افرازدم | تو بردار تا کس نیندازدم

حکایت

آکہ (آج) صدقِ دل سے دُعا کریں	کیونکہ کل قبر میں نہیں کرسکیں گے
تو خزاں کے موسم میں درخت کو نہیں دیکھتا	جو نہایت سردی کے سبب ٹھنڈ رہجاتا ہے
کہ عاجزی سے خالی ہاتھ (دعا کے لیے) اُٹھاتا ہے	اور (خدا کی) رحمت سے خالی ہاتھ نہیں پھرتا
اُس دروازے سے جو کہ کبھی بند نہیں ہوتا یہ خیال کر	کہ جس نے دعا کے لیے ہاتھ اُٹھایا وہ ناکام پھریگا
عابد عبادت پیش کرتے ہیں اور غریب عاجزی	(دیں) آؤ ہم غریب نواز (خدا) کی درگاہ میں
پت جھڑ ٹہنی کی طرح ہاتھ اُٹھائیں	کیونکہ اس سے زیادہ بے سامان نہ بیٹھنا چاہیے
اے خدا! (ہمپر) رحمت کی نظر کر	کیونکہ بندوں سے قصور ہوے ہیں

ذلیل بندہ سے گناہ خدا کے معاف کردینے کی امید پر ہوتا ہے

اے کریم ہم تیرے ہی رزق سے پلے ہیں۔ اور تیرے انعام اور مہربانی کے عادی ہیں

جب فقیر بخشش اور مہربانی اور نعمت دیکھتا ہے۔ تو داتا کا پیچھا نہیں چھوڑتا

جب تو نے ہمکو دنیا میں عزت بخشی ہے	تو آخرت میں بھی ہمیں اسی کی امید ہے
عزت اور ذلت تو ہی دیتا ہے	تیرا عزت دیا ہوا کسی سے ذلت نہیں پاتا

اے خدا! تجھے اپنی عزت کی قسم ہے کہ مجھے ذلیل نہ کیجو۔ اور گناہ کی ذلت سے مجھے شرمندہ نہ کیجو

مجھ جیسے کو مجھ پر مقرر نہ کر	اگر مجھے سزا ملے تو تیرے ہاتھ سے ملنی اچھی

دنیا میں اس سے بڑھکر کوئی بری بات نہیں۔ کہ آدمی اپنے جیسے کی زیادتیاں اُٹھائے

تیرے ہی روبرو میرا شرمندہ ہونا بہتر ہے	کسی اور کے سامنے مجھے شرمندہ نہ کر
اگر تیرا سایہ میرے سر پر پڑجائے	تو آسمان میری سب سے نیچی سیڑھی ہو
اگر تو تاج بخشے تو میرا سر بلند ہوجائے	(دیں تو مجھے) اُٹھا تاکہ کوئی مجھے نہ گرائے

کہانی

دوسرا مصرع ایں کے مشارالیہ کا بیان ہے

بیا تا برآریم دستی ز دل — که نتوان برآورد فردا ز گل

بفصل خزان در نبینی درخت — که بی برگ ماند ز سرمای سخت

برآرد تهی دستهای نیاز — ز رحمت نگردد تهی دست باز

مپندار ازین در که هرگز نبست — که نومید گردد برآورده دست

همه طاعت آرند و مسکین نیاز — بیا تا بدرگاه مسکین نواز

چو شاخ برهنه برآریم دست — که بی برگ ازین بیش نتوان نشست

خداوندگارا نظر کن بجود — که جرم آمد از بندگان در وجود

گناه آید از بندهٔ خاکسار — بامید عفو خداوندگار

کریما برزق تو پرورده ایم — بانعام و لطف تو خو کرده ایم

گدا چون کرم بیند و لطف و ناز — نگردد ز دنبال بخشنده باز

چو ما را بدنیا تو کردی عزیز — بعقبی همین چشم داریم نیز

عزیزی و خواری تو بخشی و بس — عزیز تو خواری نبیند ز کس

خدایا بعزت که خوارم مکن — بذل گنه شرمسارم مکن

مسلط مکن چون منی بر سرم — ز دست تو به گر عقوبت برم

بگیتی بتر زین نباشد بدی — جفا بردن از دست همچون خودی

مرا شرمساری ز روی تو بس — دگر شرمسارم مکن پیش کس

گرم بر سر افتد ز تو سایه‌ای — سپهرم بود کمترین پایه‌ای

اگر تاج بخشی سر افرازدم — تو بردار تا کس نیندازدم

حکایت

اگر (آج) صدق دل سے دعا کریں — کیونکہ کل قبر میں نہیں کر سکیں گے

تو خزاں کے موسم میں درخت کو نہیں دیکھتا — جو نہایت سردی کے سبب ٹھنڈا رہ جاتا ہے

کہ عاجزی سے خالی ہاتھ (دعا کے لیے) اٹھاتا ہے — اور (خدا کی) رحمت سے خالی ہاتھ نہیں پھرتا

اس دروازہ سے جو کہ کبھی بند نہیں ہوتا یہ خیال کر — کہ جس نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھایا وہ ناکام پھرے گا

عابد عبادت پیش کرتے ہیں اور غریب عاجزی — (پس) آؤ ہم غریب نواز (خدا) کی درگاہ میں

پت جھڑ ٹہنی کی طرح ہاتھ اٹھائیں — کیونکہ اس سے زیادہ بے سامان نہ بیٹھنا چاہیے

اے خدا! (ہمیں) رحمت کی نظر کر — کیونکہ بندوں سے قصور ہوے ہیں

ذلیل بندہ سے گناہ خدا کے معاف کردینے کی امید پر ہوتا ہے

اے کریم! ہم تیرے ہی رزق سے پلے ہیں۔ اور تیرے انعام اور مہربانی کے عادی ہیں

جب فقیر بخشش اور مہربانی اور نعمت دیکھتا ہے۔ تو داتا کا پیچھا نہیں چھوڑتا

جب تو نے ہمکو دنیا میں عزت بخشی ہے — تو آخرت میں بھی ہمیں اسی کی امید ہے

عزت اور ذلت تو ہی دیتا ہے — تیرا عزت دیا ہوا کسی سے ذلت نہیں پاتا

اے خدا! تجھے اپنی عزت کی قسم ہے کہ مجھے ذلیل نہ کیجو۔ اور گناہ کی ذلت سے مجھے شرمندہ نہ کیجو

مجھ جیسے کو مجھ پر مقرر نہ کر — اگر مجھے سزا ملے تو تیرے ہاتھ سے ملنی اچھی

دنیا میں اس سے بڑھکر کوئی بری بات نہیں۔ کہ آدمی اپنے جیسے کی زیادتیاں اٹھائے

تیرے ہی روبرو میرا شرمندہ ہونا بہت ہے — کسی اور کے سامنے مجھے شرمندہ نہ کر

اگر تیرا سایہ میرے سر پر پڑجائے — تو آسمان میری سب سے نیچی سیڑھی ہو

اگر تو تاج بخشے تو میرا سر بلند ہوجائے — (پس تو مجھے) اٹھا تاکہ کوئی مجھے نہ گرائے

کہانی

دوسرا مصرع ایس کے مشارالیہ کا بیان ہے

تنم مے بلرزد چو یاد آورم — مناجات شوریدهٔ در حرم

که میگفت با حق بزاری بسے — میفگن که دستم نگیرد کسے

بلطفم بخوان یا بران از درم — ندارد بجز آستانت سرم

تو دانی که مسکین و بیچاره ام — فرومانده با نفس امّاره ام

نے تازد این نفس سرکش چنان — که عقلش تواند گرفتن عنان

که با نفس و شیطان بر آید بزور — نبرد پلنگان نیاید ز مور

بمردان راهت که راهے بده — وزین دشمنانم پناهے بده

خدایا بذاتت خداوندیت — باوصاف بیمثل و مانندیت

بہ لبیک حجاج بیت الحرام — بمدفون یثرب علیہ السلام

بہ تکبیر مردان شمشیر زن — کہ مرد وغا را شمارند زن

بطاعات پیران آراستہ — بصدق جوانان نوخاستہ

کہ ما را در آن ورطۂ یک نفس — ز ننگ دو گفتن بفریاد رس

امید است از آنانکہ طاعت کنند — کہ بیطاعتان را شفاعت کنند

بپاکان کز آلایشم دور دار — وگر زلّتے رفت معذور دار

بپیران پشت از عبادت دوتا — ز شرم گنہ دیدہ بر پشت پا

کہ چشمم ز روے سعادت مبند — زبانم بوقت شہادت مبند

چراغ یقینم فرا راہ دار — ز بد کردنم دست کوتاہ دار

بگردان ز نادیدنی دیدہ ام — مدہ دست بر ناپسندیدہ ام

من آن ذرہ ام در ہواے تو نیست — وجود و عدم در ظلامم یکے است

جب مجھے کعبہ کے احاطہ کے اندر ایک عارف کی مناجات یاد آتی ہے تو میرا بدن کانپ اٹھتا ہے

کہ وہ نہایت گڑگڑا کر یہ کہہ رہا تھا | کہ مجھے نہ گرا کیونکہ کوئی میرا ہاتھ نہ پکڑیگا

تو مجھے مہربانی سے بلالے یا خفگی سے اپنے ہاں سے نکالدے میرے سر کے لیے تیری دہلیز کے سوا کوئی ٹھکانا نہیں

تو جانتا ہے کہ میں بے طاعت اور بیچارہ ہوں | نفس امارہ کے مقابل میں عاجز ہوں

یہ سرکش نفس ایسا نہیں دوڑتا | کہ عقل اُس کی باگ روک سکے

نفس اور شیطان پر زور سے کون غالب آسکتا ہے | کیونکہ چیونٹی تیندووں سے نہیں لڑسکتی

اپنے رستہ کے جوانمردوں کے طفیل مجھے اپنی طرف بلالے۔ اور ان دشمنوں سے بچا لیجے

اے خدا اپنی ذات کا صدقہ جسکو ساری مخلوقات کی خداوندی لایق ہے اور اپنی صفات کے طفیل جو کمال میں کہتی ہے

کعبہ کے حاجیوں کی لبیک کی برکت سے اور مدینہ کے مدفون (حضرت رسول اللہ صلعم) کی بدولت جنپر سلام ہو

دین کے لیے تلوار مارنیوالوں کی تکبیر کے وسیلہ سے | جو مردان کارزار کو عورت سمجھتے ہیں

دیندار بوڑھوں کی عبادتوں کے ذریعہ سے | اور نو جوانوں کے سچے اعتقاد کیواسطے

ہم کو اُس دم بھر کے بھنور میں | شرک کی رسوائی سے بچالیجیو

جو لوگ عبادت کرتے ہیں اُنسے امید ہے | کہ جنھوں نے عبادت نہیں کی اُنکی سفارش کرینگے

پاک لوگوں کی برکت سے مجھے (آیندہ) گناہوں سے دور رکھ۔ اور اگر (پہلے) گناہ ہوگئے ہیں تو اُنھیں معاف کر

عبادت سے دوہری پیٹھ والے بڈھوں کے طفیل | جنکی آنکھ گناہوں کی شرمندگی سے پشت پاہی پر رہتی ہے

اچھے عمل میرے پیش نظر رکھیو۔ کلمہ شہادت پڑھنے کے وقت میری زبان بند نہ کیجیو

یقین کا چراغ میرے سامنے رکھ | گناہ کرنے سے مجھے روک

نہ دیکھنے قابل چیزوں پر میری نظر نہ ڈال | بُرے کام کرنیکی مجھے قدرت نہ دے

میں تیری محبت میں وہ فانی ذرّہ ہوں | کہ اندھیرے میں میری ہستی و نیستی برابر ہے

چیزوں کا دیکھنا شرع میں منع ہے + دست مجازاً قدرت ۱۶ ہوا خواہش محبت۔ یا اضافت نسبت یعنی تیری نسبت۔ تیری ہستی کے

زخورشید لطفت شعاعے بسم | که جز در شعاعت نه بیند کسم
بدے را نگه کن که بهتر کست | گدا را ز شاه التفاتے بس است
مرا گر بگیری بانصاف وداد | بنالم که عفوت نه این وعده داد
خدایا بذلت مران از درم | که صورت نه بندد درِ دیگرم
ور از جهل غائب شدم روز چند | کنون کامدم در برویم مبند
چه عذر آرم از ننگ تردامنی | مگر عجز پیشش آورم کاے غنی
فقیرم بجرم گناهم مگیر | غنی را ترحم بود بر فقیر
چرا باید از ضعف حالم گریست | اگر من ضعیفم پناهم قوی است
خدایا بغفلت شکستیم عهد | چه زور آورد با قضا دست جهد
چه برخیزد از دست تدبیر ما | همین نکته بس عذر تقصیر ما
همه هرچه کردم تو برهم زدی | چه قوت کند با خدائی خودی
نه من سر ز حکمت بدر میبرم | که حکمت چنین میرود بر سرم

حکایت

سیه چرده را کسے زشت خواند | جوابے بگفتش که حیران بماند
نه من صورت خویش خود کرده ام | که عیبم شماری که بد کرده ام
ترا با من از زشت رویم چه کار | نه آخر منم زشت و زیبا نگار
از آنم که بر سر نبشتی ز پیش | نه کم گردد اے بنده پرور نه بیش
تو دانائی آخر که قادر نیم | توانائے مطلق توئی من کیم
گرم ره نمائی رسیدم بخیر | وگر گم کنی باز ماندم ز سیر

گناه کا صدور میرے اختیار و قدرت کی بات نہیں ہے بلکہ تیرے ہی حکم و تقدیر نے ایسا چاہا ہے تنبیہ اس طرح اپنے گناه (صفحه ۱۹۱ دیکھا

مجھے تیری مہربانی کے سورج کی ایک کرن کافی ہے (بس اسی سے) مجھ پر ڈال کیونکہ تیری کرن بغیر مجھے کوئی نہیں دیکھتا

ایک بار پر نظرِ رحم فرما تاکہ وہ بہت اچھا ہو جائے
فقیر کو بادشاہ کی ذرا سی توجہ بہت ہے

تو اگر مجھے عدل و انصاف کے سبب سزا دیگا
تو میں یاد کرونگا کہ تیری مغفرت نے یہ عذر نہیں کیا تھا

اے خدا! مجھے ذلّت کے ساتھ اپنے دروازہ سے نکال
کیونکہ دوسرا دروازہ مجھے نظر نہیں آتا

اگر میں نادانی سے چند روز (تیری عبادت سے) دور رہا
تو اب کہ حاضر ہوا ہوں مجھے آنے دے

گناہوں کی شرمندگی کے سبب میرے پاس کوئی عذرِ معقول نہیں اسکے سوا کہ عجز پیش کروں اور کہوں کہ اے بے نیاز

میں محتاج ہوں مجھے گناہ کے جرم میں خود نگر
کیونکہ بے نیاز محتاج پر ترس کھاتا ہے

میں اپنی خستہ حالی سے کیوں روؤں
اگر میں ضعیف ہوں تو میری پناہ تو قوی ہے

اے خدا ہمنے غفلت سے تیرا عہد توڑ ڈالا
تیرے حکم کے سامنے آدمی کی کوشش کیا کر سکتی ہے

ہماری تدبیر سے کیا ہو سکتا ہے
ہماری تقصیر کے عذر کے لیے یہی بات کافی ہے

سارے ارادے جو مینے کیے تونے توڑ پھوڑ ڈالے
تیرے ارادہ کے سامنے میرا ارادہ کیا کر سکتا ہے

میں تیرے حکم سے منہ نہیں موڑتا
بلکہ تیرا حکم میری نسبت یہی ہوتا ہے

کہانی

ایک کالے کو کسی نے بُرا کہا
اُس نے اُسکو ایسا جواب دیا کہ دنگ ہو گیا

(یعنی یہ کہ) میں نے اپنی صورت آپ نہیں بنائی
کہ تو میرا یہ عیب نکالے کہ میں نے بری بنائی

میں اگر بدصورت ہوں تو تجھے مجھ سے کیا سروکار
میں تو خوبصورت و بدصورت کا بنانے والا نہیں ہوں

اے بندہ پرور! تونے جو کچھ میری تقدیر میں لکھا ہے اُس سے نہ گھٹے گا نہ بڑھے گا

تو جانتا ہے کہ میں قادر نہیں ہوں۔ تو ہی قادرِ مطلق ہے میں کون ہوں (یعنی میری حقیقت کچھ نہیں)

اگر تو مجھے رستہ دکھا دیگا تو یقیناً اعمالِ نیک کی منزل تک پہنچ جاؤنگا۔ اور اگر بھلا دیگا تو بہت جلدی رستہ سے رہ جاؤنگا

کی تعریف و تشریح کی اس مقام پر گنجائش نہیں ہے موقع ہوا تو انشاء اللہ کسی شرح میں کہیں بیان کرینگے + اس بحث میں ...

جهان آفرین گر نه یاری کند | کجا بنده پرهیزگاری کند

حکایت

چه خوش گفت درویش کوتاه دست | که شب توبه کرد و سحر گه شکست

گر او توبه بخشد بماند درست | که پیمان ما بی ثبات است و سست

بحقت که چشمم ز باطل بدوز | بنورت که فردا بنارم مسوز

ز مسکینیم روی در خاک رفت | غبار گناهم بر افلاک رفت

تو یک نوبت ای ابر رحمت ببار | که در پیش باران نپاید غبار

ز جرمم در این مملکت جاه نیست | ولیکن بملک دگر راه نیست

تو دانی ضمیر زبان بستگان | تو مرهم نهی بر دل خستگان

حکایت

شنیدم که مستی ز تاب نبید | بمقصوره مسجدی در دوید

بنالید بر آستان کرم | که یارب بفردوس اعلی برم

مؤذن گریبان گرفتش که هین | سگ و مسجد ای فارغ از عقل و دین

چه شایسته کردی که خواهی بهشت | نمی زیبدت ناز با روی زشت

بگفت این سخن پیر و بگریست مست | که مستم مدار از من ای خواجه دست

عجب داری از لطف پروردگار | که باشد گنهکاری امیدوار

ترا می نگویم که عذرم پذیر | در توبه باز است و حق دستگیر

همی شرم دارم ز لطف کریم | که خوانم گنه پیش عفوش عظیم

کسی را که پیری در آرد ز پای | چو دستش نگیری نخیزد ز جای

فرق کے لیے یہ قاعدہ رکھا ہے کہ جب تے پہلے حرف صحیح ساکن ہوتا ہے تو دال مہملہ پڑھتے ہیں جیسے کرد و سرد و گرد وغیرہ (صفحہ ۱۹۲ دیکھو)

تو بندہ کیونکر پرہیزگاری کرسکتا ہے	خدا اگر مدد نہ کرے

کہانی

جس نے رات کو توبہ کی اور صبح کو توڑ ڈالی	ایک تائب فقیر نے کیا اچھی بات کہی
کیونکہ ہمارا عہد تو ناپایدار اور بودا ہے	وہی توبہ کرا دے تو قائم رہ سکتی ہے

تجھے اپنے حق کی قسم ہے کہ میری آنکھوں کو بری چیزوں (کے دیکھنے) سے سی دے۔ تجھے اپنے نور کی قسم ہے کہ کل مجھے دوزخ کی آگ میں نہ جلا

میرے گناہوں کی گرد آسمان تک پہنچی	بے طاعتی کے سبب میں بہت ذلیل ہو گیا
کہ مینہ کے سامنے غبار نہیں ٹھیرتا	اے رحمت کے مینہ تو ایک دفعہ برس پڑ

گناہ کے سبب اس سلطنت میں میری عزت نہیں ہی۔ مگر دوسرے ملک کا رستہ نہیں دکھاتا

خاموش قصہ والوں کے دل کی بات تو ہی جانتا ہے۔ زخمیوں کے دلوں پر تو ہی مرہم لگاتا ہے

کہانی

میں نے سنا ہے کہ ایک شراب کی گرمی سے سرمست۔ ایک مسجد کی محراب میں دوڑا آیا

کہ اے پروردگار! مجھے بہشت بریں میں داخل کر	اور درگاہ الہی میں گڑگڑا کر یہ دعا کی
اے بے عقل و بے دین! کتا اور مسجد (کیونکر جمع ہو سکتے ہیں)	مؤذن نے اسکا گریبان پکڑ کر کہا کہ ہیں!
تجھے اس بھونڈی صورت پر ناز کرنا نہیں پھبتا	تو نے کونسا اچھا کام کیا ہے کہ جنت مانگتا ہے
کہ اے میاں! میں مست ہوں۔ مجھے معاف کر	بڈھے نے یہ بات کہی اور مست رو کر بولا
کہ ایک گنہگار (اسکی بخشش کا) امیدوار ہو	تو خدا کے فضل سے یہ آگے جھکر تعجب کی بات سمجھتا ہے
توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے اور خداوندگار	میں تجھ سے تو نہیں کہتا کہ میرا عذر قبول کر
کہ اسکی بخشش کے سامنے اپنے گناہ کو بڑا کہوں	مجھے خدائے کریم کی رحمت سے شرم آتی ہے
اگر اسکا ہاتھ کوئی نہ پکڑے تو نہیں اٹھ سکتا	جسکو بڑھاپا گرا دیتا ہے

۵ جرم جرم کا مضاف الیہ ہے۔ اور وہ تو ملکا مبتدا۔ لفظ باقی خبر محذوف ہ اسیطرح اہلیت کی ترکیب ہے۔ اور باقی ۔۔ تو مصرعوں میں متعلقات ہیں۔

من آنم زپا اندر اُفتاده پیر | خدایا بفضلت توام دست گیر
نگویم بزُرگی وجاهم ببخش | فروماندگی و گناهم ببخش
اگر یارے اندک زلل دانم | به نابخردی شُهره گردانم
تو بیناو ما خائف از یکدگر | که تو پرده پوشی و ما پرده در
برآورده مردم زبیروں خُروش | تو بینده در پرده و پرده پوش
بنادانی ار بندگاں سر کشند | خداوندگاراں قلم درکشند
اگر جُرم بخشی بمقدارِ جُود | نماند گرفتارے اندر وجود
وگر خشم گیری بقدرِ گناه | بدوزخ فرست و ترازو مخواه
گرم دست گیری بجائے رسم | وگر افگنی برنگیرد کسم
که زور آورد گر تو یاری دهی | که گیرد چو تو رستگاری دهی
دو خواهند بودن به محشر فریق | ندانم کدامی دهندم طریق
عجب گر بود راهم از دستِ راست | که از دستِ من جز کژی برنخاست
دلم میدهد هر وقت ایں امید | که حق شرم دارد ز موے سپید
عجب دارم ار شرم دارد زمن | که شرمم نمے آید از خویشتن
نه یُوسُف که چندیں بلا دید و بند | چو حُکمش رواں گشت و قدرش بلند
گنه عفو کرد آلِ یعقوب را | که معنی بود صورتِ خوب را
بکردارِ بد شاں مُقیّد نه کرد | بضاعاتِ مُزجاتِ شاں رد نکرد
زلطفت همیں چشم داریم نیز | بریں بے بضاعت ببخش اے عزیز
بضاعت نیاوُردم الا اُمید | خدایا زعفوم مکن نا اُمید

من اسواسطے خدا نے انکو اصحاب الیمین فرمایا ہے اور انکو اصحاب الشمال۔ پس شیخ کہتے ہیں کہ دیکھیے ان دو گروہوں میں سے (صفحہ ۱۰ دیکھو)

میں وہ ہی گرا ہوا بوڑھا ہوں | اے خدا! تو اپنے فضل سے میرا ہاتھ پکڑ

میں یہ نہیں کہتا کہ مجھے سرداری ومرتبہ عطا کر- (بلکہ یہ کہتا ہوں کہ) میرا قصور اور گناہ بخش دے

اگر کوئی یار میرے ذرا سے قصور سے واقف ہو جائے | تو بیوقوفی سے مجھے سارے میں رُسوا کرے

تو (ہمارے عیبوںکو) دیکھتا ہے اور ہم لوگوں سے ڈرتے ہیں- کیونکہ تو عیب چھُپاتا ہے اور ہم فاش کرتے ہیں

لوگ ظاہر ہی کا حال دیکھکر غل مچاتے ہیں- تو باطن کا حال دیکھتا ہے اور چھُپاتا ہے

اگر غلام نادانی سے نافرمانی کریں | تو مالک معاف کر دیتے ہیں

تو اگر (اپنے) کرم کے موافق گناہ بخشے | تو کوئی بھی (عذاب میں) گرفتار نہ رہے

اور اگر (میرے) گناہ کے موافق عتاب کرتا ہے | تو بس دوزخ میں ڈال دے اور ترازو نہ منگا

تو اگر میرا ہاتھ پکڑ لیگا تو اعلےٰ رتبہ پر پہنچ جاؤنگا | اور گرا دیگا تو پھر کوئی نہ اُٹھا سکیگا

تو مدد کرے تو پھر کون غالب آسکتا ہے | تو رہائی بخشے تو پھر کون پکڑ سکتا ہے

قیامت کے دن دو گروہ ہونگے | دیکھیے مجھے کدھر رکھتے ہیں

اگر دائیں ہاتھ کو رہا تو تعجّب کی بات ہے | کیونکہ مجھ سے بدی کے سوا کچھ نہیں ہوا

میرا دل دم بدم یہ اُمید بندھا رہا ہے | کہ خدا سفید بالوں سے شرماتا ہے

وہ مجھ سے شرماتا ہے تو مجھے تعجّب ہے | کیونکہ میں تو اپنے سے شرماتا ہی نہیں

کیا یوں نہیں ہوا- کہ یوسفؑ جس نے اتنی بلائیں اور قید بھگتی جب اُسکا حکم چلنے لگا اور مرتبہ بلند ہو گیا

تو اُسنے یعقوبؑ کے بیٹوں کا گناہ معاف کر دیا | کیونکہ خوبصورت خوب سیرت ہوا کرتے ہیں

اُنکی بُری حرکتوں کے سبب اُنھیں قید نہیں کیا | اُنکی گھٹیل پونجی پھیر نہیں دی

(بس) ہم بھی تیرے کرم سے یہی اُمید رکھتے ہیں | اے عزیز! اس بے سرمایہ پر رحم فرما

میں کوئی سرمایہ نہیں لایا مگر ہاں اُمید | بس اے خدا! مجھے اپنی مغفرت سے نا اُمید نہ کر

تمت الترجمۃ بفضل اللہ والرحمۃ

کھنکی یا ناقص - جب کنعان میں کال پڑا تھا اور حضرت یعقوبؑ کے بیٹے اناج لینے مصر میں آئے تھے اُسوقت اُنھوں نے یہ کہا تھا جیسا بیضاعۃ

اعلام

اِس شرح وترکیب میں علمِ معانی وبیان وبدیع وصرف ونحو ولغت وغیرہ کے مندرجہ ذیل اسّو مسئلے آئے ہیں جن کا نام ہم مِائۃُ مَسَائِل رکھتے ہیں:

صفحہ	سطر متن یا حاشیہ	غلط	صحیح
۹۷	ح ۸	ازدام	ازحام
″	ح ۳۱	است	دست
۹۹	ح ۱۹	قیدلو	قیدی لو
۱۰۴	م ۱۷	حالے	حالی
۱۰۶	ح ۴۰	نیوشند	نیوشنده
۱۱۷	ح ۲۴	میاں-	میاں مضاف۔
۱۱۹	م ۷	گردن خرار	گردن فراز
۱۲۰	م ۱	دگرباده	دگرباره
۱۲۱	ح ۳۰	مصدر کا مفعول	مصدر اور اُسکا مفعول
۱۲۲	م ۷	ہراں کس	ہرآں کس سے
۱۲۳	ح ۵	کاف بیان این الخ	کاف سے پہلے برین محذوف اور کاف اُسکا بیان۔
″	ح ۱۰	جملہ فعلیہ خبر مبتدا	جملہ فعلیہ صلہ۔ جفا بیند از روزگار خبر مبتدا
۱۲۴	ح ح	دشمن وحسد	دشمنی وحسد
۱۲۸	″	جب میں	جب مَیں نے
۱۳۱	م ۱۲	ہنر	ایک ہنر
۱۳۲	″	خیر پیش	خیرِ پیش
۱۳۳	م ۲	رونگٹے سے	رونگٹے کے بدلے
۱۳۴	م ۱۳	توآنی	توآنی عہ
۱۳۴	م ۱۷	توگرشکر	توگرشکر عہ
۱۳۶	ح ۲۲	مجموعہ مشبہ بہ	مجموع مشبہ بہ
″	م	سطر ۴ و ۷ و ۹ پر رقم غلط ہے سطر ۱۲ سے آر قمیں بنالو	
۱۳۷	ح ۱۹	زیند	نہ زیند
۱۴۱	ح ۲۷	تو مفعول بہ	ت سپاس کی مضاف الیہ
″	ح ۲۵	دو چشم و محذوف	دو چشم یا ضمیر اُسکی طرف راجع محذوف
۱۴۳	ح ۲۳	توانا اُسکا مفعول اول الخ	توانا اُسکا فاعل رحم مفعول الخ
۱۴۴	″ ۱۱	کاروانی حسب قافلہ	کاروانی صاحبِ قافلہ
۱۴۹	م ۲	رچتا	رچتا بچتا
″	ح ب	دوسرا مصرع کا	دوسرا مصرع اُسکا
۱۵۴	ح ۴۲	خالص بے عیب زرناب	خالص بے عیب۔ زرناب
″	″ ۳۲	غفلت دلوں	غفلت والوں

صفحہ	سطر متن یا حاشیہ	غلط	صحیح
۱۵۵	ح ۱۹	پدر	جان پدر
۱۵۶	″ ۵	تلافی کرنی	تلافی کر
″	″ ۱۲	اور سفید سے	اور سپیده سے
۱۶۲	م ۱۴	دو بنیم	دو بنیم
۱۶۶	ح ۲۳	بمعنی دیده ہے	بمعنی دیده بود ہے
″	″ ۳۰	بدر پورا چاند۔ بدرو	بدر پورا چاند۔ بدر رو
″	″ ر	۱۳ھ	۱۶ھ
۱۶۷	″ ۱۶	افزوده کا مفعول عالم السجم فاعل	دید کا پہلا مفعول
″	″ ۱۹	اور یہ سب ملکر دید کا مفعول ہے	اور وه دید کا مفعول دوم
۱۶۸	″ ۵	ماضی بمعنی	ماضی بجائے
″	″ ز	قافلہ	قافلے
۱۶۹	″ ۲۲	سے یہ	سے دوسرا
۱۷۱	م ۱۳	بُرے کام	بُروں کے سے کام
″	ح ۴	جوکہ گردت	جوگردت
۱۷۱	ح ۱۳	کارہائے بد	بدوں کے سے کام
۱۷۳	″ ۱۳	متکلم	تکلم
۱۷۶	م ۱۷	آمد	آید
۱۷۸	″ ۱	روامن	زدامن
۱۷۹	ح ۱۵	استفہام انکاری	استفہام اقراری
۱۸۰	م ۱	بلبند	بہ بند
۱۸۱	ح ز	معطوف	معطوف علیہ
۱۸۲	م ۶	نمانذ زده ستات	نمانذ ز دشنت
۱۸۴	م ۹	شگفتہ	شگفت
۱۸۶	م ۲	بفضل خزاں	بفصل خزاں
۱۸۹	م ۱	نم	تنم
۱۹۱	ح ۲۹	نو	گیاره
۱۹۳	م ۱۶	آگے بڑھکر	+
۱۹۴	م ۵	مرنہ گیرد	برنہ گیرد
″	م ۱۴	سطر ۱۴ سے سطر ۱۸ تک ہندسے لگادو	
۱۹۵	ح ۲۱	استفہام انکاری	استفہام اقراری
.	.	.	.

غلط نامہ

جب کتاب چھپکر میرے پاس پہنچی - تو اتفاق سے دو ایک تھوڑی سی غلطیاں میری نظر سے گزریں - میں نے فوراً ساری کتاب پر سرسری نظر دیکھی - بڑی بڑی غلطیوں کا تو یہ صحت نامہ بنایا - اور چھوٹی چھوٹی غلطیاں جن سے مطلب میں خلل واقع نہیں ہوتا آیندہ درست کرونگا ؛ حاشیہ کے لیے ح - متن کے لیے م - جدول کے باہر اوپر کی طرف کے لیے ب - دائیں طرف کے لیے ر - بائیں طرف کے لیے چ - نیچے کے لیے ز مقرر کی ہے ؛ امید کہ جو صاحب کتاب خریدیں - اول ان غلطیوں کو درست کرلیں ؛

صفحہ	سطر متن یا حاشیہ	غلط	صحیح
۷	ح ۲۲	اسپ از نسل عربی	اسپ من النسل عربی
ایضاً	ح ۳۹	جملۂ شرطیۂ	جملۂ شرطیہ
۸	م ۹	بگفتند الخ	بعض گفتند الخ
۹	ح ۱۴	اور ب نشستن کے ساتھ کی محذوف	اور نشستن کے ساتھ کی ب بھی محذوف - اگر نشستن موجود ہوتا تو بھی یہ ب محذوف ہو سکتی تھی
؍	ح ۳۳	جملہ فعلیہ خبریہ مبتدا	جملہ فعلیہ خبریہ خبر مبتدا
؍	ح ر	اور سبب اضافت مبتب کی	اور مسبب کی اضافت سبب کی طرف
۱۲	ح ۳۴	اور قرگان شبہ بہ الخ	قرگان مشبہ اور نیزہ سے مشبہ بہ الخ
۱۴	م ۱	دُہل	دُہُل
؍	۲	گریت	گرت
۱۹	ح ۳۲	علاقہ ہوگا	علاقہ ہوگا
۲۲	ح ۳۹	بُدسے	بدسے
۲۴	م ۵	خوبش	خوبش
؍	م	اِس صفحہ کی رقمیں درست کرلو	
۲۵	ح ۴۶	ساری بیان	ساری بیت
۲۶	ح ۲۹	اعتقادل	اعتقاد دل
۲۸	م ۱۰	جا کہدے کر	کہدے کر جا
۳۰	م ۱۴	صاحبدلے	صاحبدل
۳۲	م ۸	اطرافِ و	اطراف
؍	م ۱۶	چہ دیدی	چہ دیدی
؍	م	اِس صفحہ کی رقمیں لکھ لو	
۳۳	ح ج	معطوف مکر	معطوف مضاف الیہ مکرر
۳۴	ح ۲۵	بے دماغ	بد دماغ
۴۱	ح ۱۴	اپنے فاعل اور متعلق	اپنے فاعل و مفعول و متعلق
۴۳	ح ۳۰	مثال	امثال
؍	ح ز	بازگردی فعل ناقص الخ	بازگردی فعل ضمیر فاعل روول بیت جملہ انجا ہی
۴۴	م ۷	ینگ	نیست
۴۶	ح ۳۱	بہ دویدن با - لبس	بہ دویدن با - یا دوید ن در پس
۵۴	ح ۲۰	نیستم فعل	نیستم فعل ناقص
۵۵	ح ۸	جوسے	جوسئے
۵۸	ح ۲۰	نہ استفہام انکاری	نہ استفہام اقراری
۶۱	م ۱۳	ظرف	برف
؍	ح ۱۸	مصرع میں ل کا	مصرع میں دل کا
۶۵	م ۱۲	بتاؤ	بتاؤں
۶۷	ح ۵	فعل مرکب	فعل مرکب (یا عجب مفعول او دارم فعل)
۶۸	ح ۳۰	الف سے ی	الف ی سے
؍	ح ۳۲	دزندگی	درندگی
؍	ح ر	نون نافیہ سے پر	نون نافیہ پر سے
۶۹	ح ۴۲	رونمیگردد الخ	نمیگردد فعل ناقص خبر یا تحفتا مرکب اضافی اسم - و خبر
۷۷	؍ ۵	اور ضمیر	او ضمیر
۷۹	؍ ۳۱	بجملہ اسمیہ	جملہ شرطیہ
؍	؍ ر	منتجیہ	مفتتحہ
۸۱	م ۱۶	نانافرنی	نافرمانی
۸۲	م ۹	تیز	تیر
؍	م ۱۳	دیگراو	دیگرم
؍	ح ۲۱	خداوند سخان	خداوند نجات
۸۳	ح ر	بحرف فصاحت	بحرف مصاحبت
؍	ح چ	بیان بامداداں	یہاں بامداداں
۸۶	م ۴	ترا دست	تراست
۹۰	م ۱۰	خداوندگارسے	خداوندگارسے
۹۱	ح ۲۳	بجانب خدا فاعل طفل را مفعول اول محذوف جان مفعول ثانی	بجانب طفل فاعل - جان مفعول
؍	ح ۳۹	خداویکہ	خداوندیکہ
۹۶	م ۵	مغز مردم	مغز مردم
۹۶	ح ب	شین	سین
۹۷	م ۱۷	بیٹھارہ	بیٹھا رہے

اعلان

خدا کا شکر ہے کہ پیرایۂ خرد کے اِس حصّہ کی شرح مع ترجمہ وحلّ ترکیب چھپکر تیار ہوگئی
اپنی زبان سے یہ کہنا نہیں چاہتے کہ یہ کتاب کیسی تالیف ہوئی ہے اور کیا چیز ہے
ع اگر مشک خالص تو داری مگوے ۔ کہ گر ہست خود فاش گردد ببوے + بہ سوگند
گفتن کہ زر مغربی ہست ۔ چہ حاجت محک خود بگوید کہ چیست + اہلِ دانش جان
لینگے کہ ردی ہے یا کاغذِ زر ۔ صاحب نظر پہچان لیں گے کہ سفال ہے یا گوہر +
اسکی قیمت بارہ آنے اور محصولِ ڈاک ا؍ ہے ۔ جو صاحب منگانی چاہیں قیمت و
محصول ڈاک میرے برادرِ معظّم جناب مولوی مرزا اشرف بیگ خانصاحب مدرّس اوّل
فارسی ڈسٹرکٹ سکول دہلی کی خدمت میں ا[illegible]ل فرمائیں ۔ کتاب فوراً بھیجی جائیگی
اور بہت سی کتابوں کے خریداروں کے ساتھ کسیقدر رعایت بھی کیجائیگی +
یہ کتاب رجسٹری شدہ ہے جس [illegible] کے خاتمہ پر میرا یا جناب برادرِ ممدوح الصدر کے
دستخط یا مہر نہ ہو وہ مسروقہ سمجھنی چاہیئے + پیرایۂ خرد کے باقی حصّہ کی شرح بھی مع ترجمہ
چھپ رہی ہے اور سرمایۂ خرد و گنجینۂ خرد کی شرح مع ترجمہ تیار ہو رہی ہے ۔ انشاء اللہ تعالیٰ
عنقریب نذرِ ناظرین کی جاتی ہے +

العبد

دستخط یا مُہر

محمد مرزا [illegible] خان بیدل دہلوی
عفا اللہ عنہ

Sa'di
Bustan